

174

۵۸۵۸

۳۸

# اِحَادِثِ الْمُسْلِمِينَ

## وقت کی اہم ضرورت

○

از

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

وائس پریذیڈنٹ ورلڈ اسلامک مشن

(الدعوة الإسلامية العالمية)

○

مکتبہ رضویہ لاہور ۲۵



کتاب \_\_\_\_\_ اتحاد بین المسلمین، وقت کی اہم ضرورت

مصنف \_\_\_\_\_ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

کتابت \_\_\_\_\_ خوشی محمد ناصر قادری

پروف ریڈنگ \_\_\_\_\_ ظہور الدین خان

81652

صفحات \_\_\_\_\_ ۱۶۰

مطبع \_\_\_\_\_ عالمین پریس، ۲۲ رٹی گن روڈ، لاہور

سن طباعت \_\_\_\_\_ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ / دسمبر ۱۹۸۴ء

اشاعت اول \_\_\_\_\_ ۱۱۰۰

اشاعت دوم (مع اضافات جدیدہ) \_\_\_\_\_ ۱۱۰۰ (رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ / مئی ۱۹۸۵ء)

ناشر \_\_\_\_\_ مکتبہ رضویہ، ۲ سوڈھیوال کالونی، ملتان روڈ۔ لاہور، ۲۵

قیمت \_\_\_\_\_ بارہ روپے



تقسیم کار: \_\_\_\_\_  
واحد

شعبہ برادرز پبلشرز، ۴۰-بی، اردو بازار۔ لاہور

# کتب تبصرت

نام کتاب ..... اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت  
مصنف ..... مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

قیمت ..... دس روپے  
ناشر ..... مکتبہ رضویہ ۲۴، سٹریٹ ہیرال کالونی ملتان روڈ لاہور

نمبر ۲۵  
اتحاد بین المسلمین آج ہی کا نہیں گذشتہ کئی صدیوں کا  
اہم مسئلہ ہے۔ اس مسئلے پر درود رکھنے والے حضرات پہلے

بھی بت کچھ کہتے اور لکھتے رہے ہیں اور آج بھی اس کا سلسلہ  
جاری ہے لیکن جس قدر اس میں پیش رفت ہوئی ہے اور

مسلمان اعتصام بحبل اللہ میں اپنی زندگی کے آثار و علامات کی  
ظہار میں بڑھنے لگتے ہیں اسی قدر اسلام دشمن طاقتیں

شازشوں اور ریشہ دوانیوں سے ان کو بچنے و بچانے میں  
کیونکہ وہ اپنی زندگی اسی میں پاتی ہیں اس سلسلے میں مولانا محمد

عبدالستار خان نیازی نے ایک مضمون لکھا جس میں اس نیک مقصد  
کے حصول کے لئے چار نکاتی اتحادی فارمولہ بھی پیش فرمایا

تھا۔ یہ طریق مضمون نوائے وقت میں شائع ہوا تھا اور اس پر  
تعمیر و تنقید ہر دو پہلو سے اظہار خیال بھی کیا گیا تھا۔ زیر نظر

کتابچہ دراصل اسی مضمون پر مشتمل ہے۔ اس میں ابتدا سے  
کے عنوان سے مہلانے ایک مختصر فکر انگیز مضمون بھی لکھا ہے اور

ناظم مکتبہ نے عرض ناشر کے عنوان سے اس موضوع پر دلائل  
کے ساتھ بحث کی ہے اللہ کرے اہل دل کی اس خواہش کی

پہنچیل ہو اور مسلمان اتحاد و یک جہتی کے وہی مناظر پھر پیش  
کریں جو اسلام کو مطلوب ہیں۔

یہ کتابچہ ۱۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابت و طباعت  
عمدہ اور کاغذ اچھا لگایا گیا ہے۔

تبصرہ نگار سلیم تابانی



نوائے وقت  
لاہور  
۱۳۰۵ ج ۲۰ مارچ ۱۹۸۵

# تقریب رومانی (کتاب اتحاد بین المسلمین)

منعقدہ ۱۸ مارچ ۱۹۸۵ء بمقام: ہوٹل فیلٹیز، لاہور

صدارت: لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) کے۔ ایم۔ اظہر

مہمان خصوصی: سابق چیف جسٹس سید شمیم حسین قادری

سید احمد سعید کرمانی

میاں عبدالرشید

خان محمد سلیم اللہ خان

مقررین: میاں محمد شفیع (م۔ پ۔ ش۔ ۲)

ملک محمد اکبر ساقی

راجا رشید محمود

## پاکستانی عوام کی ترقی کے لئے فرقہ واریت کا خاتمہ ضروری ہے

مولانا البرساتی نے انسوس ظلم کیا کہ آج ۹۰ کروڑ مسلمان متحد ہونے کی بجائے منتشر اور آپس میں برسرِ سپاہ ہو کر خوار ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بعض بڑی طاقتیں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے پاکستان میں فرقہ واریت اور مذہبی عنصرت پھیلا رہی ہیں۔ ایسی سرگرمیوں میں ملوث جاتیں اور فرقہ وارانہ لشکر پھر برپابندی لگائی جانی چاہیے۔

سید احمد سعید کرمانی نے مولانا عبدالستار خاں نیازی کی ذات کو ملت اسلامیہ کے لئے منفیت قرار دیا۔ انہوں نے کتاب دو اتحاد بین المسلمین کو نہایت بروقت قرار دیا اور کہا کہ مسلمانوں کو نہ صرف فرقوں بلکہ برادریوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا نیازی نے مسلمانوں کے اتحاد کے لئے جو چار نکات پیش کیے ہیں انہیں آسانی سے اپنایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے حالیہ انتخابات میں بعض امیدواروں کے طرز عمل پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ ان امیدواروں نے انتخابات جیتنے کے لئے بے تحاشیہ خرچ کر کے قوم کو نقصان پہنچا ہے اور گروپ بندیان پیدا کر دی ہیں۔ راجہ رشید محمود نے بھی مولانا عبدالستار نیازی کے چار نکاتی فارمولہ کی حمایت کی اور مولانا کو ایسا حکیم قرار دیا جو گہرائی میں جا کر مرض کی تشخیص اور علاج تجویز کرتا ہے۔

مولانا عبدالستار نیازی کی کتاب کی دو نمائی کی تقدیب میں نقد پوریں لاہور ۱۸ اپریل رشت اور پورٹ لاہور میں منعقد ہونے والی ایک تقریب میں آج مقررین نے قراردادیں دینا بھر کے مسلمانوں خاص طور پر پاکستان کے عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے ان میں ہر قسم کی فرقہ واریت اور عنصرت کے خاتمہ اور ملکن اتحاد کی شدید ضرورت ہے۔ یہ تقریب ممتاز نظام دین و سیاسی رہنما مولانا عبدالستار خاں نیازی کی تصنیف اتحاد بین المسلمین کی تقریب رومانی کے سلسلہ میں منعقد ہوئی۔ ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل کے ایم اظہر نے صدارت کی اس سے سید احمد سعید کرمانی، ریٹائرڈ چیف جسٹس شمیم حسین قادری، میاں عبدالرشید ملک ابرساتی اور راجہ رشید محمود کے علاوہ مولانا عبدالستار خاں نیازی نے بھی خطاب کیا۔ قاری عبدالحمید قادری نے شیخ سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے۔

ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل کے ایم اظہر نے کہا کہ عالم اسلام کے اتحاد سے پہلے پاکستان کے مسلم عوام کا تعلق ضروری ہے آج حالات اتنے خراب ہو چکے ہیں کہ قوم صیالی کوتھیل اور برادریوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ یہ انتشار سابق انگریز حکمرانوں کا پیدا کردہ ہے۔ جو مسلمانوں کے اتحاد سے خوفزدہ تھے۔ آج ہمارے ہاں ایک ہی مقام پر متحد و مساجد قائم ہو چکی ہیں جن میں علماء ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے رہتے ہیں۔ ریٹائرڈ چیف جسٹس شمیم حسین قادری نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مدد ملی اور برواشت کرنے کی ہمت عطا کرے۔ ہم صرف آنحضرت صلیم کے مسلک کو اپنائیں تو سارے جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔ ملک ابرساتی نے کہا کہ مولانا عبدالستار نیازی کی پوری زندگی عشق رسول سے عبارت ہے۔ انہوں نے عشق رسول میں پچاسی کی سزا بھی قبول کر لی تھی۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی نے کہا کہ تحریک پاکستان کے دوران برصغیر کے مسلمانوں میں ہر قسم کے فرقہ وارانہ اختلافات ختم ہو گئے اور پوری قوم متحد ہو گئی تھی مگر اب پھر مختلف فرقوں اور جماعتوں کے نام پر گروہ بندیان پیدا ہو چکی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے اپنی کتاب میں مسلمانوں کے لئے چار نکاتی فارمولہ پیش کیا ہے۔ ہمارے تمام نقیبی مسائل کو حل کرنے کے

## مشورق

شکل ۱۹ مارچ ۱۹۸۵ء

## اسوہ رسول کو اپنانے سے معاشرے میں فساد ختم ہو جائے گا: شمیم حسین قادری

مسلمانوں کو ملت واحدہ میں تبدیل کر کے دنیا کے لیے مثال قائم کی جائے۔ کے ایم اظہر

مداحین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے افکار و نظریات ہی اصولاً متفق ہیں لہذا یہ جماعتیں اپنے تمام خنازہ امور ان عقائد و نظریات کی روشنی میں حل کریں۔ انہوں نے کہا کہ ان کے علاوہ حالیہ امداد اللہ ماجری کی چشتی صابری کی تصنیف لیلۃ ہفت مسئلہ کی روشنی میں اگر تمام کتابت گراہک دوسرے کا حرام کریں۔ تو فرقہ وارانہ اختلافات ختم ہونے میں قوت ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ علامہ دہلوی کی کتاب 'الہند' کو اختلافی مسائل میں نافذ العمل کیا جائے اور پبلک سٹیٹ فارم پر ایک دوسرے کے خلاف طعن و تشنیع سے مکمل اجتناب کیا جائے انہوں نے مزید کہا کہ تمام کتابت گراہک زعمہ رہا اور زعمہ رہنے دو کے اصول پر عمل کریں۔ مسجدوں میں کسی کو نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے جن لوگوں نے سہ قہیر کی ہو انہی کے ملک کی انتظامیہ ہو انہوں نے کہا کہ اگر اسی طرح سب فرقتے مل کر مرکزی طاقت دو کار کو سامنے رکھیں تو ہر اختلاف آتی نہیں رہ سکتا۔ اس... اس تقریب میں راجہ رشید محمود اور خان شمیم نے اس سے... ۲۰

لاہور ۱۸ مارچ (اپنے رپورٹر سے) لاہور ہائیڈروٹ کے سابق چیف جسٹس شمیم حسین قادری نے کہا ہے کہ اگر آج اسوہ رسول کو صدق دل اور ظلم دل کے ساتھ اپنایا جائے تو معاشرے میں سے فساد اور انتشار ختم ہو جائے۔ وہ آج یہاں مولانا عبدالستار نیازی کی کتاب اتحاد بین المسلمین کی تقریب رومانی میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے اس امر المسوس کا اظہار کیا کہ لوگ اپنی ذات کے لئے دین بناتے ہیں اور اپنے ہی مقاصد کو سامنے رکھ کر قرآن کی تفسیر کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اللہ اور رسول کی بتائی ہوئی راہ سے خود بھی دور ہوتے جاتے ہیں جبکہ وہ دوسروں کے لئے گمراہی کا سبب بھی بنتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ معاشرے میں اختلاف سوچ کے دروازے کھلنے کا باعث بنتا ہے " لیکن اس سے کسی کی دل آزاری نہیں ہونی چاہئے لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) کے ایم اظہر نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ اتحاد بین المسلمین بلاشبہ وقت کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کا آغاز ہمیں اپنے ملک سے کرنا چاہئے یہاں سے تعصبات کو ختم کر کے مسلمانوں کو ملت

## نئے وقت

شکل ۲۹ جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ ۱۹ مارچ ۱۹۸۵ء

# اسیٰزہ

- ۶ - ۱۔ اِبتِ داتِیہ
- ۱۱ - ۲۔ عَرْضِ نائِشِر
- ۲۵ - ۳۔ اِتِّحَادِ بَیْنِ الْمُسْلِمِیْنِ - وَ قِیْتِ كِیْ اِہْمِ ضَرْوَرِیْتِ
- ۲۸ - ۴۔ اِتِّحَادِ كَا ہِدْف
- ۲۹ - ۵۔ اِتِّحَادِ كَا مَناسِبِ وَ قِیْتِ كَب؟
- ۲۹ - ۶۔ بَیْرُونِ پاكِیْسْتانِ نَفْرَتِ وَ اِفْرَاقِ اِنگِیزِی
- ۳۵ - ۷۔ اِنْدُرُونِ مُلْكِ تَعْلِیْمِی اِدَاروں مِیْنِ جابِلانہ تَعَصُّبِ
- ۳۷ - ۸۔ اَدْوَقافِ كِیْ اِنْتِظاماتِ
- ۳۸ - ۹۔ كَنْزُ الْاِیْمانِ پَرِ پانِیْدِی
- ۵۱ - ۱۰۔ صَلوٰةِ وَ سَلَامِ پَرِ پانِیْدِی اَوْرِ سَلْسَلہِ مَعْقُوْبِیْتِ وَ سَمْرَا
- ۵۸ - ۱۱۔ صافِ سُّتْحَرِی جَمْهُورِیْتِ
- ۵۹ - ۱۲۔ كَمُ رَاہِ كُنْ اَوْرِ قَلْبِنہِ اِنگِیزِ لَطِیْفِ پَرِ پانِیْدِی
- ۶۲ - ۱۳۔ "بِیْكِ وَ لِی اِزِ ہَمْ زَبانِی بَہْتَرِ اسْتِ"
- ۶۲ - ۱۴۔ اِسْ كَا عِلالِجِ كِیْا ہِیْ؟ -
- ۶۲ - ۱۵۔ تَوْحِیْدِ كِیْ حَكْمِ اِنِی
- ۶۵ - ۱۶۔ نَحْمِیْتِ اِحْكامِ رِسانِیْتِ
- ۶۸ - ۱۷۔ تَوْسَلِ مَنہاجِ خِلاْفِیْتِ
- ۶۹ - ۱۸۔ اِتِّبَاعِ مَسْلِكِ اِجْماعِ
- ۷۱ - ۱۹۔ ہَمارِ سِی تِلِی اِتِّحَادِ كِیْ بُنْیادِ عِشْقِ نَامُوسِ رِسُولِ ہِیْ
- ۷۲ - ۲۰۔ اِخْتِلافاتِ فَرْعِی نَہِیْسِ، اِعْتِقادِی اَوْرِ بُنْیادِی ہِیْسِ
- ۷۲ - ۲۱۔ اِیْكِ فَرْقہِ كِیْ عَقائدِ

۷۵	۲۲ - ایک دوسرے فرقے کے عقائد
۷۹	۲۳ - اہل سنت و جماعت کے عقائد
۸۰	۲۴ - علم غیب کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ
۸۰	۲۵ - صحابہ کا عقیدہ
۸۰	۲۶ - امام غزالیؒ
۸۱	۲۷ - آیات قرآنی کی شہادت
۸۲	۲۸ - علماء دیوبند کی تصدیق
۸۲	۲۹ - اہل حدیث کی تائید
۸۷	۳۰ - انقلابات ہیں زمانے کے
۹۴	۳۱ - ایک سوال
۹۷	۳۲ - دعوت غور و فکر
۹۹	۳۳ - اتحادِ ملت کے لئے چار نکاتی فارمولا
۱۰۲	۳۴ - اتحادِ ملت کے چار نکات
۱۰۹	۳۵ - وضاحت و استدراک (مطبوعہ عکس)
۱۱۳	۳۶ - قولِ فیصل
۱۱۵	۳۷ - بسلسلہ اتحادِ بین المسلمین
۱۱۴	۳۸ - خلطِ مبحث
۱۲۱	۳۹ - المواقفات (علماء دیوبند اور علماء اہل سنت و جماعت کی فکری و اعتقادی موافقت)
۱۵۱	۴۰ - قابل غور نکتہ
۱۵۳	۴۱ - پیغمبر کی سنت سے اجماعِ امت کا رشتہ
۱۵۲	۴۲ - دعوتِ عمل
۱۵۲	۴۳ - یاچناں کن یاچنیں
۱۵۶	۴۴ - ماخذ و مراجع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ابتدائیہ

”اتحاد بین المسلمین“ وقت کا اہم مسئلہ اور حساس موضوع ہے۔ اس پر ہر چہار جانب سے اہل علم نے خامہ فرسائی کی ہے اور اتحاد کے لئے کئی تجاویز پیش کی ہیں مگر اکثریت کا اندازہ ناقدانہ اور جانب دارانہ ہے۔ مقام شکر ہے کہ کراچی کے ایک ہفت روزہ نے پوری دردمندی اور جگر کاوی کے ساتھ مسئلہ زیر بحث پر قلم اٹھایا ہے۔ — ہمارے مراد و کلی تکبیر سے ہے۔

ہفتہ وار تکبیر کراچی کے مدیر شہیر نے (جلد ۶، شماره ۲۳- مورخہ ۱۹-۲۵ اکتوبر ۱۹۸۲ء) میں فرقہ وارانہ تنازعات کا حل پیش کرتے ہوئے بعنوان: ”ہمیں اختلافات کے ساتھ زندہ رہنے کا فن سیکھنا،“ ذیلی سرخی: ”یہی ہماری آزمائش ہے۔ اسی میں ہماری بقا اور سلامتی ہے“ — ایک نہایت ہی فکر انگیز مضمون شائع کیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ ”خون، کشیدگی، بے اعتمادی اور تقریباً ہر سال (بہ موقع عاشورہ محرم) برپا ہونے والی تباہی و بربادی کی اس دائمی ادیت سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہماری زندگی کے رگ و پے میں فرقہ واریت کا زہر کتنا گہرا اتر چکا ہے۔ ہمارا المیہ دیکھئے کہ اسلام ہی ہمارے اتحاد کی اصل بنیاد ہے، اسی کے حوالے سے ہم ایک علیحدہ قوم اور علیحدہ وطن کے حق دار قرار پاتے اور اسلام ہی کو آج ہمارے درمیان انتشار اور تفرقہ کا سب سے بڑا ذریعہ بنا دیا گیا (ہے)۔“

مدیر موصوف نے اس فرقہ وارانہ زہرناک تفرقہ اور انتشار کی وجوہات بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ:-

۱۔ ہم نے دین اور تاریخ کو گڈ گڈ کر دیا ہے۔

۲۔ ہمارے دینی مدارس کا موجودہ نظام

۳۔ مختلف مسالک نے سیاسی جماعتوں کی صورت اختیار کی ہے اور مسجدیں و مدرسے ان کے

علاقائی و ذیلی دفاتر اور رابطہ کے اہم مرکز بن گئے ہیں۔

۴۔ سیاسی جماعتوں کے خلائق نے خالص مذہبی جماعتوں کو کھلا میدان مہیا کر دیا جس کی وجہ سے قومی قیادت اور قومی تنظیم مفقود ہو گئی۔ اور علاقائی، گروہی، لسانی اور فرقہ پرست قیادتیں اور تنظیمیں سرگرم عمل ہو گئیں۔

۵۔ اسلام دشمن قوتوں کی سازش جس کی وجہ سے مذہب کی اجتماعی قوت ریزہ ریزہ ہو گئی اور ملت کو باہمی آویزش سے کمزور اور منتشر کر دیا گیا۔

۶۔ انتخابات نے مسلمانوں کے درمیان اشتراک و تعاون کے آثار مفقود کر کے ان کی اتحاد و یکجہتی کی فضا کو درہم برہم کر دیا۔

۷۔ عراق و ایران جنگ نے مذہبی حلقوں میں منفی انداز مرتب کئے ہیں اور ان کے سفارت خانے پاکستان میں گذشتہ چار سال سے علماء اور ذاکرین کی سرپرستی میں اس آگ کو بھڑکا رہے ہیں۔ انہوں نے اس کا جو حل تجویز کیا ہے اس کی تک و تازہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروپیگنڈا پر کنٹرول کُل پاکستان اسلامی متحدہ کونسل کے زیر اہتمام منعقدہ سندھ کنونشن برائے اتحاد بین المسلمین مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۸۴ء کی مندرجہ ذیل قراردادوں پر حکومت کی جانب سے خصوصی توجہ کا مطالبہ کیا گیا۔

۱۔ خلفاء راشدین، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، اہمات المؤمنین اور مقتدایان اُمت کی شان میں گستاخانہ الفاظ و اشارات استعمال کرنے والوں سے سختی سے نپٹا جائے۔

۲۔ ہر ایسی کتاب کی اشاعت اور اشتہارات، پمفلٹ و لیسبل وغیرہ کی طباعت سے مکمل گریز کیا جائے، جس سے مسلمانوں کے کسی بھی مسلک کی دل آزاری ہوتی ہے۔

۳۔ اسی طرح جلسوں، محافل اور مجالس و تقریبات میں ایسی کتاب کے حوالوں سے گریز کیا جائے جس سے مسلمانوں کے کسی بھی مسلمہ مسلک کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔

۴۔ مذہبی مقامات کا تقدس اور احترام ہر مسلمان پر لازم تصور کیا جائے۔

۵۔ ایسے اجتماعات اور مظاہروں سے اجتناب کیا جائے جن سے کسی بھی مسلمہ مسلک کی دل آزاری ہوتی ہو۔



۶۔ ان تجاویز کی روشنی میں حکومت ایسے قوانین نافذ کرے جن کی رو سے مسلمانوں میں انتشار پھیلانے والوں کو سخت سزا دی جائے۔

۷۔ امن عامہ کی ذمہ دار مشینری سے کالی بھٹیروں کو چھانٹنے کی ضرورت ہے۔

ہم نے مدیتر تکبیر کی ان تجاویز کا اس لئے تذکرہ کیا ہے کہ ہماری اس کتاب (اتحاد بین المسلمین) کے عنوان اور بیان کی تائید کرتی ہیں مگر حتمی اور قطعی نسخہ اتحاد پیش کرنے سے یہ صاحب مہمی قاصر رہے ہیں۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ حکومت تحریر و تقریر کا زبردست احتساب کرے۔ اپنی ساری مشینری اس بات پر لگا دے کہ کسی کی زبان اور قلم سے کوئی ناشائستہ اور دل آزار جملہ نہ نکل سکے دوسرے تاریخی و علمی تحقیق کی رو سے ہم نے الموافقات کا باب لکھ کر شرپند عناصر کی ریشہ دوانیوں اور تفرقہ انگیزیوں کا راستہ روک دیا ہے۔ تیسرے ہر فرقے کو پابند کر دیا ہے کہ وہ اپنے عقیدہ و مسلک کی توضیح و اشاعت میں مثبت و تعمیری انداز اختیار کرے۔ اشارہ و کنایہ کسی دوسرے فرقے کی دل آزاری، توہین یا استخفاف کا پہلو نہ نکل سکے جو تھے تاریخی اختلافات کو ختم کرنے کے لئے تمام فرقوں کے ماہر مؤرخین پر مشتمل ایک ہسٹاریکل ریسرچ بورڈ قائم کرے جو مستند و متحقق تاریخ اسلام مرتب کرے۔ قصہ گوئی، کذب آفرینی، افتراء پردازی، محفل آرائی اور خود ساختہ ڈھکوسلوں سے مرتب شدہ تاریخی مواد کو نذر آش کر دے۔ پانچویں عقیدہ و مسلک کے اختلاف کی خلیج کو پاٹنے کے لئے ہمارے پیش کردہ فارمولا کے پہلے تین نکات کو عملی جامہ پہنایا جائے اور عشق و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مرکز وحدت ملی قرار دے کہ حکومت کی نگرانی میں تعمیری، تحقیقی مذاکرات منعقد کئے جائیں، اور جن امور پر اتفاق رائے ہو جائے اس کی روٹاد چھاپ دی جائے اور اس کی وسیع اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ چھٹے یونیورسٹیوں، کالجوں، سکولوں اور مدارس دینیہ میں اتحاد بین المسلمین کے مضمون کو لازمی قرار دیا جائے۔ اور اس موضوع پر محققانہ لٹریچر تیار کر کے قوم کو اکابر و مشاہیر اسلام کی تعظیم و توقیر کا پابند بنایا جائے۔ ساتویں ایک عام چیر اسی سے لے کر صدر مملکت تک، ایک عام سپاہی سے لے کر کمانڈر انچیف تک، اور ایک ان پڑھ سادہ لوح مسلمان سے لے کر علامہ اجل و عارف کامل تک سب کو وقتاً فوقتاً ریفرنڈم کرنا ضروری ہے۔

(REFRESHER'S COURSES) سے گزارا جائے تعلیم و تربیت کے اس ماحول میں صاحبِ ارشاد و صاحبِ علم و فضل اصحاب اپنے رفقاء کو زندگی اور آخرت کے ہر پہلو میں ہر لحاظ اور ہر اعتبار سے اُسوۂ حسنہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند بنایا جائے۔

محمد عبدالستار خان نیازی

نیازی منزل ۲۲، اونکار روڈ

اسلام پورہ - لاہور

یکم نومبر  
۱۹۸۲ء



# عرضِ ناشر

(۱)

آج کل پاکستان بھر میں ہر طرف، ہر سمت، ہر گوشے سے اتفاق اور باہمی اتحاد کی آواز آتی ہے۔ قرآن حکیم کا یہ ارشاد اور فیصلہ **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا** ہر مسلمان کو دعوتِ فکر و تیار ہے کہ اتحاد بین المسلمین یقیناً ضروری ہے اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔ نفاق، انتشار، باہمی آویزش، مناقشات اور جھپٹش ہر قوم کے ملی وجود کے لئے سم قاتل ہیں۔ تاریخ پاک و ہند کے عمیق اور بے لاگ مطالعہ سے ہم پر یہ حقیقت بخوبی آشکار ہو جاتی ہے کہ برصغیر میں انگریزوں کے منحوس قدم آنے سے قبل مسلمانانِ ہند **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا** پر پورے استحکام کے ساتھ عمل پیرا تھے اور غیر منقسم ہندوستان میں ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک اسلامی سلطنت قائم رہی۔ تمام اسلامیانِ ہند کا ایک ہی مذہب و مسلک رہا۔ لیکن مغلیہ سلطنت کے سقوط اور برطانوی راج کے عروج کے بعد مسلمانانِ ہند، انگریزوں کی محکومیت اختیار کر کے بے شمار معاشی، سیاسی، تمدنی، ثقافتی، مذہبی اور اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے۔ انگریزوں نے ہندوستان سے چھینی تھی۔ اُس نے یہ دیکھا کہ مسلمان باہم متحد و متفق ہیں اور اخوت، مساوات اور حریت کے زریں اصول اپنانے کے ساتھ جذبہ جہاد سے سرشار ہیں۔ اندریں حالات مسلمانوں کا اتحاد کسی وقت بھی اس کے اقتدار کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ پس مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے مسلم قومیت کے معنوی تشخص (حضور اکرم پر ایمان) اور احساسِ ملت کی بنیاد (حضور کی محبت اور عقیدت) کو مسلمانوں کے دلوں سے ختم کرنے کے لئے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے والوں میں تفرقہ اندازی کی داغ بیل ڈالی جس دور کا ہم ذکر کر رہے ہیں، اُس میں اس قسم کی مکر وہ اور ناپاک کوششیں زوروں پر تھیں۔ ایک طرف عیسائی پادری

تھے، جو برطانوی حکومت کے تحفظ کے تحت اس قسم کی مذموم سرگرمیاں جاری رکھے تھے۔ دوسری طرف ہند  
تھے، جو پادریوں کی دیکھا دیکھی ایسی باتوں پر اتر آتے تھے۔ خود مسلمانوں کے اندر ایسی تحریکیں تھیں جن  
کے قائدین حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں دل آزار باتیں کہتے تھے حالانکہ مسلمانوں کے  
دور حکومت میں اللہ و رسول کی توہین تو درکنار اولیاء کی ہمسری کا خواب دیکھنا بھی جرم عظیم تھا۔

المختصر یہ تھی مسلمانوں کے باہمی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی سازش جہاں سے فرقہ واریت کا  
مستقل آغاز ہوا۔ پھر کیا ہوا اس فرقہ واریت کی بدولت اسلامیان ہند نے یہ دیکھا کہ فرقہ واریت  
کا شکار ہونے والے ہی مسلمانوں کے ہر اجتماعی اور ملی مفاد سے اختلاف کرنے لگے حتیٰ کہ ہندوستان کی تمام  
تاریخ میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کے اذلی دشمن ہنود سے بھی ہم نوائی کرنے لگے۔ اور ان کو ساتھ ملانے کے  
لئے مذہبی شعائر و امتیازات کو قربان کر دیا گیا اور بقول مولانا محمد علی (بھٹناگر) ایڈیٹر "دین" لاہور "مہاتما جی  
خلافت کے لیڈر اور خلافت کمیٹی کے رہبر بن گئے" جس سے مسلمانوں کے قلوب کو کتنے صدمے پہنچے کہسی  
تکلیفیں ہوئیں) اور مسلمانوں نے مہاتما جی پر وہ اعتبار اور یقین دکھلایا کہ دنیا دنگ رہ گئی۔"

— اسلام مسلمانوں کی وحدت فکر و عمل کا نام ہے، اسی لئے ہر قسم کے انتشار و افتراق کے سدباب  
کے لئے قرآن پاک میں بار بار مسلمانوں کو باہم متحد رہنے اور اختلاف نہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے بلکہ مسلمانوں  
کی جماعت (جسے سواد اعظم کا نام دیا گیا) سے الگ اور جدا ہونے والوں کے فعل کو "شُرک" جیسے ناقابل  
معافی جرم سے تشبیہ دی، اور اس طرح احادیث صحیحہ میں مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہونے والے  
کا ٹھکانا جہنم بتایا گیا ہے۔ گویا وحدتِ ملت سے جدائی اختیار کرنے والا اسلام سے جدا ہو  
جاتا ہے۔

لہٰذا ایسے واقعات دیکھنے میں آتے ہیں کہ ایک فرقے والے نے دوسرے فرقے والے کو نیچا دکھانے کے لئے کفارہ کا  
ساتھ دیا ہے۔ (بحوالہ مودودی، ابوالاعلیٰ "خطبات" بعنوان - فرقہ بندی کے نقصانات، مطبوعہ اسلامک

پبلی کیشنز، ملیٹ لائبریری، جون ۱۹۷۹ء - اشاعت ستائیسویں، ص ۱۲۷)

۱۷ ماہنامہ "دین" لاہور (کانگریس نمبر) دسمبر ۱۹۲۲ء، جلد ۱ شماره ۷، ص ۲۲۹

ہم میں سے کوئی بھی اتفاق اور اتحاد کے خلاف نہیں۔۔۔۔۔ اسلام تو تمام انسانوں کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دیتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کے باہمی اتحاد کا مسئلہ غور طلب ہے، اس مسئلہ پر مدت ہائے دراز سے اربابِ فکر اور رہنمایانِ قوم نے دماغ سوزیاں کی ہیں مگر اب تک کوئی کارآمد نتیجہ نہیں نکلا اور ایسی راہ ہاتھ نہیں آئی جس راہ پر چل کر منزلِ مقصود تک پہنچ سکتے۔ اتفاق و اتحاد کی صدا میں ہمیشہ ہی بلند کی جاتی ہیں۔ منبروں اور اسٹیجوں پر، علماء اور لیڈر سب اتحاد کے ترانے گایا کرتے ہیں مگر وہ ایک دل خوش کن تقریر ہوتی ہے۔ اس پر تھوڑی دیر کے لئے مجمع واہ واہ تو کہہ دیتا ہے مگر اس کا نتیجہ صفر نکلتا ہے۔ اور چند روز کے بعد وہ اتحاد ختم ہو جاتا ہے۔ اگر آپ مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالیں اور پچھلے زمانہ کو سامنے لائیں تو یہ حقیقت بے حجاب ہو جائے گی۔۔۔۔۔ اب ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ وہ کون سی غلطی ہے جس نے گذشتہ زمانہ میں مدعیانِ اتحاد کو منزلِ مقصود تک نہ پہنچنے دیا، تاکہ ہم اس سے اجتناب کریں۔ اور حقیقی اتحاد سے فائدہ اٹھا سکیں۔۔۔۔۔ اس لئے بڑے ہی غور و خوض اور فکر کے بعد فاضل شہیر مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالستار خان صاحب نیازی (جنہوں نے ہر آٹھ سے وقت میں ملتِ اسلامیہ کی رہنمائی کی ہے، اور جن کی دور اندیشی اور سیاسی بصیرت پر حالات شاہد عادل ہیں) نے اصل مرض کی نشان دہی کرتے ہوئے ایسا لائحہ عمل تجویز کیا ہے جو قابلِ عمل ہے۔ اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کے

لے یہ صرف ہماری ذاتی رائے ہی نہیں بلکہ اخبارات کی ورق گردانی سے پتہ چلا کہ مولانا نیازی صاحب کا فارمولہ ان سب حضرات کے دلوں کی آواز ہے جو مسلمانوں کے استحکام، یک جہتی اور بقا کے لئے جذبہٴ اخوت سے سرشار ہیں چنانچہ چند ایک تاثرات ذیل میں مختصراً قلم بند کئے جاتے ہیں :-

۱۔ جناب آر۔ ایم محفوظ آسی، اتحاد بین المسلمین اور علمائے کرام کے زیر عنوان لکھتے ہیں کہ اخبارات میں مولانا عبدالستار نیازی کا چار نکاتی اتحادی فارمولہ شائع ہو رہا ہے، جو قابلِ صد تحسین ہے۔ خدا کرے یہ فارمولہ سب کی سمجھ میں آجائے اور منتشر قوم ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۷ ستمبر ۸۴ء ص ۱، کالم ۱) (باقی صفحہ آئندہ پر)

لئے ہمیشہ مشعل راہ کا کام دے گا۔ ہماری ایماندارانہ رائے ہے کہ اگر صدقِ دل سے اس پر عمل کیا جائے تو تمام اختلافات نہ صرف ختم ہو سکتے ہیں بلکہ پیش نظر متفقہ عقائد و امور کی بنیاد پر وحدتِ ملت کی عمارت اُسٹوار کی جاسکتی ہے، آج کے فقہاء اگر چاہیں تو مسلمان متحد ہو سکتے ہیں، اور مسلمانوں کو ایک اسلام سے وابستہ کر کے انہیں پھر عروج کی منزل دکھا سکتے ہیں۔ لیکن اس کا کیا علاج ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۲۔ صاحبزادہ سید خورشید احمد کیلانی اپنے تفصیلی مضمون: "قومی شیرازہ بندی اور قابلِ عمل فارمولہ (روزنامہ "جنگ" لاہور، ۲۲ فروری ۱۹۸۳ء) میں رقم طراز ہیں کہ ممتاز عالمِ دین اور معروف سیاسی رہنما مولانا عبد الستار خان نیازی کے۔۔۔ فارمولے کی مختلف دینی، سیاسی اور سماجی حلقوں سے بجا طور پر پذیرائی ہوئی ہے۔۔۔ مولانا نیازی کے فارمولے کی روشنی میں بظاہر تو کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آتی کہ مسلمانوں کے تمام مکاتب و فرقہ اپنے اختلافات دور نہ کر سکیں۔"

۳ جناب ابو بکر عبد الغنی بزدانی فرماتے ہیں کہ عملی طور پر یہی ہمیشہ اس بات کی محسوس کی جاتی رہی ہے کہ کوئی ایسا ٹھوس قسم کا لائحہ عمل سامنے آئے جس پر غور و فکر کے لئے کوئی رجلِ رشید سب علماء و زعماء کو دعوت دے سکے۔ ایسے ماحول میں زعيمِ ملت مولانا عبد الستار خان نیازی نے قوم کے اہل حدیث اور اہل سنت و الجماعت کے دیوبندی و بریلوی فرقوں کے مابین اتحاد کے جو نکات پیش کئے ہیں، ضرورت ہے کہ مختلف اصحابِ فہم خالی الذہن ہو کر ان کی بنیاد پر غور و فکر کی کوشش کریں۔ جس نقطہ نظر سے نہایت خلوص اور صدقِ دل کے ساتھ مولانا نے اپنا فارمولہ پیش کیا ہے ضرورت ہے کہ جملہ ہی خواہاں ملت اس سلسلہ میں نیازی صاحب کو اپنے اعتماد میں لے کر ان کی پُر خلوص سعی و جہد میں ان کا ساتھ دیں۔۔۔ مولانا عبد الستار خان نیازی۔ ایک مخلص انسان، اسلام کے جاننا سپاہی اور قوم کے بے باک ترجمان ہیں۔ ایسے قابلِ جوہر کو جماعتی تعصب کے ماتحت نظر انداز کرنا قوم کی بد قسمتی ہوگی۔ بحوالہ روزنامہ "جنگ" لاہور، ۸ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۱۱، کالم ۳، بعنوان "امت مسلمہ کا اتحاد اور مولانا نیازی کا فارمولہ"۔ ع دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے

یہ جو کہا گیا ہے کہ

گاہ اور اب کلیسا ساز باز  
گاہ پیش دیریاں اندر نیاز  
دین او آئین او سوداگری  
عنتری اندر لباس حیدری  
تاہم ان رنگ و بو گرو دگر  
رسم او آئین او گرو دگر

ذہن نشین رہے —

(۳)

مندرجہ بالا معروضات کے ساتھ ہم مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت کی سچی تڑپ اور تئنا رکھنے والوں کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کروانا نہ صرف ضروری بلکہ اپنا فریضہ سمجھتے ہیں کہ جو ہے ظاہر اور غنیم دیں درو مند باطنش سچوں دیریاں، زنا بند کے مصداق ایک طرف تو اتحاد بین المسلمین کا چہرہ چاکرتے ہیں اور دوسری طرف فرقہ بندی کو مستقل حیثیت دینا چاہتے ہیں۔ اور خواجہ شرف ہر دو طرف بن کر عامۃ المسلمین میں انتشار باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ اتحاد کے دشمن، جہالت اور تعصب کی بنا پر دانستہ یا نادانستہ، کم بڑھے لکھے اور سیدھے سادھے مسلمان عوام کو ذہنی خلفشار و انتشار میں مبتلا کرنے کے لئے اتحاد و یگانگت کے اساسی مفاد (اصولی اختلافات) کو غلط رنگ میں (اصل کو فرع اور فرع کو اصل بنا کر) پیش کرنے کی ہر ممکن سعی کرتے رہتے ہیں تاکہ ان کے اپنے اپنے عقائد و نظریات فروغ پاسکیں۔ آئیے ایسے ناقدین کے خیالات و افکار کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیے:-

○ اس وقت دنیا کے ہر خطے اور ہر ملک میں مسلمان قوم جن مصائب اور آفات میں مبتلا

ہے اس کا سب سے بڑا سبب آپس کا تفرقہ اور خانہ جنگی ہے۔ (پھر آگے چل کر یوں

ارشاد ہوتا ہے) مذہبی فرقوں کا اختلاف اپنی حد و پرہتے ہوئے کسی کے لئے

بھی باعث نقصان نہیں ہوتا۔ لے

لے عبد الشکور، دیوبندی، مولوی: روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۰ فروری ۱۹۸۳ء، ص ۱، کالم (مضمون: اتحاد دلت کے لئے چار کاتی فارمولہ)







- تمام فرقے متحد اور متفق ہو جائیں یعنی "یہ اتحاد اختلاف کے باوجود ہو۔ ۱۔"
- خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بنا پر اہل حدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سُنی، وہابی الگ الگ اُمتیں بن سکیں۔ یہ اُمتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ اللہ نے صرف ایک اُمت "مُتَّحِدَةُ مُسْلِمَةُ" بنائی تھی۔ ۲۔
- مختلف مسالک تو کلاب کے ایک گلدستے کے پھولوں کی مانند ہیں۔ ۳۔
- (اتحاد) کی افادیت اور ضرورت سے انکار بھی کسی نے آج تک نہیں کیا ہے۔ ۴۔
- سوال۔ دینی جماعتوں کے اتحاد کو آپ کس حد تک قابلِ عمل سمجھتے ہیں۔ ۵۔
- جواب۔ میرے خیال میں ایسا اتحاد نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ ۶۔
- اگر اس وقت بھی ہم اپنے اختلافات ختم کر کے متحد نہ ہوتے تو ہمیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پھر دُنیا کی کوئی قوت اور کوئی دولت آپ کو تباہی اور بربادی سے نہیں بچا سکتی۔ ۷۔

- اُمتِ مُسْلِمَہ کی موجودہ گروہ بندیوں کا اسلامی بنیادوں پر کوئی جواز نہیں۔ ۸۔
- اہل وطن کا اس وقت متحد و متفق رہنا ہمیشہ کی نسبت کہیں زیادہ ضروری ہے۔ ۹۔

۱۔ عنایت اللہ علامہ: روزنامہ "جنگ" لاہور، ۹ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳۔ بعنوان "اُمتِ مُسْلِمَہ کا اتحاد۔"

۲۔ مودودی، ابوالاعلیٰ: خطبات مطبوعہ لاہور، جون ۱۹۷۹ء، ص ۱۲۸۔

۳۔ روزنامہ "جنگ" لاہور، ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۴، کالم ۶۔

۴۔ اسعد کیلانی: روزنامہ "جنگ" لاہور، ۱۱ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳۔ بعنوان "اتحادِ ملت کا واحد راستہ۔"

۵۔ خان محمد، مولانا: انٹرویو، روزنامہ "جنگ" لاہور، ۱۲ مارچ ۱۹۸۳ء، صفحہ آخر "اسلامی ریاست میں دینی جماعتوں کے اتحاد کی ضرورت نہیں۔"

۶۔ ہفت روزہ "خدا م الدین" لاہور، ۲۲ اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۱۹، کالم ۳۔

۷۔ ابوبکر عبدالغنی، یزدانی، مولانا: روزنامہ "جنگ" لاہور، ۸ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۱۱۔ بعنوان "اُمتِ مُسْلِمَہ کا اتحاد اور مولانا نیازی کا فارمولہ۔"

۸۔ حبیب الرحمن اشرف دیوبندی: "فیضانِ مدینہ" مطبوعہ جامعہ مدنیہ لاہور، نومبر ۱۹۸۲ء، ص ۳۔ بعنوان "اتحاد کی ضرورت۔"

○ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے، قرآن و حدیث میں کہیں بھی مسلمانوں کو متحد ہونے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے اور مل کر پکڑنے کا حکم ہے قرآن کا مقصود مسلمانوں کو ہم نظریہ، ہم مسلک اور ہم خیال بنانا ہے نہ کہ اپنے اپنے فرقہ وارانہ نظریات کو برقرار رکھتے ہوئے چوں چوں کا مرتبہ تیار کرنا۔ قرآن نے اتحاد و اکہیں نہیں کہا بلکہ **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ** کہا ہے یا **لَا تَنَازَعُوا** آیا ہے۔ ۱۷

○ ہم اتحادِ امت کی ہر کوشش کا خیر مقدم کرتے ہیں، نداء اتحاد ہمارے اکابر کی ہی صدائے بازگشت ہے ۱۸

○ فرقہ بندی کی وسیلہ کاری کو روکنا کسی ایک فرد یا محض حکومت کے بس کی بات نہیں اس کے لئے تو پوری قوم کو جذبہ اخوت سے سرشار ہو کر اٹھ کھڑے ہونا ہو گا تب جا کر اس فتنے کا انسداد ہو سکے گا۔ ۱۹

○ اور لوگوں کو بتائیے کہ ملت کی یہ کاری کیسے پٹری سے اترتی ہے، اب اسے کیسے لائن پر لایا جاسکتا ہے۔ اختلاف کو جب تک سمجھنا نہ جائے اسے رفع نہیں کیا جاسکتا، مرض کی جب تک تشخیص صحیح نہ ہو کوئی دوا کارآمد نہیں ہو سکتی۔ اگر امن میں رہنا چاہتے ہو تو جنگ کے جملہ وجوہ عمل پر نظر ہونی چاہیے۔ ۲۰

○ اسی سلسلہ میں مولانا عبدالستار نیازی نے جو آواز اٹھائی ہے اور کوشش شروع کی ہے وہ قابل قدر ہے۔ انہوں نے خطرے کی صحیح نشاندہی کی ہے۔ ۲۱

۱۷ ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور، ۱۲ دسمبر ۱۹۸۴ء، ص ۱۲ (عبدالقدوس سلفی: "مولانا نیازی کے فارمولے پر تبصرہ")

۱۸ ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۲۵-۲۶ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳۔

۱۹ سہ ماہی منہاج لاہور جلد ۲، شمارہ ۲، اپریل ۱۹۸۴ء (جہات - ادارہ)

۲۰ خالد محمود پیش لفظ اتحاد امت دیوبندی بریلوی کا اہم تقاضا (از قاضی شمس الدین) مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۴ء، ص ۴

۲۱ قاضی شمس الدین احمد قریشی، حکیم: اتحاد امت دیوبندی بریلوی کا اہم تقاضا، مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۴ء، ص ۲۰

○ لیکن علاج صرف ایسے اختلافات کو مٹانے کے لئے سوچا جا رہا ہے جو دین و دنیا کے نام پر سامنے آتے ہیں گویا ملک و ملت کے اختلافات کی ذمہ داری صرف مذہبی فرقہ بندی پر ہی عائد ہوتی ہے۔ ۱

○ اس وقت اُمت اختلافات کی اس شب و بچور میں پوری طرح گھری ہوئی ہے شکم پرست اور خود غرض مذہبی لوپ تفریق اُمت میں اپنی مطلب براری کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ عوام ان کو بھی سمجھ لیں اور ان کی اداؤں اور عطاؤں پر بھی گہری نظر رکھیں۔ ۲

ع بسوخت عقل زحیرت کہ اس چہ بوا العجمی است

یہی وہ تلخ حقیقت ہے جس کی طرف ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں۔ اگر کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں تو وہ "دعوت اتحاد کی حقیقت" یا تضادات علماء اتحاد کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ قلم بند فرما سکتے ہیں۔

[اس ذکر سے ہمارا مقصد کسی کو الزام دینا نہیں ہے بلکہ صرف اس بات کا اظہار مقصود ہے کہ اتحاد جیسی ناقابل تسخیر اور عظیم الشان طاقت کو آج کس کس طرح بے اثر بنا دیا گیا ہے۔

(۴)

اتحاد بین المسلمین کے عنوان پر بعض رسائل و مجلات اور درود رکھنے والے اصحاب نے رائے زنی کی ہے، تجاویز پیش کی ہیں۔ اور بعض نے معاندانہ تنقید کا رخ اختیار کیا ہے۔ ہم قارئین کرام کی دل چسپی کے لئے ان میں سے بعض کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں۔

جناب پروفیسر رفیع اللہ شہاب رقم طراز ہیں کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان مذہبی اختلافات ہر دور کے مسلمانوں کو پریشان کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ کئی مقتدر ہستیاں، ان اختلافات کو ختم کرنے اور مسلمانوں

۱۔ عبد الشکور، دیوبندی، مولانا: روزنامہ "جنگ" لاہور، ۲۰۔ فروری ۱۹۸۳ء، ص ۱۱ بعنوان "قومی شیرازہ بندی اور قابل عمل فاروق" ہفت روزہ "خدا م الدین" لاہور، ۱۸۔ فروری ۱۹۸۳ء، ص ۲۱۔

۲۔ خالد محمود: پیش لفظ اتحاد اُمت دیوبندی بریلوی کا اہم تقاضا۔ از حکیم قاضی شمس الدین احمد قریشی مطبوعہ ولپنڈی ۱۹۸۳ء، ص ۳۔ روزنامہ "مشرق" لاہور، ۱۲۔ نومبر ۱۹۸۳ء، ص ۲۔

میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرتی رہی ہیں لیکن ان کی نیک خواہشات کے باوجود اتحاد بین المسلمین کی یہ کوشش کامیابی سے ہم کنار نہ ہو سکی۔ آگے چل کر پروفیسر صاحب موصوف نے بڑی دل لگتی بات فرمائی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ ائمہ اسلام نے۔۔۔ جن مسائل پر کسی اختلافات کا ذکر نہیں کیا، ان کے پیروکار ان ہی مسائل کی تشریح پر کیوں ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریبان ہیں۔۔۔ آج سے چند سال قبل روزنامہ نوائے وقت لاہور (۱۳ مئی ۱۹۷۶ء) نے بھی اپنے ادارہ فریقہ دارانہ کشیدگی۔۔۔ نظریاتی استحکام کی ضرورت میں چند قابل عمل تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے اس آرزو اور خواہش کا اظہار کیا تھا۔۔۔ اور اولین اس بات پر زور دیا تھا کہ اہل اسلام میں فریقہ دارانہ کشیدگی کم اور اختلاف ختم کرنے کے لئے۔۔۔ ”مختلف مکاتب فکر کے علماء و فضلاء کے مشترکہ اجلاس بلائے جائیں۔ اور انہیں قومی اتحاد و یک جہتی کے تقاضوں کا احساس دلا کر اسلام کے متفقہ نظریات عام کرنے کی تحریک چلائی جائے۔۔۔۔۔ تو اس کے بھی انتہائی مفید نتائج برآمد ہوں گے۔۔۔۔۔ زیر نظر کتاب ”اتحاد بین المسلمین“ میں مولانا نیازی نے اس پہلو کو اتحاد کی اساس بنایا ہے اور ان کا یہ مضمون، کتاب کے ۱۲۱ تا ۱۵۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

ہفت روزہ چٹان، لاہور (۲۷ اگست - ۳ ستمبر ۱۹۸۲ء کے شمارے میں) مولانا نیازی اور اتحادیت کے عنوان سے گفتنی ناگفتنی کے کالم نگار نے اتحاد کی دعوت سے جس طرح پہلوتی کی ہے، وہ نہ صرف بات کرنے کا سلیقہ نہیں۔۔۔ کے ضمن میں آتا ہے بلکہ چٹان کے نصف کالم کو بھی ضائع کیا ہے۔۔۔ حال ہی میں ماہنامہ ”محدث“ لاہور (شمارہ اکتوبر ۱۹۸۲ء میں) نے مولانا نیازی کے مضامین (مطبوعہ نوائے وقت در اقساط خمسہ۔۔۔ ۱۶، ۱۸، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۳۰ اگست ۱۹۸۲ء، جو شامل کتاب ہیں) پر

لے روزنامہ ”محدث“ لاہور، ۱۲ نومبر ۱۹۸۲ء، ص ۲

۱۷ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۶ اگست ۱۹۸۲ء میں شائع ہونے والی قسط اول (اتحاد بین المسلمین ایک متفق علیہ اور فوری توجہ کا مستحق موضوع) پر محمد کبیر خاں نامی کسی صاحب نے (نوائے وقت ۱۳ ستمبر ۱۹۸۲ء میں) ”مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت“ کے دلکش اور خوبصورت نام سے چند بے جا اور بے محل اعتراضات اٹھا کر عامۃ المسلمین کی توجہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

خامہ فرسائی کی ہے۔ انصاف کا تقاضا تھا کہ ہر عنوان پر وہ مولانا کی پوری عبارت نقل کرتے اور پھر اس پر رائے زنی کرتے سیاق و سباق سے منقطع جملوں کو سامنے رکھ کر انہوں نے اپنے اشہب قلم کی جولانی کا مظاہرہ کیا ہے، اور اس طرح اپنی مرئی حکومت کے پڑو ڈالر کا حق نمک ادا کیا ہے۔ مولانا نے جہاں مختلف فرقوں کے عقائد کا تذکرہ کیا ہے وہ سب تشخیص مرض کی ذیل میں آتا ہے اور جو علاج تجویز کیا ہے، اس میں بھی سب فرقوں کے لئے علیحدہ اشارات موجود ہیں۔ افسوس ہے کہ نوائے وقت نے مولانا کی باقی ماندہ اقساط کو شائع نہیں کیا۔ اگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اتحاد بین المسلمین کے اصل مسئلہ سے ہٹانے کی جو سعی فرمائی، اُس کا شافی جواب (ضمنیاً) قول فیصل کے ذیلی عنوان "خلطہ محبت" میں آگیا ہے۔ علاوہ ازیں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے بھی جناب ظفر اللہ سندھو صاحب کا جوابی مضمون، روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۱۱ اکتوبر کے ملی ایڈیشن میں — "مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت" کے عنوان سے ہی شائع ہوا۔ قارئین کے استفادہ کے لئے موصوف کے جواب کا عکس کتاب کے صفحہ ۱۱۲ پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔ (ناشر) لہ یہاں ملک کے موقر جریدہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کا ادارتی نوٹ (مطبوعہ ۱۹ جون ۱۹۸۴ء) بعنوان "فی سبیل اللہ فساد" کا اقتباس ذیل ملاحظہ فرمائیں — جو اسلامیان پاکستان کے لئے لمحہ فکریہ بھی ہے۔

"یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ ملک عزیز کی مذہبی تنظیموں اور مخصوص دینی جماعتوں کو ان کے ہم عقیدہ امیر کبیر افراد، تنظیموں اور ملکوں کی جانب سے تبلیغ کے نام پر پڑو ڈالر کی خطرہ رقوم مل رہی ہیں یا بعض شخصیتوں کو ذاتی طور پر یہ رقم دی جاتی ہے۔ یہ رقم ہمیں اندیشہ ہے جو بے بنیاد نہیں کہ باہمی منافرت پھیلانے کا باعث بن رہی ہے۔ ایسے وقت جب کہ اتحاد بین المسلمین کی شدید ضرورت ہے ان درآمد شدہ تبلیغی رقوم کو دین اسلام کے استحکام اور مسلمانوں میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور اتحاد پیدا کرنے کی بجائے نفاق، انتشار، مناقشت اور ایک دوسرے کو کافر ٹھہرانے پر صرف کی جا رہی ہیں —

حکومت کو اس صورت حال کا نوٹس لینا چاہیے جو رقوم دوسرے اسلامی ممالک تبلیغ کے لئے دیتے ہیں، اگر حکومت ان رقوم کو اپنے طور پر صحیح تبلیغ دین کے لئے استعمال کرے تو یہ ان رقوم کا صحیح اور جائز استعمال ہوگا بصورت ثانی، اگر ایسا انتظام نہ ہو تو پھر ملک عزیز کے اندر صورت حال مزید خراب ہوتی جائے گی۔ اتحاد بین المسلمین صرف تمام مسلمانوں کا فرض ہی نہیں، ہر نوع کے مکاتب فکر کے دینی رہنماؤں کی بڑی بھاری اور بنیادی ذمہ داری بھی ہے۔"

81752

شائع ہو جائیں تو اکرام اللہ ساجد کے اعتراضات از خود ختم ہو جاتے ہم باقی ماندہ حصہ کو زیر نظر کتاب  
ہی کے ایک علیحدہ باب ————— "قولِ فیصل" ————— میں شائع کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ اس کے  
مطالعہ کے بعد ان کے تمام مزعومہ اعتراضات از خود رفع ہو جائیں گے۔ مولانا کو اسی غلط فہمی کا خدشہ تھا جس  
کی بنا پر انہوں نے سرِ بابِ "قولِ فیصل" لکھ دیا کہ  
کم نظر بے تابی جب نام ندید  
آشکارم دید و پنہا نام ندید

(۵)

بھیرہ سے شائع ہونے والے رسالہ شمس الاسلام نے (نومبر ۸۴ء کی اشاعت میں) اتحادِ باہمی کو وقت  
کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ قومی استحکام اور بقا کے لئے ہر شعبہٴ حیات میں اتحاد و تنظیم کی اشد  
ضرورت ہے۔ اور پھر اتحاد کو پائدار اور موثر بنانے کے لئے یہ مشورہ دیا ہے کہ ہر مرحلہ اور ہر قیمت پر  
مسلمانوں کی اکثریت کے حقوق کی نگاہ داشت، سرکاری وغیر سرکاری سطح پر کی جائے، اور اقلیت کی خوشنودی  
کی خاطر اکثریت کے حقوق کو نظر انداز و پامال کرنے کی روایتی پالیسی کو ترک کر دیا جائے اور اقلیت کو یہ حق نہیں ملنا  
چاہیے کہ (وہ) اکثریت کے مسلمہ عقائد، معروف روایات اور اکابرین حضرات کی تضحیک کرے۔ تجربہ یہی ہے کہ  
اقلیت نے اپنے مذہبی جوش جنوں میں اکثریت کی رواداری اور چشم پوشی کو کم زوری جانا اور پھر قصداً اس  
کے جذبات کو برا نگینہ کیا ہے۔

(۶)

مدیر ہفت روزہ "حرمت" راولپنڈی (۱۲-۱۸ اکتوبر ۸۴ء) اور مدیر ماہ نامہ "بنیات" کراچی (نومبر ۸۴ء کے  
شمارہ میں) نے اتحادِ بین المسلمین کی خواہش کا اظہار کیا ہے، اور موجودہ نامساعد حالات میں بے حد مایوس اور  
پریشان نظر آ رہے ہیں۔ اور اسی طرح ایک در و دل رکھنے والے مسلمان، میر عبد القیوم صاحب نے  
اپنے مضامین میں نیک تمنا کا اظہار فرمایا ہے۔ ان سب حضرات کی دل جمعی اور اطمینان کے لئے یہ بتانا ضروری سمجھتے  
ہیں کہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان صاحب نیازی نے ۲ دسمبر ۱۹۸۲ء کو جو ایک چہار لکاتی فارمولا  
پیش کیا تھا، وہ ہر لحاظ سے جامع و مانع ہے۔ بعض اجباب نے اپنی جانب سے اتحادِ بین المسلمین کے اور بھی

۱۔ مضامین کے لئے ملاحظہ ہو: ہفت روزہ "حرمت" راولپنڈی ۲۸ اکتوبر ۸۴ء اور ہفت روزہ "مسلمان" اسلام آباد، شمارہ ۳-۴ نومبر ۱۹۸۴ء  
۲۔ اسی افادیت کے پیش نظر ملک کے موقر جرائد و رسائل ماہنامہ الضیاء لاہور، ترجمان اہل سنت کراچی، میثاق لاہور، الجامعہ محمدی شریف  
(باقی بر صفحہ آئندہ)

کئی فارمولے پیش کئے ہیں مگر یہ تمام سطحی اور غیر موثر ہیں۔ مولانا نیازی نے اس موقع پر بھی اپنے فارمولا کی وضاحت میں ایک مفصل بیان جاری کیا جو روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہو چکا ہے۔

ہمیں اُمیدِ واقف ہے کہ مدیرانِ موصوفِ اس مفصل، مدلل وضاحتی بیان کو نہ صرف پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے بلکہ اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد جاری رکھیں گے۔

(۷)

کتاب بغرض طباعت، پریس میں جاری تھی کہ جناب صادق محمد احسن صاحب (ایڈووکیٹ) کا مختصر مضمون بعنوان "اتحاد بین المسلمین" (روزنامہ نوائے وقت لاہور، یکم دسمبر ۱۹۸۲ء) نظر سے گذرا جس میں انہوں نے \_\_\_\_\_ "ہمارے دل میں ہر مسلمان طبقہ کے لئے دروہے امت کا مجموعی دروہے۔

اور ملک کے استحکام کا غم اور فکر ہے" کی صدا پر لبیک کہتے اور عمل پر ابھرتے ہوئے

جہاں مسلمانوں کے اندر ملی اتحاد اور ذہنی ہم آہنگی کو دینِ ہدیٰ کا طرہ امتیاز بتایا ہے وہاں بعض فرقوں کے عقائد کی قباحتوں سے قطع نظر، اتحاد بین المسلمین کے ذریعے اپنا وجود قائم رکھنے اور اقوامِ عالم میں قابل

عزت مقام حاصل کرنے کے لئے یہ لاجواب اور بے نظیر نسخہ تجویز فرمایا ہے کہ مولانا نیازی، اعتمدادی اور بنیادی اختلافات کو زیرِ بحث نہ لائیں تاکہ ملتِ اسلامیہ کا ہر خیر خواہ، فرقہ واریت کے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے

میں اتحادِ ملی اور یگانگت کی حسین صبح صادق، طلوع ہوتی دیکھ سکے۔ لیکن اسلام ایک اصولی نظریاتی مذہب ہے جو نظامِ الہی کا علم بردار ہے۔ وہ بالکلہ یا بے کلمہ کسی کو بھی یہ حق نہیں دیتا کہ اس کے فکری سرمائے پر کوئی حملہ آور ہو۔ لہذا دعوتِ اتحاد کا یہ ایک نہایت گھٹیا مظاہرہ ہے کہ اتحاد کا آغاز

بجائے اصول کے فروع سے ہو اور اصول یک نخت نظر انداز ہوں بلکہ مصالِحین نے ہمیشہ یہ اصول ملحوظ خاطر رکھا ہے کہ اتحاد کا آغاز اصول سے ہونے کہ فروع سے۔ اور اسی راستے سے ملت

اسلامیہ کی سیرازہ بندی ممکن ہے اور اس کا مستقبل روشن بھی۔

قرالدین ناظم مکتبہ

جھنگ، ہفت روزہ الہام بہاولپور، لولاک فیصل آباد اور روزنامہ جنگ اور روزنامہ نوائے وقت لاہور نے اس فارمولا کو ۲ مرتبہ شائع

کیا۔ علاوہ ازیں انجمن خدامِ اسلام پاکستان، لاہور نے چھار نکاتی فارمولا کو علماء و مشائخ کے تائیدی اسما گرامی کے ساتھ

کثیر تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیا۔

۱۷ ہفت روزہ چٹان لاہور، ۱۹ نومبر ۱۹۸۲ء، ص ۲۲، کالم ۲

(محمد سعید الرحمن علوی: فرقہ واریت کی آگ بجھائی جاسکتی ہے)



اتحاد دین و ملت  
 اتحاد دین و ملت  
 وقت کی اہم ضرورت



# اتحاد بین المسلمین اور وقت کی اہم ضرورت

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے  
نیل کے ساحل سے لے کر تاجخاک کا شجر

اتحاد بین المسلمین ایک ایسا متفق علیہ اور فوری توجہ کا مستحق موضوع ہے کہ سارے عالم اسلام میں ایک فرد بشر بھی اس کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور اب تو اتحاد و تعاون کی اہمیت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ مذہبی فرقہ بندیوں کے ساتھ ساتھ سیاسی گروہ بندیوں کے خاتمے کا بھی مطالبہ کیا جا رہا ہے اور متحدہ محاذ بن رہے ہیں۔

ماضی میں ان مقاصد عالیہ کے حصول کے لئے متحدہ جمہوری محاذ، متفقہ حزب اختلاف، قومی جمہوری محاذ اور ۱۹۷۳ء میں پاکستان قومی اتحاد وجود میں آیا۔ علیٰ ہذا القیاس ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ کے لئے ملک کی تمام مذہبی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئیں۔ اُس وقت مقصد و مصلح نظر بالکل واضح، صاف اور غیر مبہم تھا۔ نہ تو بجالی جمہوریت پر کسی کو اعتراض ہو سکتا ہے اور نہ ہی تحفظ ختم نبوت پر حال ہی میں ملک بھر میں جماعتی یا غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کا مسئلہ مابہ النزاع بنا ہے تو پھر جمعہ بندی ہو رہی ہے۔ \_\_\_\_\_ الغرض اتحاد بین المسلمین کے لئے منزل مقصود اور ہدف بالکل واضح ہونا چاہیے۔ جمہوریت اور تحفظ ختم نبوت ایسے مقاصد ہیں، جن پر پہلے بھی اُمتِ محمدیہ کا اجماع ہو چکا ہے۔ اب بھی اجماع موجود ہے۔

## اتحاد کا ہدف

اب جب اتحاد کے لئے تحریک اٹھ رہی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس مقصد کے لئے اتحاد ہے۔ آئندہ انتخابات کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے جہاں تک انتخابات کے لئے اتحاد اور کسی متفق علیہ ہدف یا مطلق نظر کا سوال ہے تو موجودہ تحریک اتحاد کے بعض داعی، غیر جماعتی انتخابات کو ملک و ملت کے لئے تباہ کن اور مضرت رسا سمجھنے کے باوجود "متاعِ قلیل" اور "نفعِ رذیل" کی خاطر بہ طور قبول کرنے پر آمادہ ہیں۔ اس طرح ابتداء سے ہی اتحاد کے بجائے افتراق سے بنیاد اٹھانی جا رہی ہے۔ آئندہ متوقع انتخابات میں دو دھڑے علی الاعلان ایک دوسرے کے مقابلے میں آجائیں گے جماعتی اور غیر جماعتی۔

اگر انتخابات میں کامیابی مقصد نہیں تو پھر اتحاد کس لئے۔ کیا یہ اتحاد بائیں بازو یعنی لیفٹسٹ (LEFTISTS) کے خلاف رائٹسٹ (RIGHTISTS) یعنی دائیں بازو والوں کا اتحاد ہے یا دین اور ایمان کو سیاست کی اساس تسلیم کرنے والوں کا اتحاد، لادینوں اور مادہ پرستوں کے خلاف۔

اس نئی تحریک اتحادِ ملتِ اسلامیہ نے اگرچہ اپنے منشور کے نکتہ دوم میں اس امر کا تذکرہ کیا ہے کہ اس ملک میں اسلام کے منافی کسی نظریہ و خیال (سوشلزم، کمیونزم، لادینیت، پروڈیونٹ یا مرزائیت و غیرہ) کی تبلیغ و اشاعت کا کوئی جواز نہیں ہے، مگر اس میں بالآخر حکومت کو متوجہ کرنا ہو گا کہ خلافِ اسلام تبلیغی سرگرمیوں پر قدغن لگائے۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ مطالبہ کرنے والے خود ملتِ نخت اور گروہ درگروہ ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہیں۔ تو کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ تحریک اتحادِ آئندہ اپنے لائحہ عمل میں فرقہ وارانہ اختلاف و انشقاق کے علاج کے

لئے سوائے نعرہ بازی کے اور کوئی پروگرام نہیں دے رہی محض سطحی باتیں کر رہی ہے۔

## اتحاد کا مناسب وقت کب ؟

پاکستان کا ہر شہری محسوس کرتا ہے کہ جب سے متحدہ مقاصد (تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ) لگا ہوں سے اوجھل ہوئے ہیں مسلمان باہم آویزی میں الجھ کر مکابہ و مناظرہ کی دلدلوں میں پھنس کر رہ گئے ہیں کہیں صلوٰۃ و سلام پر تکرار ہے تو کہیں مدح و قدح صحابہ پر، کہیں محافل میلاد پر فساد ہے تو کہیں ایصالِ ثواب پر مناقشہ۔ چاہتے تو یہ تھا کہ نئے اتحاد کے داعی اس موقع پر فریقِ مقدمہ بننے کے بجائے محاکمہ کرتے اور ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کو برداشت کرنے اور دل آزاری کا زہر ختم کرنے کے لئے جدوجہد کرتے مگر صورتِ حال یہ سامنے آئی کہ اتحاد کے داعی خود اپنے مخالف مسلک رکھنے والوں سے الجھ رہے تھے۔

## بیرون پاکستان نفرت و افتراق انگیزی

پاکستان میں اس قسم کے تنازعات متعدد متعدي مرض کی طرح باہر بھی پھیل گئے۔ ان داعیانِ اتحاد کے ہم عقیدہ، ہم مسلک لوگوں نے بیرون پاکستان بھی یہی مسائل کھڑے کر کے وہاں کی حکومتوں سے اپنے مسلک و عقیدہ سے ہم نوائی نہ کرنے والوں کو بتلائے مصیبت و عذاب کر دیا ہے۔ یہاں سے پاس اس امر کے واضح ثبوت موجود ہیں کہ کویت میں مولانا محمد حسین رضوی اور قاری محمد حسین قادری کو محکمہ اوقاف، کویت سے نکلوانے والے یہی لوگ ہیں، جن کے قائدین آج داعیانِ اتحاد بنے ہوئے ہیں۔

مولانا ابوالرضا اللہ بخش نیر سکندہ جن شاہِ ضلع لیہ گروپ لیڈر حجاج نمبر ۲۵۰۱ کوڈ نمبر ۸۸ الف جو حج بیت اللہ کی غرض سے مکہ مکرمہ میں مقیم تھے، مخالف عقیدہ لوگوں کی جاسوسی سے گرفتار ہوئے۔ انہوں نے مجھے سجن العمومی الظاہر مکہ المکرمہ سے خط لکھا جس کے متعلقہ اقتباسات درج ذیل ہیں:-

۱۔ میرے خلاف رپورٹ مخالف عقیدہ رکھنے والے پاک تانیوں نے کرائی۔  
 ب۔ میری تقریر کے نامام اور مسخ شدہ کیسٹ ان ہی لوگوں نے پیش کئے۔  
 ج۔ میرے اور انتظامیہ کے درمیان ترجمان یہی لوگ تھے اور ترجمانی کے وقت مجھے اور میرے  
 لکابر کو تنگی گالیاں دیتے رہے۔

د۔ میری گرفتاری کے لئے یہی لوگ پولیس کو میرے مکان پر لے آئے۔

(مکتوب مورخہ ۷ صفر المنظر ۳۰۳ھ / ۲۴ - نومبر ۱۹۸۲ء)

انفرادی طور پر اس قسم کے بسیوں واقعات پیش کئے جاسکتے ہیں۔ کویت۔ دوہتی۔ ابو ظہبی۔  
 سعودی عرب بلکہ دنیا میں جہاں کہیں دوسرے عقیدے کے لوگ موجود ہیں، انہوں نے اہلسنت  
 کے خلاف بدعتی، مشرک اور کافر ہونے کے فتوے لگا رکھے ہیں۔ ان دردناک حالات، حوادث اور  
 تفرقہ بازی کے انتشار و خلفشار کو روکنے کے لئے موجودہ علمبرداران اتحاد نے کچھ بھی نہیں کیا۔ بلکہ  
 محض تماشائی بنے رہے۔ بیرون پاکستان اہل اسلام میں نفرت اور افتراق انگیزی  
 کے لئے مسلسل ریشہ دوانیاں جاری ہیں۔ مُشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمائیں:-



# الهدى

ملحق ديني يصدر مع الاتحاد كل يوم جمعة

حمد لله رب العالمين

بسم الله الرحمن الرحيم

لما كذبتني قريش فماتت  
في الحجر، فجل الله  
في بيت المقدس فظفقت  
أخبره عن آياته  
وأنا انظر إليه.

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الذي أمرني  
بعبده ليلامنت  
المسجد الحرام الم  
المسجد الأقصى  
الذي أركنا حوله  
عبد الله العظيم

■ العدد السادس والثمانون ■ الجمعة ٢٦ رجب ١٤٠٤ هـ الموافق ٢٧ أبريل ١٩٨٤ م ■

الهدى

الجمعة ٢٦ رجب ١٤٠٤ هـ

الصفحة الرابعة

البريلوي احمد رضا ، الذي ولد في الهند  
ومات في عام ١٩٢١ عن عمر يناهز ستة  
وخمسين عاما في وقت كانت الهند ترزح  
فيه تحت نير الاستعمار البريطاني الذي  
تعود ان ينشئ مثل هذه الطوائف  
الخارجة عن الدين الاسلامي ، لتكون  
كالسوس يفت في عضد الامة الاسلامية ،  
وهو يعد لها يد العون ، ويقدم لها  
التسهيلات في سبيل نشر عقيدتها .

الطائفة عن العقيدة الاسلامية ، لان  
معتقداتهم تخالف الشريعة الاسلامية  
الغراء ، وتدور هذه المعتقدات الخاطئة  
حول شخصية الرسول ﷺ .

وهذه الطائفة هي واحدة من الطوائف  
المتعددة الخارجة عن الدين الاسلامي ،  
ومنبعها الهند ، وقد سميت بالبريلوية او  
البريليين نسبة الى مؤسس هذه الطائفة

تلقى ، الهدى ، عدة رسائل من الاخوة  
القراء تتحدث عن وجود طائفة جديدة من  
الطوائف الخارجة عن الاسلام تسمى  
طائفة ، البريلوية ، وان هذه الطائفة  
بدأت تعارض نشاطها في البلاد عن طريق  
بعض الافراد من غير العرب .. الذين  
يعملون في المساجد .  
وقد افتي علماء المسلمين بانحراف هذه

## طائفة

خارجة عن الدين  
واقباعها يعملون  
في مساجد الدولة!

# البريلوية

ابو ظہری کے مشہور اخبار الہدیٰ کا ایک صفحہ

الْبِرِّيؤْتَةُ طَائِفَةٌ مِنْ خِصَابَةِ عَيْنِ الدِّينِ

وَاتَّبَاعَهَا يَعْمَلُونَ فِي مَسَاجِدِ الدَّوْلَةِ

جس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے

الہدیٰ کو قارئین کی جانب سے متعدد خطوط موصول ہوئے ہیں جن میں خارج از اسلام گروہوں میں سے ایک نئے گروہ کا ذکر کیا گیا ہے جس کا نام بریلوی ہے۔ اور یہ گروہ غیر عرب افراد کے ذریعہ جو یہاں مسجدوں میں کام کرتے ہیں اپنی اشاعت کر رہا ہے۔ مسلم علمائے یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ گروہ اسلامی عقائد سے منحرف ہے کیونکہ ان کے عقائد شریعت اسلامی کے خلاف ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے متعلق غلط عقیدے رکھتے ہیں۔ یہ گروہ ان متعدد گروہوں میں سے ایک ہے جو دین اسلام سے خارج ہیں۔ اس کا مرکز ہندوستان میں ہے اس گروہ کا نام بریلوی یا بریلین ہے۔ جو کہ اس گروہ کی بنیاد رکھنے والے شخص احمد رضا بریلوی کے رہنے والے کی نسبت سے ہے۔ جو کہ ہندوستان میں پیدا ہوا اور ۱۹۲۱ میں ۵۶ سال کی عمر میں انتقال کیا جبکہ ہندوستان برطانیہ کا ماتحت تھا جو چاہتا ہے کہ دین اسلام سے خارج گروہوں کو پھیلا یا جائے امت مسلمہ میں رخنہ ڈالا جائے اور برطانیہ ان کی نشر و اشاعت میں مدد کرتا ہے

الهدیٰ الصفحة الرابعة

الجمعة ۲۶ رجب ۱۴۰۴ھ

۲۴ اپریل ۱۹۸۴ء





مدير إدارة الصحافة والنشر

عبد الله أحمد الداري  
هاتف : ٥٣٦٤٩٣٢ - مكة المكرمة

سكرتير التحرير  
عبد الباسط عز الدين



البيان - مجلة الشهرية الإسلامية - مكة المكرمة

العدد الثالث والعشرون - العددان الخامس والسادس - جمادى الأولى والأخرة ١٤٠٥ هـ - فبراير مارس ١٩٨٥ م

## كلمة الشهر

# البريلوية بعد القاديانية

تعاون مع مثيلاتها من المذاهب المنحرفة كلقاديانية والباية والهبانية والباطية لشرك الأناطيل والأكاديب وتشويه صورة الاسلام القية الصافية بترويج القصص والأساطير والحرفات والترهات ، وانزال الدور والقرابين منزلة الصلاة والزكاة وبدل الصوم والحج بما يضلل به العامة ثم الكيد والمؤامرات ضد اتباع الكتاب والسنة . والدعاة إلى وحدانية الرب والى عقيدة التوحيد الخالص في الوهيد وروبيته .

ويستطرد الأستاذ طهيري .

«وأكثر من ذلك إصدار فتاويهم تكفير كل من لا يؤمن بخرافاتهم وخزعبلاتهم وكل من يعاصيهم في آرائهم المسية على الوهم والخيال وعقائدهم المستفاعة من الوثنيين والمشركين وعن الهدوسية وتعاليمهم التي تدعو الأمة إلى الجهل وعدم العقل والتفكير وهجومهم على أسلاف هذه الأمة وأعيانهم الذين لهم شرف كبير في نشر علوم القرآن والسنة والدفاع عنها ، والرد على تحريفات المخرفين وتأويلات المتأولين .»

ومخترع هذه المعتقدات الفاسدة ما هي إلا بقايا أفكار منحرفة وتستررت تحت شعارات مزيفة . . . مضللة . . . ونشأت في أحضان الاستعمار البريطاني . . . الصليبي الخاقد . . . والذي يسعى لئس سمومه وترويج أباطلده . . . واغراق بعض المجتمعات الاسلامية بالحرفات والحزيعلات والانحرافات الفكرية والعقائدية . . .

هؤلاء المنسردون في الأرض . . . العارفون في بحر الظلمات . . . ظلمات الجهل والضلال والشرك والكفر . . . يجب التحذير منهم . . . وتبيه المسلمين إلى خطرهم على العقيدة الصحيحة . . . وإصدار فتوى شرعية بكفرهم وضلالهم . . .

وكما جاء قرار القاديانية قويا قاطعا حاسما حازما كذلك فإننا نتطلع إلى قرار البريلوية باعتبارها طائفة خارجة على الاسلام . . . وملة كاذبة صالة مضللة . . . ويعامل اتباعها ومعتنقوها كما يعامل اتباع الطائفة القاديانية وغيرهم من الطوائف الخارجة عن الدين الاسلامي . . . ليظل للاسلام نفاؤه وصفاؤه وكما أراد الله تعالى له دانما حيا قال في كتابه العزيز وهو أصدق القائلين :

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾

ملة الكفر واحدة . . . وان اختلفت أساليبها . . . وتباينت أشكالها . . . وتنوعت اتجاهاتها . . .

ومنذ سنوات صدر قرار الحكومة الباكستانية باعتبار القاديانية طائفة خارجة عن الاسلام . . . وهي الملة التي كفرت بفريضة الجهاد . . . واعتبرت مرزا غلام أحمد خاتم الأنبياء والرسل . . . زورا وبهتانا . . . باطلا . . .

ونحن اليوم في حاجة إلى قرار آخر . . . في مستوى قرار القاديانية الكافرة . . . قرار يدين « البريلوية » ويعتبرها ملة خارجة على الدين الاسلامي . . .

ولئن كانت القاديانية نشأت في ظل الاستعمار البريطاني لشبه القارة الهندية وتبنت أفكاره المعادية للاسلام . . . ومحاولاته لهدم الجهاد واسقاطه كفريضة اسلامية . . . فإن البريلوية هي الأخرى نشأت في ظل الاستعمار البريطاني نفسه . . . وانطلقت في شبه القارة الهندية نفسها . . . فهذه شقيقة تلك . . . أهدافهما واحدة . . . هي محاولة الكيد للاسلام والتطاول على معتقداته . . . وتضليل السذج من الناس . . .

إن طائفة « البريلوية » الضالة المضللة أنشأها البريلوي « عبد المصطفى » ما بين عامي ١٢٧٢ هـ و ١٣٤٠ هـ وينسب إلى مدينة بريالي إحدى مدن ولاية برديش بالهند . . . تتلمذ على يد المدعو « مرزا قادر بك » وهذا شقيق « المرزا غلام أحمد » مخترع القاديانية . . .

« يقول الأستاذ احسان الهى ظهير في كتابه عن هذه الطائفة : ان نشاطها ازداد في الآونة الأخيرة وانها أخذت

ودی عرب سے شائع ہونے والے ہمنامہ رابطہ العالم الاسلامی، مکہ مکرمہ، جمادی الاولیٰ الاخرہ ۱۴۰۵ھ / مئی ۱۹۸۵ء کا ادارتی نوٹ

## قادیانیوں کے بعد بریلویوں کی باری

کافر ایک ہی ملت ہیں اگرچہ ان کے طریقے مختلف، ان کی شکلیں جدا جدا اور قسمیں علیحدہ ہیں۔ کئی سال پہلے حکومت پاکستان نے قادیانی جماعت کو اسلام سے خارج قرار دیا تھا۔ یہ وہ ملت ہے جس نے جہاد کی فرضیت کا انکار کیا اور مرزا غلام احمد کو جھوٹ، بہتان اور ناجائز طور پر رسول جانا، اور آج ضرورت ہے کہ ایک دوسری جماعت بریلویوں کو قادیانیوں کی طرح کافر اور دین اسلام سے خارج قرار دیا جائے۔ قادیانی، حکومت برطانیہ کے زیر سایہ پیدا ہوئے اور انہوں نے ایسے افکار و عقائد اپنائے جو اسلام کے خلاف تھے، جیسے جہاد کی فرضیت کا انکار۔ بریلوی انگریز حکومت کی دوسری پیداوار ہیں، وہ بھی ہندوستان میں اسی طریقہ پر چلے۔ یہ بھی ان کے بھائی ہیں۔ ان کا ہدف بھی ایک ہے وہ اسلام میں مکر اور حیلے کرنے والے اور اپنے عقائد کے مطابق تاویلیں کرنے والے اور سیدھے سادے لوگوں کو گمراہ کرنے والے۔ بے شک بریلوی جماعت گمراہ اور گمراہ گر۔ یہ جماعت ۱۲۷۲ھ تا ۱۳۴۲ھ بریلوی عبدالمصطفیٰ نے قائم کی اور بریلوی کی نسبت ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے ایک شہر بریلی کی طرف ہے۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی مرزا قادر بیگ کے شاگرد ہیں۔

استاد احسان الہی ظہیر اپنی کتاب (البریلویہ) میں اس جماعت کے بارے میں لکھتے ہیں :-

”اس گروہ کی قوت دور آخر میں بڑھ گئی ہے اور انہوں نے مذاہب باطلہ جیسے قادیانی، بابیہ، بہائیہ، باطنیہ کے ساتھ تعاون شروع کر رکھا ہے تاکہ باطل اور جھوٹ کو پھیلا میں اور اسلام کی شکل کو مسخ کریں، قصہ کہانی خرافات اور اوہام کی ترویج کریں۔ نذر و نیاز وغیرہ کو بمنزلہ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے گردانیں تاکہ عام لوگ گمراہ ہو جائیں۔ پھر ان کا مکر اور ان کی کانفرنسیں قرآن و سنت کی پیروی اور رب کی وحدانیت، توحید خالص، الوہیت و ربوبیت کی طرف بلانے والوں کے خلاف ہیں۔“

استاد ظہیر لکھتے ہیں :-

”اور اس سے بڑھ کر ان کی تاویلات کا محور ہر شخص کی تکفیر کرنا جو ان کی خرافات اور بیہودگیوں کو نہ مانے وہ ان کی رائے، وہم اور خیال میں نافرمان ہے۔ انہوں نے اپنے عقائد ہندوستان کے بت پرست اور مشرکین سے لئے ہیں، اور ان کی تعلیم جس کی طرف امت کو وہ دعوت دیتے ہیں وہ جہالت، کم عقلی اور فکر سے محرومی، اور اس امت کے اسلاف کو کوسنے پر مبنی ہے حالانکہ علوم قرآن و حدیث کے پھیلائے والے ایسے بزرگ جنہوں نے محرفین کی تحریفات، غلط تاویلیں کرنے والوں کی تاویلات اور عقائد فاسدہ کے گھڑنے والوں کا دفاع کیا۔۔۔ کے لئے شرف کبیر ہے۔“

یہ فاسد عقائد۔۔۔ برطانیہ کی عیسائی حکومت کے زیر سایہ فرنگی استعمار کی آغوش میں پروان چڑھنے والے افکار منحرفہ، مضللہ کی یادگار ہیں۔۔۔ ملت اسلامیہ میں ان خرافات منحرفہ کفریہ کا زہر پھیلائے والے۔۔۔ زمین میں فساد کرنے والے۔۔۔ اور جہالت، ضلالت، گمراہی اور شرک و کفر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوبنے والے یہی لوگ ہیں۔۔۔ ان سے بچنا واجب ہے، مسلمانوں کو ان کے شر سے خبردار کرنا اور صحیح عقیدہ کا بتانا اور ان کے کفر و گمراہی پر شرعی فتویٰ جاری کرنا ضروری ہے جیسا کہ قادیانیوں پر قطعی حکم جاری کیا گیا۔ اسی طرح ہم امید کرتے ہیں کہ بریلوی بحیثیت جماعت کے اسلام سے خارج۔۔۔ اور ایک جماعت ضالہ، مضللہ کافرہ قرار دیے جائیں۔۔۔ ان کے ماننے والوں کے ساتھ وہ ہی سلوک کیا جائے جو قادیانیوں کے ساتھ کیا گیا ہے اور اس جماعت کو دین اسلام سے خارج کیا جائے تاکہ یہ اسلام میں گمراہی نہ پھیلائیں اور اسلام محبتی اور پاک صاف رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے ارادہ فرمایا ہے، اور اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے :-

”ہم نے ذکر نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

## اندرون ملک تعلیمی اداروں میں جاہلانہ تعصب

اندرون ملک تعلیمی اداروں میں داخلہ، اساتذہ کی تقرری، ترقی اور درجہ بندی میں جس جاہلانہ تعصب اور معاندانہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے، اس کی بابت آئے دن شکایات اخبارات میں چھپ رہی ہیں۔ خاص طور پر اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے سٹاف اور انتظامیہ میں ان ہی اساتذہ اور دانشوروں

لے روزنامہ جنگ لاہور (۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء) نے اپنے ادارتی نوٹ میں اسلامی یونیورسٹی کے معاملات کی تحقیقات کے عنوان سے اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں پائی جانے والی عصبیت جس نے خوشگوار تعلیمی ماحول کو متاثر کیا ہے، کی جانب توجہ دلائی ہے۔

”اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں — یونیورسٹی کے مختلف شعبوں سے گذشتہ

سال کچھ ملازمین کو نکال کر ان کی جگہ نیا عملہ بھرتی کر لیا گیا تھا، یونیورسٹی کے اس اقدام کے خلاف — یہ شکایت بھی سننے میں آئی کہ جن ملازمین کو برطرف کرنے کے بعد نیا عملہ بھرتی کیا گیا ہے، وہ تعلیمی قابلیت اور تجربے میں برطرف کئے جانے والے ملازمین سے کہیں کم تر ہے۔

اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے — بعض ایسے مقتدر اہل علم جو اس یونیورسٹی سے وابستہ تھے، — انہیں ان کے مذہبی خیالات اور نقطہ نظر سے اختلاف کی بنا پر ملازمتوں سے برطرف کیا گیا۔ یہ بات کسی طور خوش آئند نہیں کہ دارالحکومت کے ایک مقتدر تعلیمی ادارے کے حالات اس قدر دگرگوں ہوں کہ عملے کو انتظامیہ کے بعض ارکان محض اپنے مذہبی مکتب فکر سے اختلاف کی وجہ سے ملازمت سے ہی نکال دیں، یہ (ایک ایسی عصبیت ہے جس کا تعلیمی اداروں میں وجود نامعلوم و برداشت نہیں کیا جانا چاہیے۔“

و عیناً کیا جا رہا ہے جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار ہیں یا ان کے پاکستانی گماشتوں کے کارکن ہیں۔ بلکہ جو لوگ نجدیہ وہابیہ، موڈودیہ اور دیوبندیہ عقائد و نظریات سے سرمُؤاخران کرتے ہیں، ان میں بیک بینی و دوگوشی جامعہ مذکور سے نکال دیا جاتا ہے۔ حال ہی میں مندرجہ ذیل پروفیسروں کو اس اسی تقصیر پر پرخواست کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنے عقیدہ و مسلک کو بکا و مال نہیں سمجھتے حکومتِ موڈودیہ کی امداد اگر نجدیہ عقائد کی ترویج و اشاعت کے ساتھ مشروط ہے تو اسے عطا تے تو بقاتے تو“ کے مصداق مسترد کر دینا چاہیے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کسی خارجی حکومت کی رائے یا مشورہ کا پتہ نہیں ہو سکتا۔

۱۔ مولانا عبدالوہاب صاحب ایم۔ اے عربی گولڈ میڈلسٹ

۲۔ پروفیسر حافظ محمد ارشد صاحب

۳۔ پروفیسر نور محمد صاحب مہمن (انہیں یہ کہہ کر خارج کیا گیا ہے کہ تمہارا نام مشرکانہ ہے)

۴۔ حافظ محمد سلیم بھدانی

۵۔ محمد شریف سیالوی سینئر لیسرچ افسر

۶۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب لیسرچ افسر

۷۔ پروفیسر آغا حسین بھدانی

علاوہ ازیں ڈاکٹر صغیر حسین صاحب معصومی جیسے عالمی شہرت یافتہ اور عالمِ علومِ اسلامیہ کے ماہر کو بھی کلیہ اصول الدین، دعوہ کی سیادت سے الگ کر دیا گیا ہے۔ یونیورسٹی میں عام طور پر تقرری اب اس طرح کی جاتی ہے کہ اپنی خاص برانڈ کا آدمی تلاش کر کے اُسے ایڈ ہاک یا کنٹریکٹ پر رکھا جاتا ہے، بعد میں پوسٹ کو مشترکہ کر کے اس کو منتخب کر لیا جاتا ہے۔

جب سے نئی انتظامیہ برسرِ اقتدار آتی ہے سیاسی اور جماعتی اختلاف پر اساتذہ کی برطرفیوں کا یہ افسوسناک سلسلہ شروع ہے۔

۱۔ اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے متعلق چالیس نکاتی میمورنڈم، شائع کردہ پاکستان جنفی سرکل، اسلام آباد، ص ۴

## اوقاف کے انتظامات

دعوتِ اتحاد دینے والوں کا فرض تھا کہ وہ اندرون ملک مذہبی خلفشار و انتشار کو روکنے کے لئے مخالف مسلک و مکتبہ فکر کے اوقاف پر متصرف ہونے کو روانہ رکھتے، عدل و انصاف کا تقاضا تھا کہ جس عقیدہ و مسلک کے اوقاف ہیں انتظام بھی ان ہی کے سپرد ہوتا۔ اس کے لئے دلیل شرعی ظاہر و باہر ہے یعنی واقف کے عقیدہ و مسلک کو فیصلہ کن قرار دیا جائے اور اس کی وصیت کو نص کا درجہ دیا جائے۔ لیکن بار بار مطالبات کے باوجود اہلسنت کے اس مبنی برحق و انصاف موقف کی مخالفت کی گئی۔ مرکزی حکومت کے مشیران مذہبی امور و انتظام حج بھی دوسرے عقیدے کے لوگ مقرر کروائے گئے۔ حتیٰ کہ اسلام آباد کی ۷۵ فی صد سرکاری مساجد ان ہی اعیان اتحاد کے زیر تصرف و انتظام لائی گئیں اور سپر مارکیٹ کی جامع مسجد باوجود وعدہ کے اہل سنت کو نہیں دی گئی۔

بنابرین داعیان اتحاد کو زبانی کلامی وحدتِ فکر و عمل اور اخوت و محبت کے لئے نعرہ بازی کی بجائے سب سے پہلے باہم گفت و شنید، افہام و تفہیم اور ایثار و درگزر سے کام لے کر اس اختلاف نے اسی لئے قومی اخبارات نے خلفشار و انتشار کے مستقل سبب، اور ہمارے حق و انصاف پر مبنی اس مطالبہ کی حمایت میں متعدد بار اپنے اور اپنی کالموں میں محکمہ اوقاف کو اندرین قسم کے الفاظ... محکمہ اوقاف کے ارباب اختیار کی اکثریت اپنے مسلک، اپنی سوچ اور اپنی اپروچ کی مناسبت سے مزارات کی تقدیس کی قائل ہی نہیں۔ ہمارے خیال میں جو روشن خیال لوگ مساجد اور مزارات کی دیکھ بھال کو مردہ پرستی تصور کرتے ہیں انہیں مزارات اور ان سے ملحقہ مساجد کی نگہ رانی یا خدمت کا فرض سونپنا انہیں ذہنی کوفت پہنچانے کے مترادف ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ ایسے لوگوں کو اس ذہنی کوفت سے نجات دلائی جائے اور ان کی جگہ ان لوگوں کو مقرر کیا جائے جو مزارات اور مساجد کی تقدیس کے قائل ہوں.....“

جھنجھوڑا ہے۔ (بحوالہ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۰ فروری ۱۹۸۱ء)

۷ صدر مملکت نے جسٹس پیر کرم شاہ سے وعدہ کیا تھا۔ نیازی

کو دور کرنا چاہیے تھا، اور اب بھی خالی خولی بے رُوح و غطا و تلقین اور لیاپوتی کو چھوڑ کر سنگین حقائق کا سامنا کرنا ہوگا۔ اختلاف و افتراق کی نشان دہی کے بعد علاج نہ سوچنا، نہ صرف ابلہ فریبی ہے بلکہ راہ فرار اختیار کرنے کے مترادف ہے۔

## کنز الایمان پر پابندی

مارچ ۱۹۸۲ء میں حکومتِ کویت، عرب امارات اور سعودیہ کی جانب سے کنز الایمان اور خزائن العرفان کی ضبطی اور تلفی کے احکامات جاری کئے گئے تو اُس وقت انصاف کا تقاضا تھا کہ مسلمانوں میں اتحاد، اعتماد، اخوت اور تعاون کے لئے ان متعصب حکومتوں کو یک طرفہ ضبطی اور تلفی کے احکامات واپس لینے پر مجبور کیا جاتا۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لئے فریقین کو مذاکرہ کی دعوت دی جاتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ بعض عقربی ذہنیت رکھنے والے متعصبین نے اندرونِ پاکستان بھی اس قسم کی پابندی کا مطالبہ کیا۔ یہ لوگ جو آج دعوتِ اتحاد دینے کے لئے پیش پیش ہیں، چپ سادھے بیٹھے رہے۔ میں نے اُس وقت سفرِ عرب امارات، کویت اور حکومتِ سعودیہ عربیہ کے نام ایک مفصل خط ارسال کیا جس میں اتحادِ ملت کی خاطر کسی معقول و باوقار تصفیہ کی جانب راہ نمائی کی گئی تھی۔ چونکہ ہم آج ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اختلاف، افتراق، انشقاق اور ان سے پیدا شدہ عناد و عداوت اور مخالفت اور مجادلت کو ختم کرنا چاہتے ہیں، اس لئے اس خط کا تذکرہ مسئلہ کے حل میں مدد و معاون سمجھتے ہوئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ فہو ہذا:-

۲۲۔ اونکار روڈ، اسلام پورہ، لاہور

۲۴۔ مارچ ۱۹۸۲ء

مُحِبِّی! السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ،

مورخہ ۷۔ مارچ ۱۹۸۲ء کے اخبارات میں آپ کے وزیر انصاف، اوقاف

اور امور مذہبیہ (حکومتِ کویت) کی جانب سے اعلان ہوا ہے کہ رابطہ عالمِ اسلامی کے

سیکرٹری جنرل جناب محمد علی المحرکان کی تائید اور توثیق سے اہل سنت و جماعت کے  
 مسلمہ مقتدا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن  
 (کنز الایمان) اور اس پر تفسیری حاشیہ (خزائن العرفان) کو ضبط کر کے نہ صرف اطلاق  
 پر اکتفا کیا گیا ہے بلکہ دوسرے ممالک میں اس کے خلاف ہدایات بھی جاری کر دی گئی  
 ہیں۔ آپ کی حکومت کا یہ اقدام انتہائی طور پر متعصبانہ اور دل آزارانہ ہے۔ اس غلط اور  
 ناروا اقدام سے پہلے آپ نے یہ نہیں سوچا کہ آپ کی دینی اجارہ داری کو کوئی سند حجاز  
 نہیں ملی اور نہ ہی مسلمانان عالم نے اجتماعی طور پر اپنی قیادت آپ کو سونپی ہے۔ آپ  
 خود ساختہ ترجمان کیوں بن رہے ہیں۔

اس ایک طرفہ فیصلہ سے آپ نے دنیا کے ۸۵ فی صد اہل سنت و جماعت  
 کے جذبات مجروح کئے ہیں اور اپنی مقبولیت و ہر دل عزیز کو ناقابل تلافی نقصان  
 پہنچایا ہے۔ ہماری قرارداد اس سلسلہ میں مفصل ہے اور لف ہذا ہے۔

اگر آپ کو یہ شوق ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ایک متفق علیہ  
 ترجمہ پر جمع کیا جائے تو ایک عالمی مؤتمر کا اہتمام کیجئے جس میں ساری دنیا سے مسلمانوں  
 کے نمائندہ جمید علماء دین اور مفسرین قرآن عظیم کو دعوت دیں۔ یہ تمام علماء و مفسرین  
 دین کی خدمت اور اہل اسلام کے عالمی اتحاد کی خاطر باہمی مذاکرہ و مفاہمت کے  
 بعد صرف ایک ترجمہ پر جمع ہو جائیں، تعصب و عناد کو مسترد کرتے ہوئے تفسیر بالرائے  
 کے بجائے قرآن کی تفسیر و مفہوم خود قرآن سے اخذ کریں۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ  
 احادیث صحیحہ، تعامل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تفقہ سلف صالحین  
 کو سامنے رکھا جائے ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح روئے زمین پر بائبل (عہد نامہ قدیم) اور  
 عہد نامہ جدید) کا صرف ایک ہی انگریزی ترجمہ موجود ہے، اسی طرح قرآن پاک کا  
 بھی ایک ہی معیاری ترجمہ مرتب کر کے دنیا کی تمام زبانوں میں شائع کیا جائے کیونکہ

جب تک کسی ایک ترجمہ پر اجماع اُمت نہیں ہو جاتا کوئی شخص، جماعت، ادارہ یا فرقہ، گروہ یا حکومت اپنی مرضی کا ترجمہ دوسروں پر مسلط نہیں کر سکتی۔ آپ نے اپنی مرضی اور عقیدہ ذاتی کو مسلط کر کے نہایت غیر دانش مندانہ اقدام کیا ہے۔

مجھے اُمید کامل ہے کہ آپ اس تجویز کی اہمیت و افادیت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے سابقہ یک طرفہ فیصلہ کو منسوخ کر دیں گے اور اجماع اُمت کے لئے فوری طور پر عالمی موتمر کا اہتمام کریں گے، اس تعمیری تجویز سے آپ کو اتفاق نہیں تو اپنا یہ فیصلہ صرف اپنے فرقہ نجدیہ و ہابشیہ تک محدود رکھیں تعصب اور ہٹ دھرمی پر اصرار نہ کریں۔ اگر خواہ مخواہ اپنی ضد پر قائم ہیں تو ہمارے علمائے کرام کے ساتھ میدان مناظرہ میں آکر قطعی فیصلہ کر لیں۔“

علیٰ بن القیاس ایک مفصل مکتوب میں صاحب صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کو بھی عرب امارات، کویت اور سعودی عرب کے اس فرقہ وارانہ، متعصبانہ اور تنگ دلانہ اقدام سے باز رکھنے کے لئے کہا اور تقابلی مطالعہ کے لئے قرآن پاک کی چوبیس آیات کے مختلف تراجم پیش کئے جن میں امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ترجمے کی اہمیت اور فضیلت ثابت کی۔ صدر پاکستان کے نام مرسلہ خط مورخہ ۲۱۔ مارچ ۱۹۸۲ء کا مکمل متن اور متعلقہ خط و کتابت درج ذیل ہے:-

خط بنام جنرل محمد ضیاء الحق صدر پاکستان

محیی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:-

کئی مسائل کے بارے آپ کی خدمت میں کچھ لکھنا چاہتا تھا مگر سر دست صرف ایک اہم معاملہ کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اُمید ہے آپ کامل

لہ عام استفادہ کے لئے قرآن مجید کے مختلف تراجم کا تقابلی مطالعہ، مرکزی مجلس رضا، لاہور نے ۱۹۸۳ء میں "کنز الایمان کے خلاف سازش اور اس کا مثبت جواب" راز مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے نام سے شائع کیا۔ ناشر



یکسوئی کے ساتھ ان معروضات کا مطالعہ کریں گے اور پاکستان کے سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت کے عقائد و نظریات سے کماحقہ آگاہی حاصل کریں گے۔ مورخہ مارچ کے اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومتِ عرب امارات کے وزیرِ اقصاف، اوقاف و امورِ مذہبیہ نے رابطہ عالمِ اسلامی کے سیکرٹری جنرل جناب محمد علی الحرکان کی تائید و حمایت سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن (کنز الایمان) اور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (واعی بنارس سنی کانفرنس منعقدہ ۲۶-۲۹-۳۰ اپریل ۱۹۷۶ء برائے پاکستان) کے تفسیری حاشیہ (خزائن العرفان) کی ضبطی اور تلفی کے احکام جاری کئے ہیں جس سے پوری دُنیا اہلسنت کے دینی جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

جمعیتِ علمائے پاکستان کی مجلسِ شوریٰ اور مرکزی مجلسِ عاملہ کے مشترکہ اجلاس

منعقدہ ۱۲-۱۵ مارچ ۱۹۸۲ء کی قرارداد منسلکہ ہذا میں تفصیلی کوائف درج ہیں۔

۱۔ قرارداد جمعیتِ علماء پاکستان کی مرکزی مجلسِ شوریٰ اور مرکزی مجلسِ عاملہ کا مشترکہ اجلاس اخبارات اور ریڈیو کی اس خبر پر انتہائی تشویش اور افسوس کا اظہار کرتا ہے جس میں تاج کمپنی لاہور کے چھپے ہوئے مترجم قرآن حکیم اور اس کے حاشیہ پر تبصرے کے مشہور مفسرِ قرآن اہلسنت وجماعت کے مسلم مقتدا حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پر عرب امارات میں داخلہ پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ یہ عمل رابطہ عالمِ اسلامی کے ایما پر کیا گیا ہے۔ سوادِ اعظم اہلسنت کی تنظیم کا یہ اجلاس اس عمل کو فرقہ واریت اور مذہبی تعصب پر محمول کرتا ہے اور اس سازش میں پاکستان کے ایک مخصوص سیاسی اور مذہبی گروہ کو شریک تصور کرتا ہے جو اپنے خود ساختہ اور مخصوص مذہبی عقائد کی بنا پر عرب ممالک سے امداد لیتا ہے اور اپنے عقیدے کی ترویج کرتا ہے۔ یہ اجلاس تہنیت کرتا ہے کہ اس یکطرفہ فیصلہ کی بابت "رابطہ عالمِ اسلامی" معاملات کی پوری تحقیق کرے۔

مذکورہ ترجمہ اور تفسیر کے حامی و پابند علماء کا نقطہ نگاہ معلوم کرے۔ جانبِ داری اور مخصوص عقیدہ کی

اشاعت و پاسداری کو اپنا مشن نہ بنائے وگرنہ مسلمانوں کا اعتقاد اس تنظیم پر باقی نہ رہے گا۔ بصورتِ دیگر رابطہ

کی ہٹ دھرمی، ضد اور انانیت کی وجہ سے سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت ان اقدامات پر (باقی بر صفحہ آئندہ)

آپ سے درخواست ہے کہ اس کا بنظرِ غائر مطالعہ فرما کر عالمِ اسلام کے اتحاد و

(حاشیہ یقینہ صفحہ گذشتہ) مجبور ہو جائیں گے جو دوسرے عقائد رکھنے والے اقلیتی گروہوں کے لئے مفید نہ ہوگا۔

بنائیں یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ رابطہ عالمِ اسلامی اپنے اس ناجائز اور غلط فیصلہ کو واپس کرے۔ اگر ایسا نہ ہو تو بڑے صغیر پاک و ہند کے سوا اعظم اہلسنت و جماعت کے مذہبی عقیدے کو مجروح کرنے کے مترادف ہوگا۔ اس کا شدید ردِ عمل ہوگا۔ جس کی ذمہ داری رابطہ اور ان اقلیتی سازشی فرقوں پر ہوگی جو اس مذموم حرکت کے ذمہ دار ہیں۔

علاوہ ازیں اہلسنت کے عقیدہ و مسلک سے انحراف، اعتزال و خروج کرنے والے لوگوں کے تراجم اور تقابلی کو مستثنیٰ قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب اس متعصبانہ پابندی کی تائید کرتے ہیں کیونکہ اس کے خلاف نہ تو انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور نہ ہی رابطہ سے کسی قسم کا احتجاج کیا ہے۔

رابطہ کا فیصلہ اس لئے نا واجب ہے کہ یہ ایک محدود پیمانے کی تنظیم ہے۔ اسے سارے عالمِ اسلام کی نمائندگی کا حق نہیں دیا گیا اور نہ ہی رابطہ عالمِ اسلامی کے اغراض و مقاصد کو اجماعِ امت کی حیثیت حاصل ہے۔ اہل سنت و جماعت کا یہ ترجمہ و تفسیر سلف صالحین، تابعین، تبع تابعین، صحابہ کرام، خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عقائد کے عین مطابق ہے۔ اس لئے اس پر پابندی اور تراجم و تفسیر مشتمل قرآن پاک کے نسخوں کا اتلاف مداخلت فی الدین ہے اور اپنے مخصوص ذہن اور نظریہ کو اہل پاکستان پر مسلط کرنا ہے اندریں صورت یہ اجلاس رابطہ عالمِ اسلامی کو انتباہ کرتا ہے کہ وہ رابطہ و اتحاد کے مقدس نام پر ملتِ اسلامیہ میں تشقت و افتراق نہ پھیلائے اور عالمِ اسلام کی ۸۵ فی صد اکثریت کی دل آزاری سے باز آجائے۔

سوا اعظم اہلسنت و جماعت کا یہ نمائندہ اجلاس حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ پاکستانی مسلمانوں کی عظیم اکثریت کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے عرب امارات اور رابطہ عالمِ اسلامی کے اس ناپاک متعصبانہ، جاہلانہ اور ناقبحت اندیشانہ اقدام کی پُر زور مذمت کرے اور اسے اپنا ایک طرفہ فیصلہ منسوخ کرے۔

استحکام اور آزادی فکر و نظر کی حفاظت کے لئے عرب امارات کو اس فرقہ وارانہ متعصبانہ اور تنگ دلانہ اقدام سے باز رکھیں۔

ہماری خواہش ہے کہ کتاب الہی قرآن حکیم کا ایک متفق علیہ معیاری ترجمہ پیش کیا جائے۔ (جس طرح روتے زمین پر بائبل (عہد نامہ قدیم و جدید) کا صرف ایک ہی ترجمہ موجود ہے) جس پر پوری اُمت مسلمہ کا اجماع ہو۔ اس مہتمم بالشان کام کے لئے جملہ اسلامی مکاتب فکر کے سرکردہ و نمائندہ علماء و مفسرین کی ایک عالمی موثر منعقد کی جائے۔ اس کانفرنس میں علمی و تحقیقی انداز سے واحد اور معیاری ترجمہ مرتب کر کے ساری دنیا میں اس کی اشاعت کا بندوبست کیا جائے۔ جب تک کسی ایک ترجمہ پر اجماع اُمت نہیں ہو جاتا، کوئی شخص، ادارہ، فرقہ، گروہ یا حکومت اپنی مرضی اور پسند کا ترجمہ مسلط نہیں کر سکتی۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کا تفسیری حاشیہ سلف صالحین کی تفاسیر کے عین مطابق ہے کسی جگہ تفسیر بالرائے سے کام نہیں لیا گیا۔

اپنے اس دعوے کے ثبوت میں مروجہ تراجم کے تقابلی مطالعہ کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرتا ہوں۔ (یہاں پر ۲۴ آیات قرآنی کا تقابلی ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ کنز الایمان کے خلاف سازش اور اس کا مثبت جواب نامی تالیف میں شائع ہو چکا ہے، اس لئے قارئین کرام کی توجہ ادھر مبذول کرائی جاتی ہے)

آپ کی عدیم القریٰ کے پیش نظر جو بیس آیات کے تراجم پر اکتفا کرتا ہوں آپ خود اندازہ لگا سکیں گے کہ مولانا محمود حسن، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت

بریلوی علیہ رحمۃ

کا ترجمہ زیادہ فصیح، با محاورہ اور عرصہ عظیم

حاصل ہے۔

دولتِ خداداد پاکستان کی زمامِ اقتدار اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ساری  
 ملتِ اسلامیہ پاک تائید آپ کی معرفت اپنے عقائد و نظریات کا تحفظ چاہتی ہے۔ اول  
 تو آپ کو اس باوقار ترجمہ و حاشیہ (کنز الایمان و خزائن العرفان) کی کھلم کھلا تائید و  
 حمایت کرنی چاہیے۔ بصورتِ دیگر ملک کی ۸۵ فی صد آبادی کے جذبات کی خاطر  
 مخالفانہ اور معاندانہ اقدامات کو مسترد کر کے دوسرے اسلامی ممالک کو دین کی اجازت داری  
 اور اہلسنت کی دل آزاری سے روکنا چاہیے۔ فقط والسلام مع الاکرام

مخلص محمد عبدالستار خان نیازی

اس خط کے جواب میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے  
 ۱۔ اپریل ۱۹۸۲ء کو CMLA سیکرٹریٹ راولپنڈی سے مندرجہ ذیل جواب موصول ہوا:-

نقل خط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۵۷/۱-سی/۱۳/سی-ایم ایل۔ اے سیکرٹریٹ راولپنڈی

۱۲۔ اپریل ۱۹۸۲ء

مکرمی۔ السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۲۱۔ مارچ ۱۹۸۲ء ملاحظہ کے ہمراہ آپ نے بسلسلہ پابندی  
 کنز الایمان آیات قرآنی کا تقابلی موازنہ کیا ہے۔ آپ کا مفصل خط میں نے وفاقی وزیر امور  
 مذہبیہ کو بھیج دیا ہے تاکہ اس بارے میں مناسب اقدامات کریں۔

نیز اسے ہدایت کر دی گئی ہے کہ آپ سے اس معاملہ کی بابت رابطہ کریں۔

فقط والسلام

بخدمت جناب

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

آپ کا خیر اندیش:- عارف (لیفٹیننٹ جنرل کے ایم عارف)

برائے صدر مملکت، سی ایم ایل۔ اے سیکرٹریٹ راولپنڈی  
 جنرل محمد ضیاء الحق

۲۲ اونکار روڈ  
 اسلام پورہ (گورنمنٹ نگر) لاہور

میں نے وفاقی وزیر نواب محمد عباس خان عباسی کے جواب کا بہت دیر انتظار کیا اور بالآخر ۱۵ اگست ۱۹۸۲ء کو ان سے خود جا کر ملاقات کی۔

انہوں نے جواب میں تاخیر کی وجہ یہ بتائی کہ وہ بیرون ملک دورہ پر گئے ہوئے تھے۔ اس لئے مسئلہ ضبطی کنز الایمان پر توجہ مبذول نہ کر سکے۔ اب اولین فرصت میں اس پر توجہ دیں گے۔ اور مجھے جواب باصواب سے آگاہ کریں گے۔

اس کے بعد مرکزی مجلس شورٰی کو ان مطالبات پر قلندرانہ موقف اختیار کرنے کے لئے ایک وفد بہ سرکردگی ملک محمد اکبر ساقی ناظم اعلیٰ ورلڈ اسلامک مشن لاہور، اسلام آباد بھیجا گیا۔ اس وفد کے ارکان نے تمام سٹی ارکان مجلس شورٰی سے ملاقات کی اور مندرجہ ذیل مطبوعہ یادداشت پیش کی جس کا عکس شامل ہذا ہے۔

---

اے افسوس ہے کہ وزیر موصوف نے باوجود اس وعدہ کے آج تک کوئی اطلاع ہم نہیں پہنچائی۔

نیازی



# معزز اراکین و فاقی کو نسل

السلام علیکم۔ جیسا کہ آپ حضرات کے علم میں ہو گا کہ سال رواں کی پہلی سہ ماہی میں متحدہ عرب امارات کی حکومت نے رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل محمد علی اوسمان کی تحریک (جو بنیادی طور پر پاکستان کے اقلیتی سیاسی و مذہبی گروہ کے ایما پر تھی) پر کڑوں سنی مسلمانوں کے مسلم مقتدوں و رہنما اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ کنز الایمان اور مجاہد تحریک پاکستان حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے تفسیری تاثر پر مشتمل ستر آٹھ ہاک ضبط کرنے کے احکام جاری کئے بلکہ اس کے نسخوں کو تلف کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اس اطلاع سے پورے عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے کروڑوں اہل سنت میں زبردست ہرجاں اور بے چینی پیدا ہو گئی، مذہبی اور سیاسی پلیٹ فارم پر ملت اسلامیہ میں انتشار و افتراق کی اس سازش کی ہر ذرہ ذرہ کی تکی و اقلیتی عناصر اس ترجمہ و تفسیر پر پابندی کا مطالبہ کر رہے ہیں، اس سلسلے میں کئی جلسوں میں قراردادوں کے علاوہ اشتہار چھاپے گئے، یہ صورت حال اسلامیان پاکستان کے لئے قطعی طور پر ناقابل برداشت ہے کیونکہ یہ ترجمہ و تفسیر صحابہ کرامؓ اور بندگانِ نبوی کے سلسلہ عقائد کی ترجمانی کرتے ہیں جن پر پاکستان کی ۸۵ فی صد آبادی عمل پیرا ہے، اس سلسلے میں حیرت اور رستم کی بات ہے کہ عرب امارات میں جہاں اس ترجمہ و تفسیر پر پابندی مانگنے کی ہے اردو زبان سمجھی، لکھی اور پڑھی نہیں جاتی جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ اس کے پیچھے پاکستان کے مخصوص عناصر کا ہاتھ ہے۔

اندریہ حالت آپ سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں ہر سطح پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں، صدر پاکستان سے ملاقات اور وفاتے کو نسل کے روائے اجلاس میں تحریک التواضع یا حکومت کے ذریعے یہ اہم مسئلہ پیش کر کے حکومت پاکستان سے مطالبہ کریں کہ وہ مسلمانوں کے عظیم اکثریت کے جذبات سے کہ ترجمانی کرتے ہوئے رابطہ عالم اسلامی اور متحدہ عرب امارات کو فیصلہ تبدیل کرنے پر مجبور کرے۔

مجاہد :-  
ورلڈ اسلامک مشن - جماعت اہلسنت راولپنڈی

(راولپنڈی ڈویژن)

مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۲ء

حکومت سعودیہ کی وزارت حج و اوقاف نے کفر الایمان و خزانة العرفان پر پابندی لگاتے وقت جو حکم نامہ، اور متحدہ عرب امارات کی وزارت قانون اور اوقاف نے ائمہ مساجد کے نام جو سرکلر جاری کیا تھا، ان کا عکس مبعوثاً و ترجمہ پیش کیا جاتا ہے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

السلطة العمومية السعودية  
وزارة الحج والاقاف  
الوزير

تمميم

سعادة وكيل الوزارة لشئون المساجد  
سعادة وكيل الوزارة لشئون الحج  
سعادة وكيل الوزارة للسلطة لشئون الاوقاف  
سعادة مدير عام الاوقاف والمساجد بالمنطقة الشرقية بالنيابة  
سعادة مدير الاوقاف والمساجد بالمدينة المنورة

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد ..

سير الى خطاب سعادة الرئيس العام لادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد رقم ٥/٣٦٠١ في ٤٠٣/٥٢٦ هـ الجوابي لكتابنا رقم ٤٠٣/١٠٠٩ في ٤٠٣/٢٤٦٦ هـ حول ما وردنا من رئيس لجنة دنكاستر وشمس الدعوة الاسلامية في اوربا وانجلترا من استنكار لما ورد في ترجمه معاني القرآن الكريم باللغتين الوردية بقلم محمد احمد رضا خان وتفسير الهامشي بقلم محمد نعم الدين مراد آهادي - لما امتثلت عليه الترجمة من شرك وهدم وضلالات .

وقد افاد صحاحته بأنه سبق أن ورد اليه نموذج الصحف المترجم المذكور من عدد من الجهات ومسجد دراسته اتضح انه مليء بالتحريفات والاكاذيب خصوصا وان الذنوب من ينتسبون الي طائفة الهرطوقيين التي تمتد بتسميه محمد صلى الله عليه وسلم بالاول والاخر والظاهر والباطن وغير ذلك من الشرك والهدم والاراء الباطلة كالاستعانة بالاموات من الانبياء والصالحين وطلب الحاجات منهم وتقديم الاطعمه عند قهرهم واقامة الموالد والاحتفالات والاعهاد على قهرهم وسبهم لدعوة الشيخ محمد بن عبد الوهاب رحمه الله واعتقادهم ان الاحتفال بذكرى متباعد وفاته تبدأ في اليوم الثالث كما ان من بدعهم الضكرة احتفالهم في اليوم الحادي عشر من كل شهر لاهمال الثواب للشيخ عبد القادر الجيلاني رحمه الله .

وإننا على ما تقدم فانه يتمين حادثة هذا الصحف المترجم .

لذا نرؤ التميم على كانه منسويكم بمراعاة والتاكيد على الجهات المختصة بمراقبة المساجد وصحب ذلك الصح ان وجد واحرقه واتلافه . . . ودمتم . . .

وزير الحج والاقاف

عبد الوهاب احمد عبد الواسع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المملكة العربية السعودية  
وزارة الحج والأوقاف

ریز

### حکمنامہ

جناب وکیل وزارت امور مساجد  
جناب وکیل وزارت حج و اوقاف  
جناب نائب مدیر امور مساجد و اوقاف ، علاقہ شرقیہ  
جناب مدیر اوقاف و مساجد - مدینہ منورہ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے خط نمبر ۱۰۰۹/۳۰۳/۵ مکتوبہ بتاریخ ۲۶ صفر ۱۴۰۳ھ کے جواب میں جناب رئیس عام شعبہ تحقیق و افتاء عوت و ارشاد کا خط نمبر ۱۰۰۹/۳۰۳/۵ مکتوبہ بتاریخ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ موصول ہوا۔ ہم نے اپنے خط میں جمعیتہ ڈونکارٹر کے صدر اور جمعیتہ الدعوة الاسلامیہ یورپ و برطانیہ کے خطوط کا حوالہ دیا تھا جن میں احمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ اور نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر اردو کی شدید مذمت کی گئی تھی۔ چونکہ اس ترجمہ و تفسیر میں شرک و بدعت اور گمراہ کن افکار موجود ہیں ایسیخ عبد العزیز بن باز نے ہمارے اس خط کے جواب میں لکھا ہے کہ ہمیں بھی مختلف اداروں کی طرف سے اس ترجمہ کے نمونہ موصول ہوئے جن کی تحقیق سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ اس میں تحریفات اور جھوٹ بھرا پڑا ہے اور خود بریلوی گروہ کے عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ ”آخضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ”ادل“ و ”آخر“ ظاہر و باطن“ کہنا درست ہے جو کہ شرک ہے۔ نیز ان کے بدعتی افکار اور باطل آراء ہیں جو کہ فوت شدہ حضرات انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنا۔ ان کی قبروں پر لھانا پیش کرنا، عرس منانا اور محافل منعقد کرنا اور شیخ محمد بن عبد الوہاب کی کوبرا کہنا اور تیجے، چالیسویں گیارہویں کی رسمیں کرنا۔ اس بنا پر اس ترجمہ و تفسیر کو ملک بدر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

لہذا تمام متعلقہ اداروں کو یہ اطلاع کر دی جلتے کہ جن مساجد میں اس کے نسخے ہیں یا کسی اور جگہ ہوں تو ان کو ضبط کر لیا جائے اور حلا دیا جائے۔

والسلام

منجانب: عید الوہاب بن احمد عبد الواسع  
وزیر امور حج و اوقاف



## United Arab Emirates

Ministry of Justice  
Islamic Affairs and Endowments  
Tel. : 027229  
P. O. Box 2172 - ABU DHABI

الإسلام



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دولة الإمارات العربية المتحدة

وزارة العدل والشؤون الإسلامية والأوقاف

تلفون : ٨٢٧٢٠٠

ص.ب. : ٢١٧٢ أبو ظبي

Ref No \_\_\_\_\_

Date \_\_\_\_\_

تصميم دوري

ملرة : \_\_\_\_\_

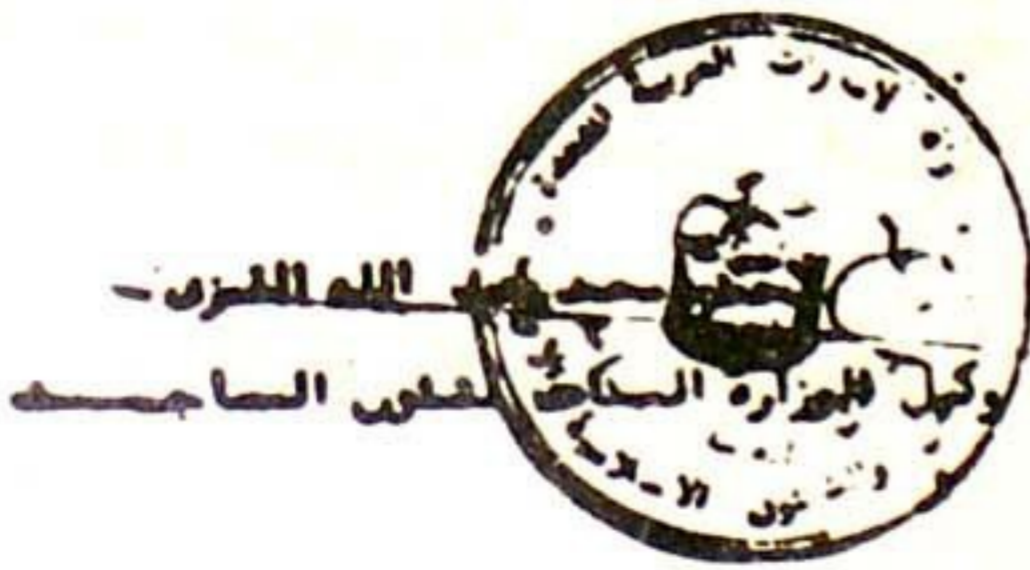
التاريخ : \_\_\_\_\_

الموافق : \_\_\_\_\_

تحيب وزارة العدل والشؤون الإسلامية والأوقاف / الإدارة العامة للمساجد بالساحة الوطنية  
وخطباء المساجد بأن تكمن خطبة الجمعة الموافق ٢ حادي الثاني ١٤٠٢ هـ الموافق ٢١/٣/١٩٨٢ م  
توجه صابة الاحوة المسلمين نحو وجود ترجمة محاسن القرآن الكريم باللغة الأردية من ترجمة  
رضا خان البريلوي وطني هاشميا قصير باللغة الأردية من ترجمة محمد نعيم الدين براد آبادي طبع  
مركبة تاج الهندودة ( تاج كهني ليد . لا هسور باكستان ) وهن دهاة السانة ويهري من القرآن  
الكريم . مع وجود محالقات جوهرية لهذه الترجمة طيبة بالشيف واليدع والآراء الباطلة كالا معاندة  
بالانبياء والآولياء والتوسل بهم وانهم يملكون الغيب . كذلك الدعوة الى افاعة الحوالم للانبيا والمصلحين  
وتحريم الاطعمة التي شهروهم . . . . . إلخ .

والا ساء الحافة لرابطة العالم الاسلامي وقد لعت نظر المسلمين في العالم الى خطوة هذه الترجمة  
وما تشكك من اكاره وخرافات وبعده وترعو من كافة السلسل براماة حرد هذه النسخ حفاظا على كلام الله  
مزود من اشرف .

وسأل الله ان يزوم السميع الى ما فيه الخير .



سنة ۱۴۲۰ھ

UNITED ARAB EMIRATES

Ministry of Islamic Affairs & Awqaf

Tel: 827200

P.O. Box 2272

Abu Dhabi



وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف

وزارة العمل والشؤون الاجتماعية والأوقاف

تلفون: ۸۲۷۲۰۰

ص.ب. ۲۲۷۲

أبو ظبي

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

موافق ۲۰-۲۰۱۰-۲۶

تحدہ عرب امارات کی وزارت قانون، اور اسلامیہ اوقاف کی جانب سے  
امہ سیاحہ اور واعظین کے نام ایک سرکولر

وزارت قانون و امداد اسلامیہ اوقاف کی اختطابہ برائے ائمہ سیاحہ اور تمام واعظین کرام  
اور خطبائے مساجد سے اپیل کرتی ہے کہ وہ بروز جمعہ بتاریخ ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ  
مطابق ۲۶ مارچ ۲۰۱۰ء اپنے نماز جمعہ کے خطبوں میں نمازی بھائیوں کی توجہ تفسیر قرآن مجید  
کے اس امداد ترجمہ (شائع کردہ تاج کپنی لمیٹڈ لاہور) کی طرف مبذول کرائیں جو  
اھمہ رضاخان بریلوی نے کیا ہے، امداد اس کے حاشیہ پر محمد نعیم الدین مراد آبادی کی  
امداد تفسیر بھی مدعج ہے۔ قرآن کریم کے بیسیں نسخہ میں دھانے ختم تفسیر امداد سورہ نور کی نہایت  
شامل نہیں۔ بن خفاف و دیگروں کے ساتھ ساتھ یہ ترجمہ مشرک و بدعت اور باطل افکار و  
خیالات جیسے بنیادی غلطیوں سے بھرپڑا ہے۔ مثلاً اوجائے کرام امداد اولیائے عظام سے مدد چاہنا  
ان کی خدمت ماننا، ان کے عالم قیام ہونے کا عقیدہ رکھنا، ان کی قبروں پر کھانا پڑھانا اور ان کے  
پریم ولادت کا جشن منانا وغیرہ وغیرہ۔ مزید برآں رابطہ عالم اسلامی کا سکرٹریٹ تمام مسلمانان  
عالم کی توجہ ان خرافات، مشرک و بدعت اور بنیاد امور کی خطرناک ہونے کی طرف مبذول کرانا  
چاہتا ہے۔ جن پر یہ ترجمہ قرآن مشتمل ہے، اور تمام مسلمانوں سے یہ امید کرتا ہے کہ وہ اس  
ترجمہ کے نام نسون کر تلفظ کر دیں تاکہ کلام الہی برہر ج کی تعریف سے باق و محفوظ رہے۔

محمد محمد عبداللہ الفزری

ماہم سب کو تک کا حق کی توفیق عطا فرمائے ..

ایسٹ انڈس سکرٹری برائے امور مساجد

عرب امارات

علاوہ ازیں صاحبزادہ خواجہ حافظ محمد حمید الدین صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف نے عربی، اردو زبان میں تقریباً تیس چالیس صفحات پر اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی فضیلت بیان کی۔ اور معتز ضیہ کی جانب سے عائد کردہ تمام شکوک و شبہات اور تعریض و اعتراضات کا مسکت جواب دیا اور یو۔ کے (U-K) سے ورلڈ اسلامک مشن کے قائد سید غلام السیدین صاحب چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ نے انگریزی زبان میں کنگ فہد فرمائز سے سعودی عرب کو ایک مفصل و مدلل احتجاجی مراسلہ روانہ کیا مگر بفضلہ تعالیٰ آج تک کسی جانب سے ہمارے دلائل کا جواب نہیں دیا گیا۔ سب دم بخود ہیں۔

اس اہم موقعہ پر موجودہ داعیان اتحاد کا فرض منصبی تھا کہ وہ کمزور ایمان پر پابندی کی مخالفت کرتے یا کم از کم اختلافی مسائل کا علمی تحقیقی اندازہ میں جائزہ لینے کا مشورہ دیتے۔ ان حضرات کا معنی نیز سکوت اس امر کا غماز ہے کہ اتحاد کا نعرہ کسی وقتی مفاد یا نفع عاجلہ کی خاطر بلند کیا جا رہا ہے ہم اس سو رطن کی معافی چاہتے ہیں اور اتحاد ملت کے لئے دعوت دینے والوں سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ ان اختلافی مسائل کا کامل یک سوئی، طرف نگاہی اور دل سوئی کے ساتھ مطالعہ کریں، اور کوئی مستقل، پائدار اور جامع و مانع فارمولہ تیار کریں۔

## صلوٰۃ و سلام پر پابندی اور سلسلہ عقوبت و سزا

اندرون ملک صلوٰۃ و سلام پر اختلافات، مناظرات اور باہم آویزی سے ہر شخص آگاہ ہے تاہم اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مخالف عقیدہ رکھنے والوں نے اپنی مساجد میں پابندی لگا دی، اذان سے پہلے اور بعد صلوٰۃ و سلام کو روک دیا اور محافل میلاد کے انعقاد پر پیرے بٹھا دیئے۔ مگر حامیان صلوٰۃ و سلام و محافل میلاد اپنے زیر اہتمام مساجد و مراکز دینی میں یہ تقریبات منعقد کرتے رہے۔ تنازعہ فیہا مقامات پر سرکاری انتظامیہ نے کنٹرول قائم رکھا اور فریقین کو باہم الجھنے سے روک دیا۔

بیرونِ پاکستان، سارے عالمِ اسلام میں یہ مخالف منعقد ہوتی ہیں۔ صرف سعودیہ میں ان کے سامنے روکاؤ میں ڈالی جاتی ہیں۔ شاہ فیصل نے رواداری اور وسعتِ قلبی کا ثبوت دیتے ہوئے پابندیاں نرم کر دی تھیں۔ مگر امسال اس پر سخت پابندیاں عائد کی گئیں۔ اور جو لوگ یہ تقاریر منعقد کرتے تھے یا ان میں شامل ہوتے تھے انہیں گرفتار کر کے سخت سزائیں دی گئیں۔ جیلوں میں ڈال دیا گیا اور بالآخر وہاں سے ملک بدر کر دیا گیا۔ ایسے لوگ بھی تھے مشق بن گئے جو پچاس ساٹھ سال سے وہاں پر سرکاری اقامہ کے تحت رہائش پذیر تھے بعض ابھی تک زیرِ عتاب ہیں۔ دوناک پہلو یہ ہے کہ اس معاملہ میں بھی مخالف عقیدہ کے لوگوں نے جاسوسی کر کے پیٹرو ڈالر حلال کئے اور اب فتنہ گرمی میں لگے ہوئے ہیں۔

اس تشویشناک اور اضطراب انگیز موقع پر عالمِ اسلام بالخصوص پاکستان کے سنی علماء، مشائخ، دانشور بلکہ خواص و عوام اہل سنت تڑپ اٹھے۔ اس ظلمِ عظیم پر احتجاجی جلسے ہوئے، قراردادیں پاس ہوئیں۔ کاسابلانکا (مراکش) میں منعقدہ اسلامی کانفرنس کے مندوبین اور سربراہوں بالخصوص کنگ فہد کو متوجہ کیا گیا۔ صدر پاکستان کے سامنے عرضداشتیں پیش ہوئیں۔ اور ۱۲ جنوری ۱۹۸۴ء کو ایک جلسہ عام کے انعقاد کے بعد لاہور میں جلوس نکالا گیا جس پر لاکھوں چارج ہوئے۔ امدین ۱۹ جلسہ عام میں قرارداد منظور کی گئیں اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان صاحب نیازی نے صلوة و سلام پر پابندی اور سلسلہ عقوبت و سزائے کے بارے میں ۱۹ جنوری ۱۹۸۴ء کو ایک تفصیلی مراسلہ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو ارسال کیا تھا۔ قارئین کرام کی خواہش پر مذکورہ خط حاصل کر کے نئے ایڈیشن میں شامل کر دیا گیا ہے۔ ناشر

ٹیلیفون:- مکان ۲۲۳۱۸۵

۲۲- اونکار روڈ- اسلام پورہ- لاہور- زون I

دفتر- ۸۸۳۳۲۷

مؤرخہ ۱۹ جنوری ۱۹۸۴ء مطابق ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ

محیی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اسلامک کانفرنس (۵-۱-۸۴) منعقدہ کاسابلانکا (مراکش) میں آپ کا موقوف اور خطاب (باقی بر صفحہ آئندہ)

اور کارکن زخمی ہوتے، قید و بند کی مصیبتیں اٹھائیں مگر آج کے ذاعیان اتحاد محض تماشائی بنے رہے بلکہ ایک جماعت کے بھولے بادشاہ نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے اس سانحہ کا (جو سعودیہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مؤثر تھا بلاشبہ حق بذاتہ ایک قوت ہے جو جب ارشاد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ  
عنه الصّدقُ امانةٌ وَاَلِکَذِبُ خِیَانَةٌ۔ اَلصّدقُ یُنجِیْ وَاَلِکَذِبُ یُهْلِکُ۔ (صدق  
امانت ہے اور کذب خیانت۔ صدق نجات دہندہ اور کذب ہلاکت انگیز) اسلام کے آفاقی و انقلابی  
تصورِ اخوت و مساوات کی تائید میں اگر آپ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کے  
مندرجہ ذیل ارشادات بیان کر دیتے تو اس خطاب کا اثر اور چھاپ (EFFECT & IMPACT)  
زیادہ پائیدار ہوتی۔

اَلیس لِعَرَبِیِّ عَلِیٍّ عَجْمِیِّ فَضْلٌ وَاَلْعَجْمِیِّ عَلِیٍّ عَرَبِیِّ وَاَلْاَبِیضِ عَلِیٍّ اَسْوَدٌ وَاَلْاَسْوَدِ عَلِیٍّ اَبِیضٌ  
وَاَلْاَحْمَرِ عَلِیٍّ اَصْفَرٌ وَاَلْاَصْفَرِ عَلِیٍّ اَحْمَرٌ۔ اَلْاَبْدِیْنَ وَاَتَقْوٰی۔ کَلِمَ اِبْنِ اٰدَمَ وَاَدَمَ  
مِنَ تَرَابٍ۔ (عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، سفید کو سیاہ پر اور سیاہ کو سفید پر، اور گورے کو پیلے پر اور  
پیلے کو گورے پر کوئی تفصیلت نہیں بجز دین و تقویٰ کے تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم خاک سے بنے تھے)  
اِنَّ کُلَّ مُسْلِمٍ اِخْوَانٌ لِّمُسْلِمٍ، وَاِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ اِخْوَةٌ۔ (مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور  
تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں)

۳۔ اِنَّ اُمَّرَءًا عَلَیْکُمْ عِبْدٌ مَّجْدَعٌ بِقَوْلِ کَرِّ بکتاب اللہ فاستمعوا له واطیعوا۔ (صحیح مسلم)۔ (اگر  
کوئی مہنی بریدہ نکمٹا جستی بھی تمہارا امیر بنایا جائے اور تم کو خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کی اطاعت کرو)  
حکیم الامت حضرت علامہ قبال نے مندرجہ ذیل اشعار میں ان پاکیزہ ارشادات کا مفہوم یوں ادا کیا ہے:-

نہ افغانیم و نہ ترک و متاریم	چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیز رنگ و بو بر ما حرام است	کہ ما پروردہ یک نو بہاریم
تو اے کودک منش خود را ادب کن	مسلمان زادہ ترک نسب کن

(باقی بر صفحہ آئندہ)

میں قیامت بن کر اہل سنت کے لئے تعذیب و عقوبت کا باعث بنا، انکار کر دیا اور حرم نبوی میں نعت خوانی کو گانے سے تعبیر کیا۔ اب یہ لوگ جب اتحاد کی دعوت دیتے ہیں تو انسان حیران ہو جاتا

(یقیناً حاشیہ صفحہ گذشتہ)

برنگِ احمر و خونِ ورگ و پوست عرب نازد اگر ترکِ عرب کُن

۴۔ اس کانفرنس میں آپ نے اخوتِ اسلامی اور مساواتِ محمدی کا نظریہ بطرزِ احسن پیش کر دیا ہے اس

خطاب میں آپ نے اختلافِ مسلک و مکتبہ فکر کے باوجود اتحاد و تعاون کا راستہ دکھا کر ایک معقول

حل پیش کیا ہے۔ انجمنِ اقوام (U.N.O)، عرب لیگ اور اسلامک کانفرنس (O.I.C) کے چار ٹرز

(مواثیق) میں آزادیِ ضمیر کو نہایت ہی صاف، واضح اور غیر مبہم الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ہم اسی

کا عملی نمونہ تمام عالمِ اسلام بالخصوص سعودیہ اور پاکستان میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

۵۔ اس کانفرنس میں منشورِ کاسابلانکا کے ماتحت بنیادی انسانی حقوق اور عالمی اسلامی عدالت کی

تجاویز کو قبول کر لیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی ممبر ملک میں نہ تو شہری آزادیاں سلب

ہوں گی اور نہ عقیدہ و ضمیر پر پابندیاں عائد کی جائیں گی۔ لوگوں کی پرائیویٹ مجلسی زندگی کی بات

کسی قسم کے تحسس اور مداخلت کی اجازت نہ ہوگی۔

۶۔ اس خطاب میں بنیادی انسانی حقوق کے چار ٹرز کی رعایت سے ایک اہم مسئلہ کی جانب آپ کی توجہ

مبذول کرانا چاہتا ہوں امید ہے آپ اس حساس مسئلہ کو اولین ترجیح دیں گے۔

۷۔ مدینہ المنورہ میں باضابطہ اقامہ، تابعیہ اور عارضی قیام یعنی ویزا کے ماتحت مقیم چار صد پاکستانی مسلمانوں

کو محض اس تقصیر پر کہ وہ اپنے گھروں میں محافلِ میلاد منعقد کرتے ہیں، گرفتار کر لیا گیا ہے حکومتِ سعودیہ

کا یہ اقدام انتہائی بزدلانہ، متعصبانہ، احمقانہ اور عاقبت ناندیشانہ ہے۔ نجدی حکومت کے اس اقدام

نے قرونِ مظلمہ (DARK AGES) کی بدترین وحشیانہ یادیں تازہ کر دی ہیں۔ افسوس ہے ہمارے سفیر

نے پاکستانی مسلمانوں پر اس ظلمِ عظیم کو دیکھا اور مجازاً سکوت اختیار کر کے سنگین نافرمانی کا مظاہرہ

کیا۔ ان قیدیوں میں اکثر حکومتِ سعودیہ کے سرکاری ہیں۔ کئی سعودی شہریوں (باقی بر صفحہ آئندہ)

ہے کہ آخر ان لوگوں کا مدعا کیا ہے، کس سے اتحاد چاہتے ہیں اور کس کے خلاف بروقت انسانی

(حاشیہ لقیہ صفحہ گذشتہ) کے ساتھ مل کر شراکتی کاروبار کرتے ہیں اور کئی محنت مزدوری کرتے ہیں حکومت

وقت کے پاس ان مجبور سین، مظلومین کے خلاف کوئی ایک لفظ بھی موجود نہیں جس سے ثابت ہو سکے

کہ انہوں نے کاروبار سلطنت میں کسی قسم کی مداخلت یا حکم عدولی کی ہے۔ ان کا جرم بے گناہی نہ

اس قدر ہے کہ یہ لوگ شوق و محبت سے سرشار ہو کر ہدیہ صلوة و سلام پیش کرتے ہیں۔ ان کی

گرفتاری صریح ناجوازی بلکہ ظلم ہے۔ کئی قیدی ایسے ہیں جو ۲۰، ۵۰ سال سے اُدھر مقیم ہیں۔ ان

کو گرفتار کر کے حکومت نے سنگ دلی اور شقاوت قلبی کا مظاہرہ کیا ہے معلوم ہوا ہے کہ حکومت

ان کو چلا وطن کر کے واپس پاکستان بھیجا چاہتی ہے اور خارج البلد کرنا چاہتی ہے۔

۸۔ شاہ فہد نے اپنی تقریر دہلی میں اتحاد و اخوت کا درس دیا ہے اور مذہبی اختلافات کو

وسعت قلبی سے برداشت کرنے کا مشورہ بھی دیا ہے مگر افسوس ہے کہ سعودیہ کے

شورہ پشت اور تنگ نظر مولویوں نے صلوة و سلام کے خلاف ایک طرف فیصلہ کر کے رسول مکرم

صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت و عناد کا ثبوت دیا ہے اور قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ سے کلمہ کھلا بغاوت کا ارتکاب کیا ہے ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ شاہ

فہد صلح و آشتی کا پیغام دے رہے ہیں اور اس کے تنگ نظر، کندہ نائراش مفتی، غلامان

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف محاذ آرائی کر رہے ہیں صیہونیت کے مقابلہ میں جنگ آزما

ہونے کے بجائے بھگی بلی بنے ہوئے ہیں اور ارض پاک (حریم شریفین) کی حرمت پر کٹ مرنے

والوں کو نشانہ ظلم و ستم بنا رہے ہیں سعودیہ میں مقیم نصرانیوں (امریکیوں انگریزوں وغیرہ) بدھوں

اور ہندوؤں کو اپنی مذہبی رسوم ادا کرنے کی کھلی اجازت ہے مگر اہل سنت و جماعت کو صلوة و سلام

پڑھنے کی پاداش میں پابند زندان و سلاسل بنا دیا گیا ہے۔

۹۔ بحیثیت صدر مملکت مظلوم پاکستانی مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت — آپ کی بنیادی ذمہ داری

ہے۔ ان کو کسی دوسرے ملک میں بے یار و مددگار چھوڑنا اور یتیم و بے آسرا بنادینا (باقی بر صفحہ آئندہ)

بھارتی کے پیش نظر بھی ظلم کے خلاف آواز نہیں اٹھاتی۔۔۔۔۔ یہ مُشتے بعد از جنگ کیا  
(حاشیہ یقینہ صفحہ گذشتہ)

صدارتی ذمہ داریوں سے انکار اور قول و فعل میں تضاد پیدا کر کے مجرمانہ فرار کی راہ اختیار کرنے کے مترادف ہے۔

بنابریں آپ سے درخواست ہے کہ اولین فرصت میں سعودیہ کے حکمران کنگ فہد سے رابطہ پیدا کر کے چار صد مظلوم پاکستانیوں کو رہائی دلا کر انہیں اپنی ڈیوٹی، اپنے کاروبار اور اپنے روزگار پر بحال کرائیں۔

۱۔ حکومت سعودیہ کی صلوة و سلام سے دشمنی کوئی معمولی جرم نہیں ہے۔ مظلوم قیدیوں کی رہائی اور بحالی ایک ایسا معقول مطالبہ ہے جو دنیا کے معروف اصولوں کی بنا پر کسی طرح بھی رد نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے ساتھ ہم سعودیوں کی مذہبی ٹھیکیداری اور دینی اجارہ داری کو بھی چیلنج کرتے ہیں۔ ان میں تہمت ہے تو میدان میں آکر ایک عدالت خصوصی کے سامنے اپنے عقائد و نظریات پیش کریں۔ انشاء اللہ اہل سنت و جماعت ان کے مبلغِ علم اور دینی رسوخ کو ساری دنیا کے سامنے طشت از بام کر دیں گے اور بتادیں گے کہ منکرین صلوة و سلام کی توحید اقرارِ عظمتِ رسول سے عاری ہے اور جو توحیدِ عظمتِ رسول سے عاری ہو۔۔۔ اور در صلوة و سلام سے خالی ہو وہ ابلیسی توحید ہے۔

عداوت و افتراق بین المسلمین کا ابلیسی پروگرام اپنا کر ایک فتنہ گر فسادی مولوی نے عربی زبان میں "البرلویتہ" لکھی ہے جس میں غلط حوالے دے کر، عباراتوں کو توڑ مروڑ کر اور مفہوم کو مسخ کر کے گمراہی پھیلاتی ہے۔ اور اسی خرافات کے پلندے کو سامنے رکھ کر سعودی نجدی مولویوں نے خود گمراہ ہو کر، عالمِ اسلامی میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانی ہے افسوس ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم "بنیانِ مَرصُوص" (سیسہ پلائی دیوار) بن کر کفر و نفاق کی قوتوں کا مقابلہ کریں، ان لوگوں نے مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر دشمنوں کے ناپاک عزائم کی تکمیل کا سامان فراہم کیا ہے۔

جناب صدر! اگر آپ کو اس معاملے میں کوئی شک و شبہ ہے تو نیشنل اسمبلی ہال (باقی صفحہ آئندہ)



معنی رکھتا ہے؟

(حاشیہ یقینہ صفحہ گذشتہ)

میں سعودی نجدیوں (وہابیوں) اور ان کے ہم نوا دوسرے فرقوں کے نمائندہ و معتد علیہ علماء کو دعوت دیں کہ وہ اپنے مخصوص عقائد کی بابت اپنا نقطہ نگاہ واضح کریں۔ ادھر حکم ربانی صَدُّوا عَلَیْکُمْ وَ سَلِّمُوا تَسْلِيمًا کو حزر جاں بنانے والے علماء کو بھی اجازت ہو کہ اسی ہال میں کتابِ سنت کی روشنی میں منکرین کے جاہلانہ متعصبانہ اور مفسدہ پردازانہ موقف کو دلائل و براہین سے مسترد کرنے کے لئے میدانِ عمل میں آجائیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ بحث ختم ہو جائے۔ اگر اسلام کی عظمت و سربلندی کے لئے کام کرنے والے عشق و اطاعتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا نصب العین بنالیں تو ایک بار پھر اجماعِ ملت کی نعمتوں سے ہم کنار ہو کر امتِ محمدیہ ناقابلِ تسخیر قلعہ اور امن و عافیت کا گوارا بن جائے گی۔

آخر میں آپ کی معرفت سعودی حکمرانوں پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر نجد و حجاز میں پاکستان کے سنی مسلمانوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھا گیا تو دولتِ خدا داد پاکستان کے دروازے ان کے لئے بند کر دیئے جائیں گے۔ جن لوگوں کو پٹرو ڈالر نے مجبوراً محض بنا رکھا ہے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ملتِ اسلامیہ پاکستان ایک لمحہ کے لئے بھی دنیاوی مفادات کی خاطر دین کی تذلیل برداشت نہیں کر سکتی۔

ہے دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت

ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسار

ہمیں اُمید ہے کہ آپ دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مظلوم و مجبور پاکستانی مسلمانوں کو اپنی نفاق

ملازمت، کاروبار، تجارت اور روزگار پر بحال کرادیں گے۔ فقط والسلام مع الاکرام

مخلص محمد عبدالستار خان نیازی

سینئر وائس پریذیڈنٹ دی ورلڈ اسلامک مشن

ویسٹ کینڈا، کینیڈا

## صاف ستھری جمہوریت

ان داعیانِ اتحاد نے چوتھے نکتہ میں فرمایا ہے کہ :-  
 ”ہمارے نزدیک پاکستان کی بہبود کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ یہاں صاف ستھری  
 اسلامی جمہوریت اور اُس کے باشندوں کو جان و مال و آبرو اور دوسرے بنیادی  
 حقوق کا تحفظ حاصل ہو، اس کے بغیر ملک میں پائیدار امن و اطمینان قائم  
 نہیں ہو سکتا۔“

نہایت ہی خوش آئند، دل پسند اور جان دار نکتہ ہے۔ پاکستانی شہریوں کی جان و مال اور  
 عزت و آبرو کا تحفظ ایسا مقدس فریضہ ہے کہ جس کی خاطر اندرون ملک اور بیرون ملک غیرت کا  
 مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ایک آزاد اور باوقار ملک کے شہری کی ہر جگہ عزت کی جاتی ہے۔ اور جو کوئی اس  
 کی تذلیل، تحقیر، دل آزاری اور اذیت رسانی کے لئے ناشائستہ، غیر آبرو مندانه اور ظالمانہ حرکات  
 کا ارتکاب کرے اُس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ چاہے وہ کسی ملک کا بااثر شہری ہو یا سرکاری اہل کار  
 ہو یا خود حکومت کا کوئی با اختیار و با اقتدار عہدے دار۔ مگر ساری دُنیا نے یہ طرفہ تماشا دیکھا کہ ایک  
 ملک کی قوتِ حاکمہ نے چار سو پاکستانی خاندانوں کو جبر و تشدد اور ظلم و ستم کا نشانہ بنایا، پابندِ طوق و  
 سلاسل کیا، پس دیوارِ زنداں پھینکا اور بالآخر بے یار و مددگار ملک بدر کر دیا تو ان داعیانِ اتحاد  
 نے نہ صرف مجرمانہ خاموشی کا مظاہرہ کیا بلکہ اس حکومت کے جاہلانہ و سنگ دلانہ اقدام کے لئے وجہ  
 جواز پیش کی اور بیرونی حکومت کے مخصوص اداروں میں سارے پاکستان کے ترجمان بن کر مساجد  
 کی تعمیر و ترقی کے اجلاسوں میں شریک ہوتے رہے۔ نہ انہیں اس بات کا قلق ہے کہ صلوة و سلام  
 کو کیوں جرم قرار دیا گیا ہے اور نہ ہی پُر امن پاکستانی شہریوں کو اپنے عیال و اطفال سے جبراً جدا

لہ اشتہار (تحریک اتحاد ملت پاکستان)

کر کے اور گھروں سے باہر نکال کر در بدر اور خاک لبر بنا دینے کا افسوس ہے۔ ہم مخلصانہ اتحاد کی دعوت پر نہ صرف لبیک کہتے ہیں بلکہ اس کے داعی اور علم بردار رہے ہیں مگر اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اخلاص عمل اور خصوصی تقویٰ و جذبہ احترام اور بیعت کے لئے والہانہ جذب و جنون کی ضرورت لازم و ناگزیر سمجھتے ہیں۔

شرطِ اول آن است کہ مجنوں باشی

گم راہ کن اور فتنہ انگیز لٹریچر پر پابندی

ہم نے متذکرہ بالا عنوانات میں اتحاد کو پائیدار اور محکم اساس پر قائم کرنے کے لئے ضروری اشارات کئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس مستحسن جدوجہد میں سب سے بڑی ٹھکانہ کاوٹ گم راہ کن اور فتنہ انگیز لٹریچر کی اشاعت ہے۔ اگرچہ مختلف فرقوں نے اپنے اپنے نقطہ نگاہ سے اثبات و قبولیت اور مخالفین کی تردید و ابطال کے لئے بہت کچھ لکھا ہے، بحث و مناظرہ کا بازو گرم کر رکھا ہے اور دن بدن اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تاہم داعیان اتحاد کو میدانِ عمل میں آنے سے پہلے امتِ مسلمہ کے سامنے اپنے اعتماد، وقار اور سلامتِ قلبی کو قائم کرنا ہوگا اور تعصب، دھڑبندی، جانبداری اور مبارزتِ طلبی کو یکسر مسترد کرتے ہوئے اپنے موقف کی اصلاح کرنی ہوگی۔ اتحاد و اخوت کی اس نئی دعوت میں "البریلوئیہ" جیسی گم راہ کن، فتنہ انگیز اور منافرت خیز کتاب مسلسل زہر چکانی کر رہی ہے، اور سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے خلاف عناد و عداوت کے جذبات بھڑکا کر ایک حکومت کے ذریعے تکفیر و تفسیق کا بازو گرم کر رکھا ہے۔ کتاب کے مؤلف کا بغض و عناد ایک سطر سے ظاہر ہے۔ بلکہ قارئین میں اس طرح غیض و غضب کا زہر بھرا ہے کہ گذشتہ صدی کی جنگِ نجدیت و وہابیت بمقابلہ سنتیت کا از سر نو میدان کا زراہ قائم ہو گیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سرخمل دعوت اتحاد کے امام و مقتدا نے خلافت و ملوکیت کے ذریعے "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" کو جس طرح "أَشْدَاءُ عَلَى أَنْفُسِهِمْ" بنا کر وحشت ناک نقشہ پیش کیا

ہے، اُس سے افتراق و انشقاق کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہو گئی ہے، جس کا پائنا از قبیل ناممکنات ہے۔ علاوہ ازیں عہدِ حاضر کے اس مفکرِ اسلام نے مزاج شناس رسول بن کر وہ گل کھلاتے ہیں کہ ایک دردمند مسلمان بقول حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ پر لیشیان ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہے کہ

تنگ بر ماراہ گزارے دیں شدہ است  
 ہر لیمے راز دارے دیں شدہ است  
 ز اجتہادِ عالم ان کم نظر  
 اقتدا بر رفتگان محفوظ تر

ہم اتحاد کے ماحول میں جلے دل کے پھپھولے پھوٹنے کے لئے نہیں آتے مرض کی نشان دہی کے بعد اس کا حل دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ البریلویت اور خلافت و بلوکیت کو حق مطلق ماننے والوں کے ساتھ موجودہ کش مکش جاری رہے اور فریقین اپنے اپنے کمپوں سے مخالفین پر طعن و تشنیع، طنز و تعریض اور بغض و عناد کی گولہ باری کرتے رہیں اور ایک دوسرے کو زچ کرنے کے لئے خوفناک جنگ و جدال کی معرکہ آرائی قائم رہے مگر اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اتحاد و تعاون کا نعرہ ایک گالی بن جائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حکومت کے زیر اہتمام نیشنل اسمبلی ہال میں فریقین کے معتمد و جید علماء علمی تحقیقی انداز میں متفق علیہ ججوں کے سامنے اپنا اپنا نقطہ نگاہ پیش کریں اور کتاب و سنت کو معیارِ حق مانتے ہوئے تنازعہ فیہ تمام امور کا فیصلہ ہو جائے۔ اگر صلوٰۃ و سلام کتاب و سنت کی روشنی میں جائز بلکہ فرض ہے تو بلا تخصیص عقیدہ و مسلک ہر مسجد میں اس کی اجازت ہو۔ چونکہ بیرون پاکستان ایک حکومت اور اس کی طفیلی امارات صلوٰۃ و سلام کو شرک، بدعت اور کفر سمجھتی ہیں، اس لئے ان کے نمائندوں کو بھی اس فیصلہ کن مجلس مذاکرہ میں بلا لیا جائے۔ اگر وہ پاکستان میں آکر اپنے موقف

کی صحّت ثابت کرنے کے لئے تیار نہیں تو اپنے گھر میں بین الاقوامی عدالت کے جج صاحبان کی موجودگی میں وہیں تصفیہ کرا دیں یا تیسری صورت بدرجہ اضطرار یہ ہے کہ وہ اپنی تصانیف و تالیفات کو اتحاد، اعتماد، اخوت اور تعاون کے منافی بلکہ ان کے لئے ہلاکت انگیز سمجھ کر علی الاعلان کہہ دیں کہ ہم ان کتب کو اتحاد میں روکاؤٹ سمجھتے ہوئے مسترد کرتے ہیں بلکہ بیرون پاکستان بھی ان کے زہریلے اثرات کا تریاق \_\_\_\_\_ مساعی اتحاد و مصالحت کی شکل میں پیش کریں۔ خاص طور پر ایک بیرونی حکومت کو متوجہ کریں کہ ان کتابوں سے گمراہ ہو کر انہوں نے فساد و عناد بین المسلمین کے لئے جو اقدامات کئے ہیں نہ صرف ان سے باز آجاتے بلکہ تلافی مافات کا اہتمام کریں۔

چیف ہے کہ عالم اسلام کی مختلف جماعتیں، رابطہ عالم اسلامی، مؤتمر عالم اسلامی، اسلامی ائمہ مجلس اور عالمی اسلامی کانفرنس وغیرہ وحدت اسلامی کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ لیکن اس بے سیویں صدی میں سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے قائدین کو دجالِ اعظم اور صلوة و سلام پڑھنے والوں کو مشرک، بدعتی اور کافر کہا جا رہا ہے۔ یہ خود انگریزوں سے معاہدے کریں، امریکہ کے خیمہ بردار بن جائیں اور اسلامی حکومت کو ایک مخصوص نسل، نسب اور خاندان سے متعارف کرائیں تو شرک نہیں ہوتا۔ یہ لوگ خدا کی بندگی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو اپنا شعار بنانے کے بجائے جلالت الملک ہنر مجبٹی کے القاب کو قابلِ فخر سمجھتے ہیں۔

تقاضائے وقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان فقہی اختلافات اور اعتقادی تعبیرات پر منازعت و مشاجرت کے بجائے صلح و مصالحت اور عفو و درگزر سے کام لیا جائے۔ نادان کو بھجایا جائے اور دانا کو خطرناک نتائج کا واسطہ دے کر مائل بہ اتحاد کیا جائے۔

## ”یک ذی اہم زبانی بہتر است“

اخبارات میں داعیانِ اتحاد کا پانچ نکاتی پروگرام آچکا ہے، جس میں انہوں نے اتحاد کو مضبوط و مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے کی بجائے محض نعرہ بازی پر اکتفا کی ہے۔ بے شک پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور زندگی کے ہر معاملہ میں اسلامی شریعت کو سرچشمہٴ رشد و ہدایت ماننا چاہئے مگر اسلامی شریعت کی متفق علیہ تعبیر سے گریز کیا گیا ہے بلکہ اسے مبہم چھوڑ دیا گیا ہے دوسرے نکتہ میں ”سوشلزم، کمیونزم، لادینیت، پرویزیت یا مرزائیت وغیرہ کو منافی اسلام نظریہ و خیال گردانا گیا ہے“ حالانکہ اور بھی بہت سے نظریات و تصورات ایسے ہیں، جو ماہہ النزاع ہیں جو لوگ وہابیت، نجدیت، دیوبندیت، مودودیت وغیرہ جیسی فرقہ بندی میں اُلجھے ہوئے ہیں نہ ان کا تذکرہ کیا ہے اور نہ ہی کوئی علاج بتایا ہے۔ تیسرے نکتے میں ہر مسلم مذہب اور اسلامی فرقے کو اپنے مذہب و مسلک کے مطابق مدارس قائم کرنے اور شخصی معاملات طے کرنے کا حق دے کر پھر مسئلے کو مبہم بنا دیا ہے۔ کوئی مستقل حل پیش نہیں کیا گیا۔ دل آزاری سے پرہیز اور مثبت بات کی تلقین تو آخری اور اضطراری مرحلہ ہے۔ چوتھے نکتے میں صاف ستھری جمہوریت کی بحالی و بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کا تذکرہ ہے۔ اس کے لئے پاکستان قومی اتحاد اور اس کے بعد ۱۳ء کے آئین پر تمام جماعتوں کے اتفاق کا جو حشر اتحاد کے ان علم برداروں کے ہاتھوں ہوا ہے، وہ الم نشرح ہے اور ہر کہ و مہ پر روشن ہے۔ پانچویں نکتے میں رشتہ اتحاد و اخوت کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی خواہش ظاہر کی گئی ہے مگر کوئی واضح لائحہ عمل پیش نہیں کیا گیا اور نہ رشتہ اتحاد و اخوت کی نشان دہی کی گئی ہے۔

ان تمام خامیوں اور کمزوریوں کو مد نظر رکھ کر ہی ہم نے یک زبانی کی بجائے یک ذی کامطابہ کیا ہے۔ اگر ایک کنواں ناپاک ہو جائے تو مقررہ تعداد کے مطابق ڈول نکالنے سے کنواں پاک نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلے مردار کو نکالنا ہوگا اور بعد میں صفائی کی خاطر مقررہ فقہی تعداد کے مطابق

ڈول کھینچنے پڑیں گے۔ اس لئے تمام داعیانِ اتحاد بشمول راقم الحروف کا فرض ہے کہ اپنی تمام ترجعاتی اور فرقہ وارانہ وفاداریوں کو ثانوی درجہ دے کر صرف زاہد و نزار، لخت لخت اور پرزے پرزے ملت کے اتحاد کو مقدم رکھنا ہوگا۔ یہ ایک مستقل ذمہ داری ہے۔ الیکشن کی خاطر اتحاد، اتحاد کا لغزہ لگانا، صلح کن بن کر ووٹ بٹورنے کی خاطر مخالفین کو فرقہ پرست کہہ دینا اور خود ان تمام اختلافات سے بالاتر بن جانے کا موقف اختیار کرنا، عبداللہ بن ابی جلیسہ ریس المنافقین سے بڑھ کر منافقت اور دنیا پرستی ہے موجودہ حالات میں الیکشنی ذنگل کے پہلو انوں کو صاف نظر آ رہا ہے کہ ایک طرف "یا رسول اللہ" کا لغزہ ہوگا صلوٰۃ و سلام کے روح پرور نظارے ہوں گے اور محافل میلاد کی پاکیزہ رونقیں ہوں گی۔ تمام گستاخانِ رسول، منکرینِ اولیاء و صلحائے امت کے سابقہ گھناؤنے اعمال اور ناشائستہ کردار کا محاسبہ کیا جائے گا اور ایک ایک ظلم و زیادتی کو طشت از بام کیا جائے گا۔ اس لئے آج سے ہی اس کا بندوبست کر لو۔ کل ہمارے مخصوص عقائد و اعمال کے خلاف آواز بلند ہو تو جھٹ کہہ دیا جائے کہ یہ لوگ فرقہ پرست ہیں۔ ملت میں انشقاق و افتراق پھیلا رہے ہیں ہم ہیں ملت کے صحیح خادم، ہمیں ووٹ دو۔ ع دل برا خطا اس جا است کے مصداق ہم جاہ پرستی کے کوڑھ اور دنیا داری کے سگ مردار کو دل کے چاہ عمیق سے باہر نکالنا چاہتے ہیں۔ جب تک یہ ناپاکیزگی دور نہ ہوگی، تمام مساعی بے کار و بے نتیجہ رہیں گی۔

یہ جو ہر اگر کار فرما نہیں ہے  
تو ہیں علم و حکمت فقط شیشہ بازی (اقبال)

۱۔ جماعت — کے خصوصی آرگن "جسارت" کراچی (۲۶ جولائی ۱۹۸۴ء) نے جہاں اپنی "اتحاد ملت کی مہم کا بیجا" بدیں الفاظ دیا ہے کہ — "جس فرقے سے بھی وابستگی ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہو" — وہاں یکے بعد دیگرے جماعت کے دو صالحین نے ملک گیر تحریک بیداری عشقِ مصطفیٰ — "یا رسول اللہ کانفرنسوں" کے انعقاد کے خلاف برہمی کا اظہار کرتے ہوئے جس خبیث باطن کا ثبوت پیش کیا ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)





مولانا موصوف نے رسالت کی اہمیت کو جی واضح کیا ہے اور اطاعتِ الہی کے بعد  
 اطاعتِ رسالت کا تذکرہ کیا ہے عشق و اطاعتِ رسول لازم و ملزوم ہیں — اطاعت  
 بغیر عشق و محبتِ رسول منافقت ہے — اور عشق بغیر اطاعت ناقص و نامتام ہے۔ اس لئے  
 ہم مولانا کی پیش کردہ اطاعتِ رسول کو قانونی زبان میں بیان کرنا چاہتے ہیں —  
 ۲۔ ختمیتِ احکامِ رسالت

زندگی کے ہر پہلو کے متعلق اللہ کے احکام پہنچانے کے لئے اس کے آخری  
 بلا واسطہ نائب خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کے احکام، اعمال اور روایات حدیث و سنت سے متعلقہ علوم کے مطابق  
 ان کی فرضیت کا درجہ مقرر کرنے کے بعد حکومت کے ہر شعبے کے لئے دوسرا  
 واجب التعمیل ماخذ اور واسطہ اقتدار ہوں گے۔

بالعموم اسلامی شریعت کے لئے صرف کتاب و سنت کو ہی کافی سمجھا جاتا ہے حالانکہ حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کے بعد سنتِ خلفاء راشدین کی اتباع کو فرض قرار دیا ہے۔  
 علاوہ ازیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی قابلِ توجہ ہے کہ تمام زمانوں سے بہتر زمانہ  
 میرا ہے، اس کے بعد ان کا زمانہ جو ان کے بعد آئیں اور پھر جو ان کے بعد آئیں (خیر القرون  
 قرنی ثوالذین یلونہم، ثوالذین یلونہم) یعنی دورِ رسالت مآب (اور دورِ صحابہؓ اس میں  
 شامل ہے) اس کے بعد تابعینؓ اور پھر تبع تابعینؓ کا دور — اس طرح اتباع و اطاعتِ رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اتباعِ خلفاء راشدینؓ، اتباعِ صحابہؓ، اتباعِ تابعینؓ اور اتباعِ  
 تبع تابعینؓ — نظامِ شریعت کے لئے ضروری ہے۔

نیز یہ ارشاد کہ پہلی امتیں تباہ و برباد ہوئیں تو کئی فرقوں میں بٹ گئیں بلکہ ۷۲ فرقوں میں

بٹ گئیں۔۔۔۔۔ لیکن جب میری اُمت پر تباہی آئے گی تو یہ بھی کئی فرقوں میں بٹ جائیں گے  
 حتیٰ کہ ۳۷ فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ مگر ان میں صرف ایک ہی ناجی یعنی نجات یافتہ ہوگا اور وہ  
 ہی صراطِ مستقیم پر ہوگا۔ اس پر صحابہؓ نے سوال کیا کہ وہ ناجی فرقہ کون ہوگا تو اس کے جواب میں حضورؐ  
 پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وما انا علیہ واصحابی“ (وہ جماعت جس پر میں ہوں اور  
 میرے صحابہؓ ہیں)

اس حدیث کی رُو سے اتباعِ صحابہؓ، تعاملِ صحابہؓ اور اجماعِ صحابہؓ، شریعتِ اسلامی کے  
 لئے ضروری ہے۔ ان احادیثِ مبارکہ کے علاوہ قرآن پاک کی یہ آیت کہ :-  
 ”جن لوگوں نے اطاعت کی اللہ کی اور اُس کے رسول کی تو انہیں ان حضرات  
 کی رفاقت اور معیت نصیب ہوگی جن پر اللہ نے انعام کیا ہے اور یہ منعم علیہم  
 نبیین، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔“

پس ثابت ہوا کہ کتاب و سنت کے بعد تو تسل منہاجِ خلافت“ اور اتباعِ مسلکِ اجماع“  
 اسلامی شریعت کے فہم، اتباع اور تدوینِ احکام کے لئے لازمی و لا بدی ہے۔

۱۹۶۲ء میں مسلمان کی تعریف کے سلسلہ میں میری بعض اکابر ملتِ خواجہ ناظم الدین (م ۱۹۶۴ء)  
 صدر آل پاکستان مسلم لیگ اور سردار بہادر خان مرحوم (م ۱۹۶۶ء) سیکرٹری جنرل آل پاکستان مسلم لیگ  
 اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی سے مراسلت ہوئی جس میں نے مسلم لیگ کی رکنیت سازی کے فارم  
 پر مندرجہ ذیل عبارت کا اندراج تجویز کیا تھا :-

”کہیں..... ابن..... سکنہ..... صدقِ دل سے اقرار اور اعلان کرتا

۱۳

۱۳ پاکستانی ملت و شہریت شائع کردہ تحریکِ خلافتِ پاکستان، کراچی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء، ص ۱۳

ہوں کہ میں زندگی اور آخرت کے ہر پہلو اور ہر قسم کے مسائل میں حضورِ خاتم النبیین  
 والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو حتمی، قطعی اور آخری حجت تسلیم کرتا ہوں —  
 اور سلف صالحین کے اعتقاد اور مسلک کی بابت ہر مسئلہ میں اجماع امت اور  
 فقہائے ملت کے اجماعی فیصلے کی غیر مشروط اطاعت کرتا ہوں۔“  
 علیٰ ہذا القیاس دسمبر ۱۹۶۲ء میں مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب موڈودی (م ۱۹۷۹ء) کو بھی  
 اس معاملہ کی اہمیت اور نزاکت کی جانب بدیں الفاظ متوجہ کیا تھا:-

”فوق الاحزاب، فوق الآئین، بلکہ فوق المملکت اور فوق الوطنیت اور  
 اصول، پاکستان میں اسلام ہی مہیا کر سکتا ہے۔ مطالبہ پاکستان اور دو قوم کے  
 نظریہ کی اساس بھی اسلام ہی تھا۔ نیز آئندہ پاکستان میں املاک و دولت، اقدار و  
 عدل، حق و باطل، خوشحالی و کامیابی اور علم و تعلیم کے قومی تصورات بھی فقط اسلام  
 سے ہی اخذ ہو سکتے ہیں۔ — پھر کیا وجہ ہے کہ اسلام آج تک پاکستان میں اساسی  
 منشور اور آئین کی رسمی حیثیت حاصل نہیں کر سکا؟ ۱۹۴۹ء کی قرارداد مقاصد میں  
 یہ اعلانِ قطعی الفاظ سے شامل نہ تھا۔ ۱۹۵۲ء کے مسودہ آئین سے بھی یہ مسئلہ تسلی بخش  
 طور پر طے نہیں ہوا۔ ۱۹۵۶ء کا آئین بھی یہ منشور پوری نہ کر سکا۔ اور اب ۱۹۷۲ء کے  
 آئین سے بھی یہ کمی پوری نہ ہوئی۔ اس کو تاہی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ قرآن و سنت کو  
 پاکستان میں اساس حجت تسلیم کر لینے کے باوجود فقہ کو اساس حجت میں شامل نہ کیا گیا  
 اس طرح نص کو تفسیر بالرائے سے مسح کرنے اور تحریف مطالب کے راستے  
 کھل گئے۔“

افسوس ہے کہ بعد میں آنے والے آئین میں بھی اس خامی کو دور نہیں کیا گیا۔ اس وقت

۱۔ پاکستانی ملت و شہریت شائع کردہ تحریکِ خلافت پاکستان کراچی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء، ص ۱۹-۲۰

جب کہ ہر چہار جانب سے اسلام اسلام کا چرچا ہے۔ کتاب و سنت کو پاکستان میں اس حجت تسلیم کر لینے کے باوجود فقہ کو اساس حجت میں شامل نہیں کیا گیا۔ تمام خرابیوں اور مصیبتوں کے نازل ہونے کی وجہ بھی یہی ہے۔ ہر جگہ نص قرآنی کو تفسیر بالرائے سے مسخ کرنے اور تحریف مطالب کے راستے کھل گئے ہیں۔

اس ساری ذہنی و فکری تباہی اور خلفشار کا علاج یہ ہے کہ ہم مذکورہ احادیث مبارکہ اور آیات قرآنی کی روشنی میں کتاب و سنت کے بعد دوسرے ماخذ تدوین احکام کو بھی سامنے رکھیں۔ پس تیسرا ماخذ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور اولیاء و صلحاء امت کی اتباع ہے۔ جس کا اصطلاحی نام — تو تسل منہاج خلافت ہے۔

۳۔ تو تسل منہاج خلافت

جب کبھی کتاب و سنت کا مفہوم متعین کرنے میں اختلاف رائے پیدا ہو تو صحابہ کرامؓ، ائمہ، فقہاء اور سلف صالحینؒ کی تفاسیر، تصریحات، اجتہادات اور فتاویٰ کے جو تقاضے ہنگامی نہ تھے فقہ کے اصولوں کے مطابق بتدریج مدون اور مرتب کر کے بحیثیت ایک ایسے اجماع ماضیہ کے ترجمان کے جو آج بھی اسلامی اعتقاد کے جواز کا تسلسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اور پھر اللہ سے اخذ کرنے میں ایک بسبقت والی کڑی کار تہہ رکھتا ہے، منفرد فیصلوں یا نتائج تک پہنچتے ہیں بطور تیسرے ماخذ اور بنائے نفاذ کے قابل تعلیم ہوں گے۔

”تو تسل منہاج خلافت“ کے اصول پر عمل پیرا ہونے کے بعد اور بھی اختلافات پیدا ہوتے رہتے ہیں اور بے قید اجتہاد اور من مانی تاویلات سے ملی اتحاد و استحکام میں خلل و انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اجماع کی ضرورت ناگزیر ہے۔

## ۴۔ اتباع مسلک اجماع

مذکورہ بالا تینوں اصولوں کے ماتحت مخصوص یا قطعی قوانین کا استخراج کرنے میں ہر قسم کے اختلاف رائے کا تصفیہ بالواسطہ ان اصحاب الرائے (رائے دہندگان) کی کثرت رائے سے کیا جائے گا۔ جنہوں نے اپنی عادات میں اتباع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور ضروری علوم دینی اور دنیاوی میں دستگاہ کی بنا پر پوراہل الرائے کا منصب حاصل کر لیا ہو۔

متذکرہ بالا چہارگانہ مثبت اصول ماخذ و منابع شریعت کی موجودگی میں بالخصوص اجماع امت کی ضرورت، اہمیت اور فرضیت کے بعد مولانا صاحب کا یہ ارشاد :-  
 ”اب اگر اس شریعت کے احکام کو ایک شخص کسی طرح سمجھتا ہے اور دوسرا کسی اور طرح، اور دونوں اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس پر عمل کرتے ہیں تو چاہے

۱۔ روزنامہ جسارت کراچی ۲۶ جولائی ۱۹۸۴ء، روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۹ جولائی ۱۹۸۴ء، ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا: امت مسلمہ میں فرقہ بندی کیوں؟

نوٹ۔ یہ امر خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ مولانا مودودی صاحب نے مورخہ ۱۱/۳/۸۱ کو مولانا نیازی صاحب کے مکتوب کے جواب میں ”اتباع مسلک اجماع“ کو بدیں الفاظ جو لوگ جمہور مسلمین کے اسلام سے مختلف اپنے کسی الگ اسلام کے قائل ہیں وہ صاف صاف بتائیں کہ ان کا اسلام کیا ہے، تسلیم کیا ہے۔ مگر تفہیمات میں ہر شخص کو اجتہاد کی اجازت دے کر ملی وحدت و استحکام کو نظر انداز کر دیا ہے۔ ناشر

مراسلہ سید ابوالاعلیٰ مودودی بنام مولانا عبد الستار خان نیازی از لاہور، محررہ ۲۱ جنوری ۱۹۶۳ء (بحوالہ

پاکستانی ملت و شہریت مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء)

ان کے عمل میں کتنا ہی فرق ہو۔ ان میں سے کوئی بھی نوکری (خدا کی نوکری) سے خارج نہ ہوگا۔ اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک جس طریقہ پر چل رہا ہے یہی سمجھ کر چل رہا ہے کہ یہ آقا کا حکم ہے..... اپنی اپنی سمجھ کے مطابق شریعت پر عمل کرنے کا ہر مسلمان کو حق ہے۔ اگر دس مسلمان دس مختلف طریقوں پر عمل کریں تو جب تک وہ شریعت کو مانتے ہیں وہ سب مسلمان ہی ہیں۔ ایک ہی اُمت ہیں۔“

بے شک ہر مسلمان کو قرآن و سنت پر غور و فکر کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن جب تک اس غور و فکر اور اجتہاد کو اجماعیت کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا اسے محض انفرادی اجتہاد سمجھنا چاہیے۔ قرآن پاک سورہ النساء، آیت ۱۱۵ میں ”سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ“ سے انحراف کو دین میں افتراق و انتشار کا نام دیا گیا ہے، اور اہل ایمان کی کثرت راتے کے فیصلے کو محفوظ سمجھا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجماعیت کی خاطر ہی جماعت بندی پر زور دیا ہے اور فرمایا ہے ”تمہیں جماعت کا پابند رہنا چاہیے جو جماعت سے کٹ گیا وہ جہنم واصل ہو یعنی برباد ہو گیا۔“ جماعت کی حفاظت اور برکت کا تذکرہ ایک اور حدیث میں یوں کیا ہے ”جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے یعنی اللہ اس کا محافظ ہے“ سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کی اجماعیت یعنی اتفاق رائے کو کامیابی اور کامرانی کی ضمانت دیتے ہوئے فرمایا ”میری اُمت گم راہی نہ جمع نہیں ہو سکتی“ بالفرض حال جمع ہو جائے تو وہ اُمت محمدیہ نہیں ہوگی کوئی اور شے ہوگی کیونکہ آپ کا ارشاد واضح ہے۔ (لا تجتمع

امتی علی الضلالہ)

المختصر بہر شخص کو نص قرآنی کو تفسیر بالرائے سے مسخ کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ خود مولانا موصوف کی زندگی پر نگاہ ڈالو تو آپ کو نظر آئے گا کہ جہاں جہاں انہوں نے ذاتی اجتہاد کیا ہے جادہ اعتدال سے ہٹ گئے ہیں سلف صالحین کی تفاسیر، تصریحات، اجتہادات اور فتاویٰ سے صرف نظر کرتے ہوئے جہاں اپنی ذاتی رائے پر اصرار کیا ہے، وہاں عجیب و غریب تاویلات کی ہیں۔ اتحاد بین المسلمین کا یہ مطلب نہیں کہ اجماع ماضیہ کی گرفت کو بھی ڈھیلا چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ

کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ماضی کے اجماع کی روشنی میں آئندہ کے انتشار کو ختم کیا جائے۔

## ہمارے ملی اتحاد کی بنیاد عشقِ ناموسِ رسول ہے

اتحاد کے تذکرے میں اب ذرا ایک لمحہ کے لئے غور کریں کہ یہ سارے رشتے اور بندھن کس کے واسطے قائم ہیں۔ کیا یہ ہمارا پیارا اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں جس نے ہمیں سکھایا ہے کہ اس کائنات کا ایک رب بھی ہے، اور کیا انہوں نے ہی ہمیں آگاہ نہیں کیا کہ قرآن اسی برتر فرماں روا اللہ رب العالمین کی بھیجی ہوئی کتاب ہے۔ اور یہ قرآن ہی ہے جس کے بتائے ہوئے دستور سے خاندان قائم رہتے ہیں، ان نکات کو فلسفیانہ موثکافیاً نہ سمجھو۔ ذرا سوچو اگر عشقِ رسول کا واسطہ بیچ سے اٹھ جائے تو کیا حد ہوگی اور وہ کون سی دیوار ہوگی، جو ہمیں کفار سے جدا رکھے گی۔ اگر تمہیں نہ ہوگے تو پاکستان کہاں ہوگا، اور اگر پاکستان نہ ہوگا تو وحدتِ ملی اور قومی غیرت کس شے کا نام ہوگا۔ پھر اگر یہ موٹی بات سب کو معلوم ہے کہ ان سب رشتوں اور تمام وابستگیوں کی جڑ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو جو طاقت تمہیں سید الانبیاء رحمۃ اللعالمین سے جدا کرتی ہے، اس کی محبت اور احترام میں خلل ڈالنا چاہتی ہے، وہ کیا تمہارے ماں باپ، تمہارے بہن بھائی، تمہاری جائیداد اور تمہاری زندگی کی ہر اس خوشی سے تمہیں محروم نہیں کرنا چاہتی جس سے تمہاری دنیاوی زندگی کے سہارے اور عاقبت کے تمام حسین تصورات قائم ہیں۔ ایسی شیطانی طاقت جو تمہیں عشق و اطاعتِ رسول اور احترام و توقیر کے تمام آداب سے ہٹا دینا چاہتی ہے۔ کیا قابلِ نفرت نہیں ہے؟ اتحادِ کامِ کمزری تصور جب تک عشق و اطاعتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نہ بن جائے ہم اُمتِ واحدہ نہیں بن سکتے۔ امتیازاتِ رنگ و بُو، نسل و زبان، وطن اور علاقائیت کے باوجود اگر ہم تاریخی وحدت ہیں تو احکامِ رسالت کی پابندی، سنتِ مطہرہ سے وابستگی اور عشقِ محمدی کے کلمہ جامعہ کی بنا پر بقول حکیم الامت حضرت علامہ اقبال

رحمۃ اللہ علیہ

دل بہ محبوبِ حجازی بستہ ایم  
 زیں بہت با یک دگر پیوستہ ایم  
 ملت کے تمام طبقات کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس  
 کے متعلق اشارۃً کنایۃً سوتے ادبی کرتا ہے اُسے مُسترد کر دیا جائے چاہے کتنے ہی مقام و مرتبہ کا  
 مالک کیوں نہ بننا ہو جو کچھ میں نے کہا ہے، یہی نقطہ نگاہ علماء دیوبند کے اکابر نے بھی اپنی کتب  
 میں بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہوں متعلقہ اقتباسات :-

۱۔ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت  
 نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔“

(رشید احمد گنگوہی، مولانا: لطائفِ رشیدیہ مطبوعہ ساڈھورہ ۱۳۱۸ھ، ص ۲۲-۲۳ ملخصاً)

۲۔ جن الفاظ میں ابہام گستاخی و بے ادبی ہوتا تھا ان کو بھی باعثِ ایذا جنابِ سالت مآب  
 علیہ السلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلماتِ کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید  
 چاہیے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہیے کہ موذی و گستاخ شانِ جناب  
 کبریا تعالیٰ شانہ، اور اُس کے رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔“

(حسین احمد مدنی، مولوی: الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، ص ۵)

۳۔ ”انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریاتِ دین سے ہے۔“

(محمد رضی الحسن چاند پوری، مولانا: اشد العذاب علی مسیئۃ پنجاب مطبوعہ دیوبند ۱۳۴۷ھ ص ۹)

ب۔ اس طرح ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے بلکہ بعض ایسے مسائل کے منکر کو بھی کافر کہا جائے گا  
 جو تو اتر سے ثابت نہ ہوں بلکہ ان کی اعتقادی حقیقت ہو مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

کالی دینا یا اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنا۔“

(محمد رضوان اللہ پروفیسر: مولانا انور شاہ کشمیری مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۷۴ء، ص ۲۲۶)

۴۔ اہل حدیث کا مذہب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اولیاء کی



(جن کا تقویٰ طہارت معلوم اور ثابت ہو) توہین کرنے والا یا ان کی نسبت بدظنی یا تحقیر کرنے والا فاسق ہے۔“

(نثار اللہ امرتسری، مولانا، اہل حدیث کا مذہب مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۷)  
 ۵۔ ”کلُّ اُمَّتٍ کَا اِس پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ناروا الفاظ کہنے والا کافر ہے۔ اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔“

(انور شاہ کشمیری، مولانا، اکفار الملحدین فی ضروریات الدین مطبوعہ دہلی ۱۳۵۰ھ، ص ۴۳)  
 علاوہ ازیں مختلف کتب کے اندر اس قسم کے حوالے موجود ہیں، جن میں انبیاء کی توہین کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر، تعظیم، محبت فرض ہے اور شرائط ایمان اور اساسات دین میں شامل ہے۔

بنابرین دعوت اتحاد دینے والے شخص کو اسے طے شدہ امر تسلیم کرنا ہوگا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت بقول سید محمد انور شاہ کشمیری ”بارگاہِ انبیاء میں گستاخی کفر ہے، چاہے اس سے قاتل کی مراد توہین کی نہ بھی ہو“۔ اور ابھی مولانا حسین احمد مدنی کا قول نقل کر چکے ہیں کہ موہم تحقیر فقرات بھی موجب کفر ہیں یہی حوالہ مکتوبات شیخ الاسلام، جلد دوم صفحہ ۶۵ میں موجود ہے۔

ان تمام تصریحات کے بعد اب کسی قسم کے شبک کی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔ اور یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ ضروریات دین کا منکر کافر ہے۔ ایک بات تفصیل طلب رہ جاتی ہے کہ ضروریات دین کی تاویل کرنے والا کس زمرہ میں ہے؟ آیا وہ بھی کافر ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلے میں شاہ صاحب (مولانا انور شاہ کشمیری) کی رائے یہ ہے کہ ضروریات دین کا منکر کافر ہے اور اس میں تاویل کرنے والا بھی کافر ہے۔

۱۔ محمد نثار تالش قصوری: دعوت فکر مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ مرید کے ۱۹۸۳ء ص ۱۶  
 ۲۔ محمد رضوان اللہ، پروفیسر: مولانا انور شاہ کشمیری مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۷۴ء ص ۲۷

## اختلافات فروعی نہیں، اعتقادی اور بنیادی ہیں

شتر مرغ کی طرح دشمن کو آتے دیکھ کر اپنا سر ریت میں چھپالینا یا کبوتر کی طرح نشانہ باز کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لینا جہاں دانش مندی نہیں، وہاں اصول و مسلمات دین میں اختلافات کو فروعی یا بے حقیقت کہہ دینا بھی سراسر حماقت ہے۔

### ایک فرقہ کے عقائد

۱۔ سرور کائنات علیہ السلام کو پکارنا، شفیع المذنبین سمجھنا، ختم پڑھنا، صورت مبارکہ اور قبر شریف کا تصور کرنا، حاجت روا، صاحب تصرف، مختار جملہ صفات کو باذن اللہ تعالیٰ باعطاء اللہی ماننا بھی شرک ہے اور شرک بھی ابو جہل جیسا۔ (محمد بن عبد الوہاب، نجدی، کتاب التوسیع عربی مطبوعہ ریاض، ملخصاً)

۲۔ شافع محشر علیہ التحیۃ والثناء سے استغاثہ طلب کرنا شیطان فی فعل ہے اور شرک ہے۔

(محمد بن عبد الوہاب، نجدی، کشف الشبهات عربی، مطبوعہ ریاض، ص ۵۷)

۳۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا شرک ہے۔ (شوکانی، قاضی: الدر النضید، ص ۳۶، ۵۱)

۴۔ نور محترم صلی اللہ علیہ وسلم مرکز مٹی میں مل گئے۔ (اسمعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان

مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی، ص ۵۷)

۵۔ "الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ" پڑھنے والا بدعتی اور گناہ گار ہے۔

(اخبار اہل حدیث امرتسر، ۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء، ص ۱۲)

۶۔ "ہر وہ شخص جو شہر اجمیر یا سالار مسعود کی قبر کی یا کسی ایسی ہی دوسری جگہ (سر سید، پاک پٹن، بغداد،

گنج بخش وغیرہ) حاجت طلب کرنے جاتا ہے وہ ایسے شدید گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جو قتل اور زنا سے

بھی بڑا ہے اور یہ شخص اپنے جرم میں ویسا ہی ہے جیسے کوئی خود بناتی ہوئی چیز کی عبادت کرتا

یالات و منات سے دعائیں مانگتا ہے" (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور، ۱۶ جولائی ۱۹۷۶ء، صفحہ اول)

۷۔ (نمازی کو) شیخ یا ان ہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت آت ہی ہوں، اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے پیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے“  
(اسمعیل دہلوی، مولوی، صراطِ مستقیم اردو مطبوعہ اسلامی اکادمی، لاہور۔ ص ۱۶۹)

۸۔ اقاتے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کی تعظیم کرنا کفر و شرک ہے۔“

(الدر النضید، ص ۵۹)

۹۔ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بت ہے۔“ (ایضاً: ص ۱۷، ۵۹، ۶۲)

۱۰۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔“ (تقویۃ الایمان، ص ۴۳)

۱۱۔ قادری، نقشبندی، چشتی کہلانابت کفر یہ ہیں۔ (اسمعیل دہلوی، مولوی:

تذکرہ الاخوان مطبوعہ میر محمد، کتب خانہ کراچی، ص ۶۴)

۱۲۔ اللہ چاہے تو کروڑوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے پیدا کر سکتا ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۳۶)

۱۳۔ جو لوگ محبوب، یا ابن عباس رضی اللہ عنہما یا ملائکہ یا اولیاء کو اپنے اور خدا کے درمیان واسطہ جانتے

ہیں تاکہ یہ ان کے حق میں سفارش کریں... پس ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک کافر ہے۔ اس

کا خون روا ہے اور مال مباح ہے اگرچہ ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“

پڑھے۔ اور نماز، روزہ پر بھی عامل ہو اور خود کو مسلمان کہے پھر بھی اس کے اعمال باطل ہوتے۔“

(سلمان بن سخمان، نجدی: الْهُدْيَةُ السَّنِيَّةُ، اردو ترجمہ: اسمعیل غزنوی، مولانا

تحفہ وہابیہ مطبوعہ امرتسر ۱۹۲۷ء، ص ۸۸)

## ایک دوسرے فرقے کے عقائد

(۱) پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریا پت طلب

یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد

ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ

جمع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔“ (از اشرف علی تھانوی، مولانا:

حفظ الایمان مع بسط البنان مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند ص ۸)

۲۔ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں..... سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔ (تقویۃ الایمان - ص ۱۹)

۳۔ انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

اولیاء و انبیاء، امام اور امام زادے، پیر اور شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔“ (ایضاً: ص ۵۶)

۴۔ کوئی کسی کے لئے حاجت روا اور مشکل کشا و دست گیر کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد والے لوگ پکے کافر ہیں، ان کا کوئی نکاح نہیں۔ ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ (غلام اللہ خان، مولوی، جواہر القرآن

مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ راولپنڈی، ص ۱۴۷ ملخصاً)

۵۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (علم محیط زمین) نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے؟

(خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ

مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند ۱۹۶۲ء، ص ۵۵)

۶۔ انبیاء اپنی امت سے (اگر) ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“

(محمد قاسم نانوتوی، بانی مدرسہ دیوبند، تحذیر الناس مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، ص ۵)

۷۔ نبی کو جو حاضر و ناظر کہے بلا شک شرع اس کو کافر کہے۔ (جواہر القرآن، ص ۶)

۸۔ یہ ہر روز عادت و ولادت (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت

کا ہر سال کرتے ہیں۔“ (البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ، ص ۱۵۲)

۹۔ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل و علیٰ ہے۔ کیوں نہ ہو۔ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (رشید احمد گنگوہی، مولوی، فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ سعید اشید سنز، کراچی ص ۹۲)

ب۔ "لا نسلم کہ کذب مذکور محال معنی مسطور باشد" (ترجمہ: ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔) (محمد اسماعیل دہلوی، مولوی، یک روزہ فارسی مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷)

"والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد" (ترجمہ: اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے گا کہ آدمی کی قدرت اس سے بڑھ جائے گی) (ایضاً: ص ۱۷)

ج۔ امکان کذب (باری تعالیٰ) کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف

ہوا ہے: (البرہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ، ص ۶)

۱۰۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۶)

"علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے، اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ابہام شرک سے خالی نہیں" (ایضاً: ص ۹۳)

۱۱۔ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (تخذیر الناس مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی، ص ۳۴)

ب۔ "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا باس معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر (آخری) نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا

۱۲۔ تمام اہمت کا اس بات پر اتفاق اور اجماع رہا ہے کہ کذب، نقص اور عیب ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ الجہد المقل فی تنزیہ المعز والمذل (مطبوعہ ساڈھورہ) میں مولانا محمود حسن صاحب سابق مدرس مدرسہ دیوبند نے بھی حق تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر قادر لکھا ہے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: مجلہ نشانات، قصوری، دعوت فکر مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء

۱۳۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کہ تقدّم یا تاخّر زمانہ (زمانی) میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ  
رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ فرمانا اس صورت میں کیوں کہ صحیح ہو سکتا ہے،  
(تخذیر الناس مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ، دیوبند ص ۳)

۱۱۔ دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم  
سے نبی کو معصوم ہونا ضرور (ضروری) نہیں۔

(محمد قاسم نانوتوی، مولانا، تصفیۃ العقائد مطبوعہ دارالاشا کراچی، ص ۲۹)

ب۔ بالجملہ علی العموم کذب کو منافی نشان نبوت باین معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء  
علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔ (ایضاً: ص ۳۱، ۳۲)

۱۲۔ اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پسے اس سے کوئی بھی علم نہیں کہ کیا  
کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔

(حسین علی، مولوی، بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان)

مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور، ص ۱۵۷، ۱۵۸)

۱۔ تخذیر الناس کے مختلف ایڈیشنوں میں چونکہ رد و بدل ہوتا رہتا ہے، اس لئے تخذیر الناس کے قدیم نسخوں کے اصل  
الفاظ بریکٹ میں نقل کر دیئے گئے ہیں۔ ناشر

۲۔ معتزلہ کا یہ عقیدہ، مصنف نے بہ طور تائید نقل کیا ہے۔

اُمم سابقہ میں اُمتوں کے بننے اور بگڑنے کا مادہ ہمیشہ ان کے عقائد کے بننے، بگڑنے پر رہا ہے۔ اب بھی  
نہ صرف مسلمان بلکہ ہر انسان کا بننا بگڑنا اس کی خوش اعتقادی اور بد اعتقادی پر موقوف ہے۔ یہاں اس بات  
کا تذکرہ غیر ضروری نہ ہوگا کہ اسلامی مورخین نے مسلمانوں کے زوال کا سبب عموماً بیرونی حملہ آوروں کو قرار دیا ہے۔

(جس کی وجہ سے یورپ میں اسلام کا پھیلاؤ رک گیا، اور یہ واقعہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن بیرونی حملوں  
سے اسلام کی جاذبیت میں سرمُورق نہ آیا بلکہ چودہ سو سال کا تجربہ اس کا شاہد ہے کہ اتنا ہی یہ ابھرے گا۔  
کے مصداق بیرونی حملوں نے مسلمانوں میں ہمیشہ ایک نئی روح پھونکی۔ تاریخ اسلام کا یہ ایک رخ تھا جو مورخین  
(بانی برصغیر اندہ)



”نمازیوں نے جب التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوا یا تو انہیں حی الاموت کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت مل گئی، مناجات کی فرحت سے اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، تو انہیں متنبہ کیا گیا کہ یہ سب کچھ صدقہ ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اُن کی تابعداری کی برکت ہے۔۔۔۔۔ سو انہوں نے خبردار ہوتے ہی نظر اٹھائی تو۔

رب تعالیٰ کی بارگاہ میں جلیب پاک کو حاضر و موجود پایا۔ پس آداب بجالاتے اور فوراً اُن کی طرف متوجہ ہوئے۔“ (فتح الباری شرح بخاری عربی جلد ۲ مطبوعہ مصر، ص ۲۵۰)

(د) شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۲۵۲ھ) نے فرمایا:-

”یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ تمام موجودات کے ذرات اور افراد ممکنات میں جاری و ساری ہے پس آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں۔ لہذا نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہونے سے غافل نہ ہو تاکہ انوارِ قرب اور اسرارِ معرفت سے روشن و فیض یاب ہو۔“

(اشعة اللمعات فارسی جلد ۱ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، ص ۴۰۱)

## علم غیب کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ

(ا) صحابہ کا عقیدہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات کے بارے میں اپنے صحابہ کرام سے کچھ معلوم کرتے اور صحابہ نہ جانتے تو عرض کرتے: ”اللہ ورسولہ اعلم۔“ یعنی اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔

(ب) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:-

”ان له صفة بهاء يدرك ما سيكون في الغيب۔“ (احیاء العلوم الدین مطبوعہ بیروت، ص ۱۹۴)

ترجمہ:- ”یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کو ادراک کر لیتا ہے۔“

زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں اس کی مزید وضاحت یوں کی گئی ہے:-



”النبوة عبارة عما يختص به النبي ويفارق به غيره وهو يختص بانواع  
 من الخواص انه يعرف حقائق الامور المتعلقة بالله تعالى وصفاته  
 وملئكته والدار الآخرة۔ علماً مخالفاً لعلوم غيره بكثرة المعلومات وزيادة  
 الكشف والتحقيق وثانيها ان له في نفسه صفة بها تتم الافعال  
 الخارقة للعادة كما ان لنا صفة تنوبها الحركات المقرونة بارادتنا  
 وهي القدرة ثالثها ان له صفة بها يبصر الملكة ويشاهد هم كمانات  
 للبصير صفة بها يفارق الاعشى“

ترجمہ۔ نبوت اس چیز سے عبارت ہے کہ جس کے ساتھ نبی مختص ہے اور غیروں سے ممتاز ہے۔ ایک  
 یہ کہ جو امور اللہ تعالیٰ اور اُس کی صفات اور فرشتوں اور آخرت کے ساتھ متعلق ہیں نبی اُن کے حقائق کا  
 عارف ہوتا ہے اور دوسروں کو کثرت معلومات اور زیادتی کشف و تحقیق میں اُس سے کچھ نسبت نہیں۔ دوم  
 یہ کہ اُن کی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقہ عادت تمام ہوتے ہیں جس طرح  
 کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل ہے کہ جس سے ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہیں۔  
 سوم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور اُن کا مشاہدہ کرتا ہے جس  
 طرح کہ بنیا کو ایک وصف حاصل ہے جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہیں۔

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (م ۱۰۱۷ھ) نے ”مرقاۃ المفاتیح“ جلد اول، صفحہ ۵۴ میں علم غیب  
 کے متعلق اہل سنت کی تائید اس طرح فرماتی ہے کہ ————— محبوبانِ خدا، انبیاء (صلوات اللہ تعالیٰ  
 علیہم) و اولیاء (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) کے سینوں کی نورانیت سے لوح محفوظ کے نقوش اُن  
 میں منعکس ہو جاتے ہیں۔ (مختصاً)

(ج) آیات قرآنی کی شہادت

۱۔ (اے دنیا والو! ہمارا محبوب) تم کو وہ کچھ بتا رہا ہے کہ اس سے پہلے تمہیں اس کی خبر بھی نہ

تھی۔ (البقرہ آیہ ۱۵۱)

۲۔ اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں علمِ غیب دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔ (آل عمران: ۱۷۹)

۳۔ غیب جاننے والا ہے اپنا راز کسی پر نہیں کھولتا مگر رسولوں میں سے جس پر چاہے کھول دیتا ہے۔ (سورۃ الحج: ۲۶)

۴۔ یہ غیب کی خبریں ہیں (پس اے حبیب) تمہیں کو بتاتے ہیں۔ (سورۃ ہود: ۴۹)

۵۔ بے شک وہ ہمارے سکھلاتے سے صاحبِ علم ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (یوسف: ۶۸)

۶۔ جب آیتِ کریمہ (۱۷۹/۳) مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَيْرَ مِنَ

مِنَ الصَّيِّبِ ط الخ نازل ہوئی۔ لے

”اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو (اے کلمہ گو بیانِ اسلام) جب تک جدا نہ کر دے ناپاک کو (یعنی منافق کو) پاک (مومن مخلص) سے۔“ یہاں تک کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

تمہارے احوال پر مطلع کر کے مومن و منافق ہر ایک کو ممتاز فرما دے۔ (تفسیر خازن، جلد اول، ص ۳۸۲)

شانِ نزول۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری اُمت کی صورتیں

پیش کی گئیں جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ کون مجھ

پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔ جب یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ تمسخر سے کہنے

لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ کون ان پر ایمان لائے گا

اور کون کفر کرے گا، ان لوگوں میں سے جو ابھی نہیں پیدا ہوئے اور آئندہ پیدا

کئے جائیں گے۔ یہ تو بڑی بات ہے ہم تو اب موجود ہیں وہ بتاتیں کہ ہم میں سے کون

مومن اور کون کافر ہے۔ یہ خبر سن کر آلِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے

لے ان آیات سے اور اس کے سوا بکثرت آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو غیب کے علوم عطا فرمائے اور غیب کے علوم آپ کا معجزہ ہیں۔

گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کر کے فرمانے لگے کہ ان قوموں کا کیا حال ہے جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا آج سے قیامت تک کوئی شے ایسی نہیں جس کو مجھ سے تم دریافت کرو اور میں تمہیں نہ بتا سکوں۔ اب سے قیامت تک کی جس چیز کو چاہو مجھ سے دریافت کرو میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ پس عبد اللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے۔ فرمایا حذافہ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، قرآن کے امام ہونے، آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے پس ہماری تقصیر معاف فرمائیے۔

اب حدیث پاک کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

وقال السدي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عرضت على أمتي في صورها في الطين كما عرضت على آدم وأعلنت من يؤمن بي ومن يكفر بي فبلغ ذلك المنافقين فقالوا استهزأوا بزعم محمد انه يعلم من يؤمن به ومن يكفر من لم يخلق بعد ونحن معه وما يعرنا فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام على المنبر فحمد الله تعالى وأثنى عليه ثم قال ما بال أقوام طعنوا في علي لا تسألوني عن شيء فيما بينكم وبين الساعة إلا أنبأ تكو به فقام عبد الله بن حذافه السهمي فقال من أبي يا رسول الله قال حذافه فقام عمر فقال يا رسول الله رضينا

۱۔ یہاں اس بات کی جانب واضح اشارہ ہے کہ حضور کے علم غیب پر طعنہ زنی یا نکتہ چینی گفتار و منافقین کا شیوہ ہے۔

۲۔ یہ حدیث تفسیر خازن جلد اول (مطبوعہ مصر ۱۳۳۱ھ) صفحہ ۳۸۱ میں بھی موجود ہے۔ محی السننہ امام لغوی صاحب معالم التنزیل (المتون ۱۴۱۶ھ) نے آیت وما کان اللہ لیطلع العکبر علی الغیب ولكن اللہ یجتبی من رسله من یشاء (ترجمہ اوپر گزر چکا) کی شان نزول میں یہ حدیث نقل فرماتی ہے۔

باللہ ربنا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما وبک نبیا فاعف عنا عفا اللہ عنک فتال  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فهل أنت ممتہون ثم نزل عن المنبر۔

(د) علماء دیوبند کی تصدیق

ا۔ لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف  
نظر کرتے ہیں، دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے۔

(قول حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بحوالہ امداد المشاق، ص ۷۶، ۷۷)

۲۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ "آیت قرآنی پر حاشیہ لکھتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں:-

"یہ پیغمبر قسم کے غیب کی خبر دیتا ہے۔" (حاشیہ تفسیر قرآن)

۳۔ محمد قاسم نانوتوی مختصر ادوٹوک فیصلہ سناتے ہیں:-

"علومِ اولین۔ اور علومِ آخرین۔ سب علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں"

(تخذیر الناس ص ۵)

(۵) اہل حدیث کی تائید

مولانا ابوالوفار ثناء اللہ امرتسری اپنے رسالہ "علم غیب کا فیصلہ" (مطبوعہ مطبع اہل حدیث، امرتسر،

صفحہ ۱۳) میں رقم طراز ہیں:-

"بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام

کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی ہے۔ مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونے

والے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوق کی

لعنت ہو۔"

\_\_\_\_\_ الغرض جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی شان کے ساتھ اعلان فرما دیا

کہ "قیامت سے قبل ان امورِ عظیمہ کو دیکھ لو گے جو نہ دیکھے تھے (اور) نہ سوچے تھے۔" (بخاری باب الفتن)

\_\_\_\_\_ صرف یہ ہی نہیں فرمایا بلکہ مستقبل میں پیش آنے والے تمام امورِ غیبیہ کو ایک ایک کر کے

بیان کر دیا۔ احادیث ذیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم ماکان و مایکون کے بارے میں شاندار نقشہ پیش کیا گیا ہے :-

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ ۱۔

۲۔ حضرت عمرو بن الخطاب انصاری نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہو کر نماز ظہر تک وعظ فرمایا، پھر ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف لے جا کر عصر تک خطبہ دیا، پھر ہم کو عصر کی نماز پڑھائی اور منبر پر جلوہ آرا ہو کر سورج کے ڈوبنے تک خطبہ دیا اور قیامت تک کے تمام ہونے والے واقعات کا تفصیل سے تذکرہ فرمایا۔ ۲۔

۳۔ بخاری میں (یعنی حضرت ابو حذیفہ) نہیں جانتا کہ میرے دوست خود بھولے یا بھلائے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کسی قائدِ فتنہ کو جو قیامت تک ہوں گے نہ چھوڑا تھا جن کی تعداد تین سو سے زائد ہو گئی تھی مگر قائدِ فتنہ کا نام اور اس کی ولدیت اور اس کا قبیلہ تک بتا دیا تھا۔ ۳۔

۱۳۔ احادیث کے الفاظ یہ ہیں :-

(۱) عن عمر قال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم۔ (مشکوٰۃ شریف باب بدء الخلق وذكر الانبياء)

(۲) عن عمرو بن الخطاب الانصاري قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يومان الفجر وصعد على المنبر فخطبنا حتى حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر فنزل فصلى ثم صعد المنبر حتى غربت الشمس فاخبرنا بما هو كائن الى يوم القيامة۔

(مشکوٰۃ شریف باب المعجزات)

(۳) والله ما درى انى اصحابى ام تناسوا ما ترك رسول الله صلى الله عليه وسلم من قائد فتنه الى ان تنقض الدنيا يبلغ من ثلثمائة فصاعداً قد سبنا لنا باسمه واسم ابائه واسم قبيلته۔

(ابوداؤد شریف)

ہیں اتحادِ عالمِ اسلام کے موضوع پر زیادہ حوالہ جات سے احتراز کر دیں گا۔ تاہم یہ باسانی ثابت کیا جاسکتا ہے کہ دوسرے فرقوں کے مذکورہ بالا عقائد کی تردید میں خود ان کے مستند اور جید علماء کی تصریحات موجود ہیں مثلاً فیصلہ ہفت مسئلہ، المہند علی المفند، آب حیات، نالہ امدادِ غریب، تذکرۃ الرشید، شام امدادیہ، قصائدِ قاسمی، مناجاتِ مقبول، امداد السلوک، فتاویٰ رشیدیہ، صراطِ مستقیم، مخزن احمدی وغیرہ تصانیفِ علماء دیوبند میں تمام قابلِ اعتراض عقائد کا جواب موجود ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے بھی کئی مقامات پر بالخصوص علمِ غیب کے مسئلہ میں علماء اہل سنت کے بیانات کی تائید کی ہے۔

۱۔ مولانا مودودی صاحب نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کی بابت قانونی تصریح کرتے ہوئے لکھا ہے:-

”علمِ غیب کے مسئلے میں یہ بات سب مانتے ہیں کہ کلی و ذاتی علمِ غیب اللہ کے لئے مخصوص ہے، اور

اس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا کہ اپنے علمِ غیب کا جو حصہ اور جتنا حصہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے

دے سکتا ہے۔“ (رسائل و مسائل حصہ سوم مطبوعہ اسلامی پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، اکتوبر ۱۹۸۳ء)

اشاعت گیارھویں، ص ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱

”اللہ کا یہ قاعدہ نہیں ہے کہ تم کو براہِ راست غیب کا علم دے بلکہ وہ اس کام کے لئے اپنے

رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔“ (تفہیمات حصہ اول مطبوعہ لاہور، مارچ ۱۹۸۳ء)

اشاعت پندرھویں، ص ۳۰۲

”اللہ تعالیٰ کا قاعدہ ہے کہ اپنے غیب کا علم ہر انسان پر فرداً فرداً ظاہر نہیں کرتا بلکہ اپنے بندوں میں

سے کسی خاص بندے پر ظاہر کرتا ہے، اس لئے عام انسانوں پر لازم ہے کہ وہ اس بندے پر

ایمان لائیں۔“ (ایضاً: ص ۳۰۴، ۳۰۵)

## انقلابات ہیں زمانے کے

حضرات علمائے دیوبند نے اپنی کتب میں بار بار عقائدِ نجدیہ و ہابسیہ کی زبردست تردید کی ہے مثلاً:-  
۱۔ مولانا خلیل احمد انبیطھوی دیوبندی (۱۸۵۲ء - ۱۹۲۷ء) لکھتے ہیں:-

”ان کا (محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اس کے تابعین) عقیدہ یہ تھا کہ بس وہ ہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا“

(المہند علی المفند، مطبوعہ کراچی، ص ۲۲)

نوٹ۔ اس کتاب پر شیخ الہند و شیخ الیوبند مولانا محمود حسن (۱۸۵۱ء - ۱۹۲۰ء) حکیم الامت یوبند مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (۱۸۶۳ء - ۱۹۲۳ء) مولانا المفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی (۱۸۷۵ء - ۱۹۵۳ء) جیسے اکابر کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔

۲۔ مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری (۱۸۷۵ء - ۱۹۳۲ء) سابق شیخ الحدیث دیوبند لکھتے ہیں کہ:-

”أما محمد بن عبد الوہاب نجدی فانہ کان رجلاً بليداً قليل لعلم فکان يتسارع

إلى الحكر بالكفر“، فیض الباری، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۳۸ء، ص ۱۰۰-۱۰۱

ترجمہ ”یعنی محمد بن عبد الوہاب نجدی ایک کم علم اور کم فہم انسان تھا، اس لئے کفر کا حکم

لگانے میں اسے باک نہ تھا“

۳۔ مولانا حسین احمد مدنی (۱۸۷۹ء - ۱۹۵۷ء) شیخ الحدیث دیوبند رقم طراز ہیں:-

”محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانانِ ديار مشرک و کافر ہیں اور

ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے“

(الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، ص ۷۳)

ب۔ زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضور می آستانہ شریفیہ و ملاحظہ روضۃ مطہرہ کو بیہ طائفہ،

بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے۔ (ایضاً: ص ۴۵)

ج۔ شانِ نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں.... تو تسلی دعائیں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ اُن کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاطھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں، اور ذاتِ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ (ایضاً: ص ۴۷)

د۔ وہابیہ خبیثہ کثرتِ صلوٰۃ و سلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأتِ دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ.... کو سخت قبح و مکروہ جانتے ہیں۔ (ایضاً: ص ۶۶)

”الحاصل وہ (محمد بن عبدالوہاب نجدی) ایک ظالم و باغی خون خوار فاسق شخص تھا،“

(ایضاً: ص ۴۲)

نوٹ۔ مولانا حسین احمد مدنی صاحب کی وفات پر اکابر علماء اہل حدیث نے خراج عقیدت پیش کیا مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی گجر نوالہ اور مولانا محمد صدیق لائل پوری نے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی اور تعزیت کی قراردادیں پاس کیں۔

مولانا حسین احمد مدنی کی کتاب ”الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب“ کے مندرجہ ذیل اقتباسات وہابیہ نجدیہ کے متعلق سوادِ اعظم اہل سنت کے نقطہ نگاہ کو بالکل واضح، غیر مبہم اور صاف لفظوں میں پیش کرتے ہیں:

”وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالہ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظِ واہبیہ، خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہِ اہل سنت و الجماعت کے مخالف ہو گئے۔ چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقتِ اظہارِ دعویٰ جنسلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں، لیکن



عمل درآمد اُن کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے فہم کے مطابق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اُس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں، ان کا بھی مثل غیر مقلدین کے اکابر اُمت کی شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے۔“

(الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، ص ۶۲، ۶۳)

”ان (دہابیہ نجدیہ) کا اعتقاد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمانین کے متصف بالحيوة البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں۔ پس جو حال دیگر مومنین کا ہے وہ ہی اُن کا ہوگا۔ یہ جملہ عقائد ان کے اُن لوگوں پر بخوبی ظاہر باہر ہیں جنہوں نے دیار نجد عرب کا سفر کیا سو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح سے اُن کے عقائد پر مطلع ہوا ہو۔ یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام و دُعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں، ان ہی افعالِ خبیثہ و اقوالِ دہابیہ کی وجہ سے اہل عرب کو اُن سے نفرت بے شمار ہے۔“ (ایضاً: ص ۶۵، ۶۶)

لطف کی بات یہ ہے کہ صاحبِ شہابِ ثاقب عقائدِ نجدیہ و دہابیہ کی نہ صرف شدت و غلظت کے ساتھ تردید کرتے ہیں بلکہ مثبت انداز میں اُن کے عقائدِ مردودہ کے جواب میں ذاتِ رسالت آبِ صلی اللہ علیہ وسلم، اولیائے کرام کی بابت اپنے عقائد، سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے مطابق پیش کرتے ہیں:-  
۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات دُنیا تک محدود نہیں بلکہ ہر حال میں زندہ و پائندہ ہیں۔

(الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، ص ۴۵)

۲۔ دربارِ رسالت میں حاضری کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے اور ہمارے اکابر نے اس کے لئے سفر کیا ہے۔ (ایضاً: ص ۴۶)

۳۔ ہم تو سب بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں۔ (ایضاً: ص ۵۷)

۴۔ ہم اشغالِ باطنیہ کے قائل و عامل ہیں۔ (ایضاً: ص ۶۰)  
 ۵۔ ذکر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اولیاء اللہ کے ذکر کو بھی ہم مستوجبِ برکت سمجھتے ہیں۔  
 (ایضاً: ص ۶۷)

۶۔ ہم ہر قسم کے دُرد کو جائز سمجھتے ہیں۔ (ایضاً: ص ۶۶)  
 ۷۔ مسجدِ نبوی یا کسی اور مقام پر یا رسول اللہ کہنا بھی ہمارے نزدیک جائز ہے۔ (ایضاً: ص ۶۵)  
 علی ہذا القیاس تبلیغی جماعت نے اپنی مشہور کتاب "تبلیغی نصاب" صفحہ ۷۸۹ پر یا رسول اللہ اور محمد کے ذکر کو باعثِ خیر و برکت بتایا ہے۔ نیز جماعتِ موودویہ کے بانی نے حج کے انتظامات اور دیگر سؤم کی ادائیگی میں حکومتِ نجدیہ پر شدید تنقید کی ہے۔

مگر زمانے کے انقلابات دیکھتے کہ پٹر و ڈالر کی چکا چونڈ نے ان تمام عقائد و طریقات کو نہ صرف "نسباً منسباً" بنا دیا ہے بلکہ وہ حکومتِ سعودیہ نجدیہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ نواب محمد صدیق حسن خان (۱۲۴۸ھ - ۱۳۰۷ھ)، اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری، م ۱۹۲۸ء) نے طائفہ نجدیہ و ہابیہ سے نہ صرف بیزاری و لاتعلقی کا اظہار کیا ہے بلکہ محکمہ مدین

۱۔ جناب ابوالاعلیٰ موودوی خطباتِ مطبوعہ دفتر ترجمان القرآن، جمال پور (پٹھان کوٹ) اشاعتِ چہارم ۱۳۵۹ھ کے صفحہ ۲۰۵ پر لکھتے ہیں:-

"حج کے پورے فائدے حاصل ہونے کے لئے ضروری تھا کہ مرکزِ اسلام میں کوئی ایسا ہاتھ ہوتا جو اس عالم گیر طاقت سے کام لیتا، کوئی ایسا دل ہوتا جو ہر سال تمام دنیا کے جسم میں صلحِ خون دوڑاتا رہتا، کوئی ایسا دماغ ہوتا جو ان ہزاروں لاکھوں خدا داد قاصدوں کے واسطے سے دنیا بھر میں اسلام کے پیغام کو پھیلانے کی کوشش کرتا، اور کچھ نہیں تو کم از کم اتنا ہی ہوتا کہ وہاں خالص اسلامی زندگی کا ایک مکمل نمونہ موجود ہوتا اور ہر سال دنیا کے مسلمان وہاں سے صحیح دینداری کا نازہ سبق لے لے کر پلٹتے مگر وائے افسوس کہ وہاں کچھ بھی نہیں۔ بات ہائے دراز سے عرب میں جہالت پرورش پا رہی ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

عبدالوہاب نجدی کی شخصیت اور تعلیمات کو درخورِ اعتنا بھی نہیں سمجھا اور ایک لحاظ سے اُسے مسترد کر دیا ہے۔  
 چنانچہ انہوں نے سرکارِ انگلشیہ سے پورے شد و مد کے ساتھ التجار کی تھی کہ بجائے فرقہ و ہابیہ کے اُن کو  
 اہل حدیث لکھا جائے پس بموجب چٹھی گورنمنٹ انڈیا بنام پنجاب گورنمنٹ نمبر ۱۷۵۸/ مورخہ ۳۔ دسمبر ۱۸۸۹ء  
 سرکاری دفتروں میں انہیں وہابی فرقہ کے بجائے اہل حدیث لکھنے کا حکم جاری کیا گیا۔ اور وہابی لکھنے کی قانوناً  
 ممانعت کر دی گئی۔

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) نالائق حکمران اپنے دین کے مرکز میں رہنے والوں کو ترقی دینے کے بجائے صدیوں سے سہم کرنے  
 کی کوشش کرتے رہے ہیں اور انہوں نے اہل عرب کو علم، اخلاق، تمدن، ہر چیز کے اعتبار سے پستی کی  
 انتہا تک پہنچا کر چھوڑا ہے نتیجہ یہ ہے کہ وہ سر زمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور تمام عالم میں پھیلا تھا،  
 آج اسی جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں وہ اسلام سے پہلے مبتلا تھی۔ اب نہ وہاں اسلام کا  
 علم ہے، نہ اسلامی اخلاق ہیں، نہ اسلامی زندگی ہے، لوگ دُور دُور سے بڑی گمراہی  
 عقیدتیں لے کر تھے حرمِ پاک کا سفر کرتے ہیں، مگر اس علاقہ میں پہنچ کر جب ہر طرف اُن کو جہالت، گمراہی،  
 طمع، بے حیائی، دنیا پرستی، بد اخلاقی، بد انتظامی اور عام باشندوں کی ہر طرح گری ہوئی حالت نظر آتی ہے  
 تو اُن کی توقعات کا سارا طلسم پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے حتیٰ کہ بہت سے لوگ حج کر کے اپنا ایمان بڑھانے  
 کے بجائے اور اُلٹا کھواتے ہیں۔ وہی پُرانی مہنت گری جو حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے بعد  
 جاہلیت کے زمانے میں کعبہ پر مسلط ہو گئی تھی، اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکسرتم کیا تھا، اب پھر  
 تازہ ہو گئی ہے حرمِ کعبہ کے منتظم پھر اسی طرح مہنت بن کر بیٹھ گئے ہیں۔ خدا کا گھر اُن کے لئے جائداد بن گیا ہے  
 اور اس گھر سے عقیدت رکھنے والوں کو وہ اسامی سمجھتے ہیں۔“

(نوٹ) معلوم ہوتا ہے کہ بعض معلوم مصالح کے پیش نظر موڈودی صاحب کے پرستاروں نے نئے ایڈیشن میں "نالائق

حکمران" کا لفظ حذف کر دیا ہے۔

۱۔ نثار اللہ امرت سہری، مولانا: اہل حدیث کا مذہب مطبوعہ اہل حدیث اکادمی، لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۱۱۱

مجموع الغنی خاں رام پوری حکیم: مذہب اسلام مطبوعہ رنیا پبلی کیشنز لاہور ۱۹۷۸ء، اشاعت دوم، ص ۲۲۱۔

انقلابِ روزگار ملاحظہ فرمائیے کہ یہ لوگ آج محمد بن عبدالوہاب کو اپنا ہیرو قرار دے رہے ہیں۔ کتاب التوحید وغیرہ کی اشاعت میں سرگرم ہیں۔ اس کا ترجمہ پشتو زبان میں کروا کر مہاجرین افغانستان میں تقسیم کر رہے ہیں اور اس سے چنانچہ روزنامہ نوائے وقت لاہور نے چند سال قبل "معاملے کی نزاکت پیش نظر رکھیں" کے واضح عنوان کے تحت ایسے لوگوں کو مخلصانہ مشورہ دیا تھا کہ وہ خدارا اندرون پاکستان — مملکتِ سعودیہ میں آج کی رائج جدید فقہ کے لئے ہاتھ پاؤں نہ ماریں اور اہل پاکستان کے حال پر رحم کھاتیں کیونکہ

"یہ بات اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ آج کے سعودی عرب میں جس فقہ کو بالادستی حاصل ہے پاکستان کے لوگوں کی غالب اکثریت اسے اختیار کرتے ہوئے نہیں

کچھ عرصہ قبل سعودی عرب میں رائج موجودہ فقہی نظریات کے مبلغ (یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی) کی ایک کتاب (یعنی کتاب التوحید) کثیر تعداد میں مفت تقسیم کی گئی تھی جن لوگوں کے وسیلے تقسیم کا کام انجام پایا اہل پاکستان ان سے ناواقف نہیں۔ جو لوگ اس قسم کے منصوبوں کی آرٹ میں سیاست کا کھیل کھیلنا چاہتے ہیں انہیں شاید دونوں برادر ملکوں کا مفاد عزیز نہیں بصورتِ دیگر وہ اس معاملے کے نازک پہلوؤں کو نظر انداز نہ کرتے انہیں اپنی حکمتِ عملی پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔" (روزنامہ نوائے وقت، ۲۴ اپریل ۱۹۷۹ء)

توہ تب کی بنیاد اگرچہ نجد کے مشہور جنوں خیز ملک میں رکھی گئی، اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا اثر ہندوستان میں پھیل گیا۔ پہلی میں اس کا تخم لگایا گیا اور اس کی پرورش اس شان سے کی گئی کہ اس کے ثمرات کی تجارت اب علانیہ پاکستان میں بھی ہو رہی ہے۔ مذکورہ بالا ادارتی نوٹ میں "نوائے وقت" نے "نازک پہلوؤں" کے الفاظ میں، لطیف رمز میں بڑے پتے کی بات کہہ ڈالی اس لئے کہ امتِ مسلمہ کو ابن عبدالوہاب کی تعلیمات کے نتیجے میں سب سے بڑی فرقہ واریت کے آغاز اور چھوٹ کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا جیسا کہ کتاب التوحید میں باب عہد کے کسی ایک مسئلہ پر سیر حاصل بحث کہیں نہیں ملتی۔ اول سے آخر تک دو ہی مضمون ملتے ہیں۔

۱۔ اے عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین۔ (۲) مسلمانوں کو مشرک بنانا۔

۲۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے (اِنِّیْ اَنْتَکُمْ بِدِیْنِ بَدِیْدٍ۔ میں تو تمہارے پاس نیا دین لے کے آیا ہوں) :-

۱۔ ایتھا المجانین لما لا تقولون یا اللہ وهو معکم اے پاگلو (مسلمانو) یا اللہ کیوں نہیں کہتے حالانکہ وہ تمہارے ساتھ

ہے ایسی حالت میں محمد کی طرف آنے اور ان کی طرف رخ کرنے کی کیا

ضرورت ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

کے نام سے کئی ادارے قائم کر رکھے ہیں۔ اس باب میں اہل حدیث، دیوبندی اور مودودیہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حکومت سعودیہ نجدیہ کی خوشنودی مزاج کے لئے مستعد ہیں۔ اس کے ثبوت میں چند حوالے

درج ذیل ہیں:-

”جو کتاب میں (صدیق حسن خان) نے ۱۲۹۲ھ ہجری میں لکھی ہے اور اس کا نام ہدایۃ السائل ہے، اس کے صفحہ ۱۱۹ میں وہابیہ کے حال میں لکھا ہے کہ ان کی کیفیت کچھ نہ پوچھو..... سرسرنادانی اور حماقت میں گرفتار ہیں“ (محمد صدیق حسن خان، نواب ترجمان وہابیہ مطبوعہ لاہور ۱۳۱۲ھ، ص ۲۱) پھر آگے چل کر نواب صاحب موصوف ترجمان وہابیہ میں وہابی مذہب کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

”مسلمانان ہند میں کوئی مسلمان وہابی مذہب نہیں ہے اس لئے کہ جو کالہ روائی ان لوگوں نے ملک عرب میں عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں خصوصاً کی اور جو تکلیف ان کے ہاتھوں سے ساکنان حجاز و حرمین شریفین کو پہنچی وہ معاملہ کسی مسلمان ہند وغیرہ نے ساتھ اہل مکہ و مدینہ کے نہیں کیا۔ اور اس طرح کی جرأت کسی شخص سے نہیں ہو سکتی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فتنہ وہابیوں کا ۱۸۱۸ء میں بالکل خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد کسی شخص امیر و غریب نے اس ملک میں بھی پھر سر نہ اٹھایا“ (ایضاً: ص ۴۰)

..... مشہور ہے کہ اہل حدیث کے مذہب کا بانی عبدالوہاب نجدی ہوا ہے مگر حاشا وکلا! ہمیں اس سے کوئی بھی نسبت نہیں..... آج تک کسی نے نہ دیکھا ہوگا کہ اہل حدیث نے کبھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

بِإِنَّا نُرِي عَامَةً مَوْصِنِي هَذَا الزَّوَانِ مَشْرِكًا -  
ج۔ اِنِّی اَدْعُو کُوَالِی الدِّیْنِ وَجَمِیعَ مَا هُوَ تَحْتَ السَّبْعِ الطَّبَاقِ  
مَشْرِكًا عَلَی الْاِطْلَاقِ وَمَنْ قَتَلَ مَشْرِكًا فَاهْلُ الْجَنَّةِ -  
اس کے لئے جنت ہے۔۔۔۔۔ یہ ہے مسلم کشی کا وہ خونِ فتویٰ کہ جس کی بنا پر مکہ و مدینہ میں قتل عام کیا۔  
تو بے شک ہم اس زمانے کے سب مانوں کو مشرک جانتے ہیں۔  
میں میں دین کی دعوت دیتا ہوں اور جو مخلوق ہفت آسمان کے  
نیچے ہے وہ سب کی سب مشرک ہے اور جس نے مشرک کو قتل کیا

اے مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (۱۸، ۱۹، ۲۰-۱۹۵۶ء) نے تاریخ اہل حدیث (مطبوعہ اسلامی پبلسٹک کمپنی لاہور ۱۹۵۲ء) کے (باقی بر صفحہ آئندہ)

بھولے سے بھی عبدالوہاب نجدی کے اقوال کو سنا پیش کیا ہو اور کہا ہو کہ ہذا قول امامنا  
عبدالوہاب وہ ناخذ (یہ قول ہمارے امام عبدالوہاب کا ہے)۔

(شمار اللہ امرتسری، مولانا: اہل حدیث کا مذہب مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء، ص ۱۰۸، ۱۰۹)

گردشِ دُوراً سے اب اُن کو فیصل الیوارڈ ملتے ہیں اور حکومتِ سعودیہ نجدیہ کے زیرِ اہتمام مساجد کی عالمی  
تنظیم کے معتبر رکن بنے ہوئے ہیں۔ نجدیت پرستی میں یہاں تک غلو کیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کی دینی سرگرمیوں  
کے خلاف متعلقانہ جاسوسی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

ہمیں ان کی اقتدارِ نجدیت کے سامنے جبہ سانی اور مدح سرائی سے کوئی غرض نہیں۔ سوال یہ ہے کہ  
آج جب یہ لوگ اتحادِ بین المسلمین کے داعی بن کر میدان میں نکلے ہوئے ہیں تو کیا انہیں اس امر کا احساس نہیں  
کہ ذاتِ رسالت مآب، صحابہ کرامؓ اور اولیاء اللہ کے خلاف انہوں نے جو کُل افشائیاں کی ہیں اُن پر بھی ذرا  
توجہ فرمائیں! اپنے پیروں پر مشدح حاجی امداد اللہ ماہاجرگی کے فیصلہ ہفت مسئلہ اور اپنے مجموعہ عقائد موسومہ المہند کی  
سفارشات کو بھی نافذ العمل کریں۔ نیز جہاں جماعتِ موذوویہ اپنے بانی کی نگارشات بسلسلہ نجدیت و ہابیت  
سے رجوع کر کے آج اُن کی نمائندگی اور گمانتگی کے فرائض ادا کر رہی ہے وہاں حدیث و مجال کے متعلق موذووی  
صاحب کی تحقیقات سورۃ تحریم میں اُمّات المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ و سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی  
بابت قابلِ اعتراض تفہیمات، سورۃ والضحیٰ کی تفسیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہلی معاشرہ میں گم ہو جانے  
کے اندیشہ اور سورۃ نصر میں منصبِ نبوت کی ادائگی میں کوتاہیوں سے مغفرت وغیرہ جیسی قرآنی تفہیمات اور  
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اقربانوازی اور مالِ غنیمت میں غلط تصرف جیسے الزامات کو علی الاعلان مسترد کر کے  
اجماعِ امت کے طے شدہ مسئلہ عقائد و نظریات پر واپس آجائیں۔

مگر وہ ایسا نہیں کریں گے کیونکہ اہل سنت و جماعت کے پاس قوت و شوکت کا وہ

(حاشیہ یقینہ صفحہ گذشتہ) صفحہ ۱۲۲ پر شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور فرقہ اہل حدیث کا عنوان قائم کر کے شیخ نجد سے اپنی تعلقتی

کا اعلان بدیں الفاظ "یہ لوگ (فرقہ اہل حدیث) محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ کے متبع نہیں ہیں" کیا ہے۔ (نیازی)

سامان نہیں جو حکومت نجدیہ سعودیہ کے پاس موجود ہے۔ بہر حال اگر اتحاد مقصود ہے تو صدقِ دل سے ہونا چاہیے  
زبانی کلامی پروپگنڈا سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

داعیانِ اتحاد کا فرض تھا کہ وہ اختلافی عقائد و نظریات کو بیان کر کے موافقت اور مطابقت کی راہ نکالتے  
اور جس طرح میں نے اپنے چار نکاتی فارمولہ اتحاد میں مثبت انداز میں اختلافات کی خلیج کو پاٹنے کی کوشش کی ہے  
وہ اس کی تکمیل کرتے اور وہ اس فارمولہ میں جو خامی رہ گئی تھی اسے دور کرتے (یہ ایک ایسی دستاویز ہے  
جس کی ہر عقیدہ و مسلک کے علماء نے تائید و حمایت کی تھی اور اپنے دستخط ثبت کئے تھے) اسی کو آگے بڑھاتے  
اور ملک بھر کے جید اور نامندہ علماء کا کنونشن بلا کر واضح لائحہ عمل مرتب کرتے۔ تحریک اتحادِ ملت پاکستان کو  
جانب سے شائع شدہ اشتہار میں اکثر ان حضرات کے اسماء گرامی موجود ہیں جنہوں نے ہمارے چار نکاتی فارمولا  
پر دستخط کئے تھے۔

یہ فارمولا ۲۔ دسمبر ۱۹۸۲ء کو شائع کیا گیا۔ کسی اخبارات و رسائل میں بالخصوص روزنامہ "جنگ" اور روز  
"نوائے وقت" نے اسے تقریباً من و عن شائع کیا۔ بعض اصحاب کی جانب سے اس فارمولا کی مزید تشریح پوچھی گئی  
تو بعنوان "وضاحت و استدراک" توضیحات پیش کی گئیں۔ چوں کہ ملک بھر میں اب اتحاد کے نام پر ایک تحریک  
آغاز ہو چکا ہے، اور لوگ اس کی حمایت کر رہے ہیں تو ساتھ ہی سوال کرتے ہیں کہ مختلف فرقوں کے پیچیدہ، گنجلک  
اور سنگین فقہی، اعتقادی اور تاریخی اختلافات کو حل کیسے کیا جائے۔ تحریک کا پانچ نکاتی فارمولا اس قدر مختص  
اور مبہم ہے کہ اسے ہر شخص جو معنی پہناتے، پہنا سکتا ہے۔ اپنے مسلک کی مثبت تبلیغ اور دوسروں کی دل آزاری  
سے اجتناب کی خاطر جامع قرار داد کی ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر پانچ نکاتی فارمولا ایک بے روح اور  
بے جان دستاویز ہے، اور محض سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے عوام کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ صفحات گذشتہ میں مولانا نیازی صاحب نے "تحریک اتحادِ ملت پاکستان" کے پانچ نکاتی فارمولا سے دو تاپانچ

نکات کا ذکر کیا ہے، تحریک کا نکتہ نمبر اور ج ذیل ہے :-

"پاکستان اسلام کی اساس اور اسلام کے نام پر بنا ہے اس لئے یہاں انسانی زندگی کے معاملے

## ایک سوال

کیا ہمارا چار نکاتی فارمولہ لاپسٹک نے مسترد کر دیا ہے۔ اور کیا نئے داعیان اتحاد نے اپنی مخصوص قیادت، ماتحت مخصوص مقاصد حاصل کرنے کے لئے یہ جدت طرازی کی ہے۔ میں نے چار نکاتی فارمولہ کو عملی جامہ ماننے کے لئے ہمہ وقتی کارکنوں کی ضرورت کو ناگزیر سمجھا تھا۔ ایسے کارکن جو یکسوئی سے کام کریں اور باقی م مصروفیات کو موخر و ملتوی کر کے صرف اسی مہتمم بالشان کام کے لئے وقف ہو جائیں۔ اپنی اپنی سیاسی وہ بندیوں کو باقی رکھ کر اور ان میں مہمک ہو کر یہ کام نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے خاص لگن کی ضرورت ہے۔ یہ ہم خدا خواہی و ہم دنیا تے دوں۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) میں اسلامی شریعت کا سرچشمہ رشتہ ہدایت اور بالاتر قانون ہونا لازم ہے۔

ملت اسلامیہ پاکستان کے مابین متفق علیہ ہے۔ لیکن تحریک کے ہی راہنماؤں کا یہ بیان کہ "۱۹۴۷ء میں یکایک حالات نے پلٹا کھایا اور وہ مصنوعی انقلاب برپا کر دیا گیا جس کے لئے کم از کم مسلمان قوم تو ہرگز تیار نہیں کی گئی تھی۔ اب ذرا تقسیم کے اس ڈرامے پر بھی نظر ڈال لیجئے جو یہاں کھیلا گیا۔ اس ڈرامے کے اصل اداکار تین تھے۔ انگریز، کانگریس اور مسلم لیگ۔ اور ہم نے بحیثیت جماعت اس دور میں۔ انہیں (مسلمانوں کو) وطنی قومیت کے صحرے سے بل کر مسلم قومیت کے گڑھے (میں) گرنے کے نقصانات سے آگاہ کیا۔ نہ صرف پاکستان کی اساس کو ہلا دینے کے مترادف ہے بلکہ دیدہ و دانستہ نسل کو گمراہ کرنے کی بدترین کوشش ہے اور اس طرز عمل سے ان لوگوں کے خیالات کو بھی تقویت ملتی ہے جو پہلے ہی پاکستان کے قیام کو "انگریز کا کارنامہ" قرار دیتے ہیں یا پھر پاکستان کے لفظ کو گناہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ بہر حال یہ بات خوش آئند ہے کہ صالحین کی موجودہ قیادت نے نظریہ پاکستان کی پابندی کو اپنے منشور کا نکتہ اول قرار دیا ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے: جماعت اسلامی: دعوت، تاریخ مطبوعہ جماعت اسلامی

(ناشر)

حیدرآباد، سندھ، بار اول۔ جنوری ۱۹۴۹ء۔



## دعوتِ غور و فکر

اس نئی تحریکِ اتحادِ ملت کے داعی اپنی ڈگر پر چلتے رہیں گے اور جو شخص انہیں تحریکِ اتحاد کے لئے اتحاد و تعاون کی دعوت دے گا اس کی نہیں سنیں گے۔ واضح تو ایک آئینہ ہوتا ہے جو ہر مدعی اصلاح کے چہرے کا عکس اُسے دکھا دیتا ہے۔ یہ اس آئینے میں اپنا رخ کر دار بعینہ دیکھنے کے بعد اسے توڑنے کے لئے لپک پڑیں گے۔ میں ایسے بر خود غلط داعیانِ تحریکِ اتحادِ ملت کو اپنے خیال میں مجبوط چھوڑ کر براہِ راست مسلمان کو خطاب کرتا ہوں اور اپنا فارمولہ مع وضاحت و استدراک پیش کر دیتا ہوں۔ اور فیصلہ ان پر چھوڑتا ہوں کہ وہ سنگین حقائق کا مقابلہ کرتے ہیں یا نعرہ بازی کا شکار ہوتے ہیں۔

میرے فارمولے کی کچھ اصحاب نے مخالفت اور سینکڑوں اصحاب نے تائید کی ہے۔ یہ سب دستِ نہیں ۱۹۸۳ء کی اول سہ ماہی میں تائید کرنے والوں کے اسماء درج کروں گا۔ اس کے بعد مکمل فارمولہ ہدیہ قارئین کیا جائے گا۔

- (۱) جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب (۲) مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی (۳) سردار عبدالقیوم خان آزاد کشمیر،
- (۴) مولانا مفتی جمیل احمد صاحب (۵) مولانا عبدالرحمن صاحب (۶) مولانا عبید اللہ صاحب جامعہ الشرفیہ،
- (۷) پیر فضل الرحمن المجدومی افغانی صاحب (۸) سجادہ نشین سید فضل حسین جماعتی علی پور سیدال (۹) علامہ خالد محمود صاحب
- صدر جمعیت العلماء برطانیہ (۱۰) مفتی غلام سرور قادری (۱۱) صاحبزادہ محمد فضل کریم صاحب (۱۲) مولانا شمس الزمان قادری
- صدر جماعت اہلسنت لاہور (۱۳) مولانا عبدالقادر آزاد خطیب شاہی مسجد (۱۴) سید اسعد گیلانی منصورہ (۱۵) مولانا محمد
- عبداللہ خطیب مرکزی مسجد اسلام آباد (۱۶) مولانا محمد حنیف خیر المدارس، ملتان (۱۷) مولانا محمد یوسف جامعہ شرفیہ، پشاور،
- (۱۸) حمید الرحمن نظامی علمائے شیعہ اہل بیت لاہور (۱۹) مولانا گلزار احمد مظاہری صاحب (۲۰) مولانا تاج محمود صاحب فیصل آباد،
- (۲۱) مولانا محمد شفیع جوش صاحب (۲۲) ملک شیخین صابر صدر سنی کونسل (۲۳) مولانا محمد رشید نقشبندی (۲۴) سید مصطفیٰ
- اشرف رضوی ابن علامہ محمود احمد رضوی (۲۵) میاں محمد اسلم جان صاحب (۲۶) مولانا سلیم اللہ صاحب (۲۷) مولانا
- پیر ابرار محمد صاحب دارالحق، لاہور (۲۸) صاحبزادہ رفیق حسین صاحب قصور (۲۹) مولانا محمد شفیع صاحب اٹک (۳۰) مولانا

(۳۰) سید غضنفر علی شاہ صاحب دربار عالیہ حضرت کرمانوالہ، اوکاڑہ (۳۱) پیر محمد اشرف خاں لاہور (۳۲) مولانا عبد القدوس صاحب، پشاور یونیورسٹی (۳۳) مولانا عبد الحکیم صاحب جامعہ فرقانیہ، راولپنڈی (۳۴) مفتی محمد حسین قادری، سکھر، (۳۵) مولانا مفتی محمد حبیب اللہ صاحب نعیمی، سرانے عالم گیر (۳۶) صاحبزادہ ابرار احمد گوبی، بھیرہ (۳۷) پروفیسر سعید احمد اسعد، فیصل آباد (۳۸) مفتی عبدالرحمن، ساہیوال (۳۹) مولانا رحمت اللہ صاحب، جھنگ (۴۰) پیر سید اکبر علی شاہ صاحب، جھنگ (۴۱) سید نذر حسین شاہ صاحب، فیصل آباد (۴۲) مولانا غلام محی الدین شاہ صاحب، راولپنڈی (۴۳) حافظ محمد اعظم نورانی صاحب (۴۴) مولانا ابوطاہر محمد نقشبندی، پاک پتن شریف (۴۵) قاضی محمد اسرار الحق صاحب، راولپنڈی (۴۶) مولانا محمد صدیق صاحب، عیسیٰ خیل (۴۷) ڈاکٹر امان اللہ خان چیرمین شعبہ اسلامیات (۴۸) ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی شعبہ اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور (۴۹) میاں فضل حق صاحب صدر جماعت اہل حدیث، (۵۰) ڈاکٹر اسرار احمد صاحب۔

نوٹ۔ علاوہ ازیں سو سے زیادہ اور اکابر علماء کے اسماء بھی اس فہرست میں موجود ہیں۔

اتحادِ ملت کے لئے  
چار نکاتی فارمولا

آج سے چودہ سو سال قبل جزیرہ نما عرب میں جب اسلام کا آفتاب رُشد و ہدایت طلوع ہوا تو کچھ ہی عرصہ میں انسانیت نے اسلام کی ضیا پاشیوں سے اکتساب کیا۔ اور جلد ہی عرب ایک قوت بن کر ابھرے۔ ان کی تعداد و تعدادِ مشرکین کے مقابلے میں اگرچہ بہت کم تھی۔ لیکن ان کی عظمت، دبدبہ اور شان و شوکت کی دھاک عالم کفر کے دلوں میں بیٹھ گئی۔ اس کی وجہ ان کی خدا اور اُس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی وابستگی اور باہمی اتحاد و یگانگت تھی۔ اسی اتحاد و اتفاق کی وجہ سے قیصر و کسرنے جیسے عظیم شہنشاہ ان سے گھبراتے تھے۔ لیکن آج جب کہ مسلمانوں کی تعداد ایک ارب کے قریب ہے۔ چالیس سے زیادہ خود مختار اور آزاد ریاستوں کے مالک بھی ہیں اور قدرت نے ان کو ہر قسم کی نعمتوں اور وسائل سے مالا مال بھی کیا ہے۔ پھر بھی وہ کس پر سی اور بے کسی کا شکار ہیں۔ ان پر ظلم و استبداد کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ ان کی عصمت اور مال و اسباب محفوظ نہیں۔ دُنیا کے کسی بھی خطے میں وہ کما حقہ آزاد اور خوشحال نہیں۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ اسلام کی ابدی اور لافانی تعلیمات کو فراموش کر کے مختلف فرقوں، گروہوں اور جماعتوں میں بٹ چکے ہیں۔ انہوں نے حُبِ الہی اور عشقِ رسول کی دولت سے تہی دامن ہو کر اپنی اپنی عقیدتوں کے مینار تعمیر کر لیتے ہیں۔ وہ یہ فراموش کر بیٹھے ہیں کہ اتحاد و اتفاق کی دولت نے ہی انہیں سب کچھ عطا کیا ہے۔ تحریکِ پاکستان کی بات ہو یا تحفظِ ختم نبوت کا مسئلہ۔ نظامِ مصطفیٰ کے نفعِ اذکی جدوجہد ہو یا مسلمانوں کے حقوق کی بازیابی کی کاوشیں۔ سبھی میں کامیابی باہمی اتحاد کا ہی نتیجہ ہے۔ خود رب العزت نے مسلمانوں کو متحد رہنے اور تفرقہ بازی میں پڑنے سے منع کیا ہے۔ اس صورتِ حال میں چند افراد ایسے بھی ہیں جو اُمتِ مسلمہ کا دردِ دل میں رکھتے ہیں اور اسے متحد دیکھا کرنے کے لئے بے قرار رہتے ہیں۔ حال ہی میں مولانا عبدالستار خاں نیازی نے اتحاد کا چار نکاتی فارمولا پیش کیا ہے۔ جسے تمام مکتبہ فکر کے علماء اور دانشوروں نے سراہا ہے۔ یہ فارمولا اس قابل ہے کہ اس کی بنیاد پر مسلمانوں کے باہمی اختلافات کا قلع قمع کر کے انہیں اتحاد کی لڑی میں پرویا جاسکے۔

بہر حال علماء کرام اور دانشور حضرات سے اپیل ہے کہ وہ رواداری اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نیازی صاحب کے اس فارمولے کے نافذ العمل ہونے کے بارے میں سوچیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے تمام فرقوں کو ایک لڑی میں پروئے اور ان کی کوتاہیوں کو درگزر کرتے ہوئے عظمت و رفعت کی معراج نصیب کرے۔

اداریہ ماہنامہ "الضیاء" لاہور

اکتوبر ۱۹۸۴ء

# اتحادِ ملت کے لئے چار نکاتی فارمولا

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے

نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کا شجر (اقبال)

میں نے اتحادِ ملت کے کئی رُوح پرور نظارے دیکھے ہیں۔ تحریکِ پاکستان، تحریکِ ختمِ نبوت اور تحریکِ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اُمتِ محمدیہ نے جس ربط و ضبط اور ایشیا و قربانی کا ثبوت دیا وہ ہماری تاریخ کا ایک درخشندہ باب ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جو نہی متحدہ مقصد نگاہوں سے اوجھل ہوا مسلمان باہم آویزی میں الجھ کر مکابره و مناظرہ کی دلدل میں پھنس کر رہ گئے۔ آج جب ہر طرف سے اُمتِ مسلمہ اعداء و معاندینِ اسلام کے نرغے میں ہے۔ اور نوٹسے کر ڈھرتے ہوئے بھی بے اثر ہے تو ملت کے درد مند طبقات نے اتحاد کی دعوت دینی شروع کر دی ہے۔ یہ دعوتِ اتحاد و فحوائے آیتہ قرآنی و اَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا اِنَّ اُمَّتَہَ کَاجْتِمَاعِی فَرِیضَہ ہے۔ حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ نے بھی اسی خواہش کا اظہار کیا ہے

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک

ایک ہی سب کا نبی، دین بھی ایمان بھی ایک

حرم پاک بھی، اللہ بھی، شہر آن بھی ایک

کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں

کیا زمانے میں پینے کی یہی باتیں ہیں

لیکن دو اور دو چار کر کے کوئی متفقہ فارمولا پیش نہیں ہوا ہے۔ تحریکِ پاکستان،

تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں چونکہ مقاصد متعین تھے اس لئے اپنے نظری و سیاسی اختلافات بجائے خود رکھتے ہوئے وہ معین مقاصد کے لئے جمع ہو گئے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ موجودہ پُراشوب دور میں اُمتِ مسلمہ کے لئے وحدتِ فکر و عمل کا کیا راستہ اختیار کیا جائے جو دائمی ہو۔ پہلے جو خطرات تھے اُن کا نقصان صرف ملت کے بعض مخصوص مفادات تک منتهی تھا لیکن اب پوری ملت کا وجود ہی خطرے میں ہے۔ سرخ سامراج ہو یا سفید سامراج ہر دو کے درمیان انسان بمصداق ع درمیانِ اِس دو سنگِ آدم نہ جاج چکی کے دو پاٹوں میں پس رہا ہے۔ استعمار پرست طاقتوں اور اُن کے پروردہ خانہ زاد کماشتوں نے طے کر لیا ہے کہ اُمتِ مسلمہ کو اعتقادی اور فکری اعتبار سے تباہ کرتے ہوئے اس کا وجود ہی ختم کر دیا جائے جو کچھ لبنان میں ہوا یا بھارت میں ہو رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ نیز اسلامی سلطنتوں میں غیر مسلم یا بے ضمیر مسلم سربراہ مسلط کرنے کی جو سازش تیار ہو چکی ہے اس کی موجودگی میں ہمارا فرض ہے کہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر فی الفور اتحادِ اسلامی کا نقشہ مرتب کر لیں۔

اجماعِ اُمت کے خلاف پہلے اعترال، انحراف، الحاد، زندقہ، رخص و خروج اور انکارِ سنت کی جو تحریکیں چلیں اُن کو ختم کرنے کے لئے کہیں امام ابو الحسن اشعری اور امام محمد ابو المنصور ماتریدی میدانِ عمل میں آتے ہیں تو کہیں امام رازی اور امام غزالی فلسفہ یونان کو رو کر کے اسلام کی بالادستی کے لئے نبردِ آزاں ہیں۔ عجمیت، افرکتیت، برہمنیت کے فلسفہ ویدانت کو ختم کرنے کے لئے امام بانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اپنے دور کے اندر جو کردار ادا کرتے ہیں عصرِ حاضر میں علامہ اقبال نے اُن کی پیروی کی اور پھر ہمارے مختلف مکاتبِ فکر کے اکابر علماء مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری، مولانا احمد علی لاہوری، سید عطار اللہ شاہ بخاری، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، علامہ حافظ کفایت حسین، مظفر علی شمسی مقصد و حیدر پر جمع ہو گئے تھے تو آج ہم کیونکر جمع نہیں ہوتے؟

جب کہ اس وقت ملکی و بین الاقوامی سطح پر حالات اس قدر مخدوش و خطرناک ہیں کہ ہم ایک طرف

سرخ و سفید سامراجوں کے فرغے میں ہیں تو دوسری طرف بنیاب رہن سامراج ہم پر دانت تیز کر رہا ہے علاوہ ازیں ان طاقتوں کے تخریبی ایجنٹ داخلی طور پر اپنے مذموم عزائم کو پورا کرنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ ساری دُنیا نے دیکھ لیا ہے کہ روسی دزدوں نے افغانستان میں اس بات کا کوئی لحاظ نہیں کیا ہے کہ سنی کو مار دیا جائے اور غیر سنی کو چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ انہوں نے بستوں کی بستیاں اُجاڑ دی ہیں معصوم بچیوں کی عزتیں لوٹ لی ہیں، کھیتیاں اور باغات ویران کر دیئے ہیں اور مکانات پر بم باری کر کے انہیں پویند زمین کر دیئے۔ لبنان میں جو کچھ ہوا اُس سے ساری اذیت رنج و غم اور درد و اطم سے گرا رہی ہے۔ اسی طرح بھارت میں ہندو مسلم فساد کی آٹھیں جن سنگی دزدوں اور اندرا گاندھی کے پلٹو غنڈوں نے اپنے رفقار (دیوبندی حضرات) کو بھی نہیں چھوڑا، اور بلا لحاظ سنی، حنفی اور بریلوی دیوبندی اور وہابی کے سب کو تہ تیغ کر دیا۔ ان پر آشوب واقعات کے بعد تمام مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ افغانی مسلمان بھاگ کر ہمارے پاس آگئے۔ لبنانی فلسطینی اسلامی ممالک میں پناہ گزین ہو گئے۔ خدا نخواستہ ہم پر اُفتاد پڑی تو پاکستانی مسلمان بھاگ کر کہاں جائیں گے۔ اس زہرہ گداز صورتِ حال کے پس منظر میں اتحاد بین المسلمین کے لئے ایک چار نکاتی فامولا پیش کیا جاتا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہمارے اندر اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ اتحاد نہ صرف پاکستان کے اندر ملی وحدت و استحکام کا حامل ہوگا بلکہ عالم اسلام کے لئے بھی زبردست قوت موثرہ بن کر کام کرے گا۔

یہ دعوت ایک ایسے خادمِ ملت کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے جس نے تحریکِ پاکستان، تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت، تحریکِ بحالیِ جمہوریت اور تحریکِ نظامِ مصطفیٰ میں بھرپور خدمات سر انجام دی ہیں، اور تمام مکاتبِ فکر کے اکابر کے ساتھ بے مثال ربط و ضبط، انوثت و مودت اور ایثار و اعتماد کے روابط قائم رہے ہیں۔ مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری ہوں یا مولانا احمد علی لاہوری، سید عطار اللہ شاہ بخاری ہوں یا عبدالحامد بدایونی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ہوں یا مولانا سید محمد داؤد غزنوی، سب نے خاکسار پر مکمل اعتماد کیا ہے۔ اب میں ان تمام اکابر سے عقیدت رکھنے والے علماء اور زعماء اور عوام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اعداء و معاندین اسلام کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک

پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔ ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کریں اور حتیٰ الوسع ایک دوسرے کے خلاف تنقید و تعرض سے اجتناب کریں بلکہ بیرون پاکستان دنیا میں جہاں کہیں بھی گئے ان کے معتقدین متعلقین ہتوسلین اور حامیین موجود ہوں سب کو ہدایت کر دیں کہ وہ بیرون پاکستان بھی اسی جذبہ اتحاد و تعاون کو قائم رکھیں اور مقامی حکومتوں کے ساتھ مل کر ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی حماقت نہ کریں اور پاکستان جیسی فضا بیرونی ممالک میں بھی برقرار رکھیں۔

## اتحادِ ملت کے چار نکات

نکتہ نمبر ۱۔ پاکستان کی تمام جماعتیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے افکار و نظریات پر اصولاً متفق ہیں۔ لہذا ہم اپنے تمام متنازعہ فیہ امور ان کے عقائد و نظریات کی روشنی میں حل کریں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ان اکابر سے لے کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس و اعلیٰ تک ہمارا مرکز اطاعت ایک ہے۔ بریلوی اور دیوبندی امام اعظم ابوحنیفہ کے غیر مشروط مقلد ہیں اور دوسرے ائمہ عظام کا پورا احترام و اکرام کرتے ہیں۔ حنفی و اہل حدیث قرآن و حدیث و اصحاب رسول کے پیروکار ہیں، اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا حل کتاب و سنت اور سلف صالحین کی اتباع سے حاصل نہ ہو سکے اور اہل تشیع کتاب سنت کی آئینی، قانونی اور ایمانی سیادت و قیادت سے انحراف نہیں کر سکتے۔ برصغیر میں مسلمانوں کے اندر تشنیت و افتراق کا خوفناک پروگرام انگریزوں نے شروع کیا۔ پہلے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے حکومت انگلشیہ کی تائید حاصل کی۔ پھر ۱۸۶۹ء میں جہاد کا عقیدہ ختم کرنے کے لئے ایک خاص کمیشن بٹھایا جس نے رپورٹ پیش کی کہ ایک خود کاشتہ بنی کی وحی و الہام سے اس عقیدہ کے خلاف فتویٰ لیا جائے اور بعد میں ہم تو اگلے پادری (مسلمان مولوی) پیدا کئے جائیں۔ بہر حال مرزا غلام قادیانی اسی سازش کی پیداوار ہے۔ بعد ازاں انگریز نے جب دیکھا کہ چند بندگان حرص و آرز اور کاسہ لیسانِ فرنگ کے علاوہ اُمتِ محمدیہ کی اکثریت نے نئے فتویٰ کو مسترد کر دیا ہے تو انگریز نے



محکمہ تعلیم کے بعض مولویوں کی خدمات حاصل کیں جنہوں نے عظمت و احترام رسالت کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور بقول حضرت علامہ اقبالؒ سے

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

”روح محمدؐ“ یعنی جذبہ عشق و اطاعتِ سول کو ختم کرنے کا پیغام ابلیس نے اپنے سیاسی فرزندوں کے نام دیا۔ بہر حال تاریخی اعتبار سے ملت کے اندر یہ داخلی فتنہ و خلفشار انگریز کی آمد سے شروع ہو گیا تھا جب اس فتنہ کے آلہ کار کلبے پادری رکھ چکے تو ان کے جانشینوں نے انگریز کے سازشی پروگرام کو جاری رکھا اور ابھی تک ”امت محمدیہ“ ان خدمات سے نجات حاصل نہیں کر سکی۔ تاہم انگریز کی آمد سے قبل مسلمانوں کا تعارف اور اجماع جس ایک نام سے تھا وہ اہل سنت و الجماعت ہے۔ تمام فرقہ وارانہ ناموں کو چھوڑ کر صرف اہل سنت و جماعت کہلائیں۔ کیونکہ یہ نام بموجب ارشادِ نبوتؐ ”فعلیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین المہدیین“ اور علیکم بالجماعۃ فانہ من شدّ شد فی النار“ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھ دیا ہے۔

نکتہ نمبر ۲۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ چشتی صابریؒ کی عظمت اور مرتبے کو سب لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ تمام اکابر علماء دیوبند بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت حاجی صاحبؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہیں۔ برصغیر یا عالم اسلام میں جس قدر اختلافی مسائل پائے جاتے ہیں سب کا جامع و مانع حل انہوں نے پیش کر دیا ہے۔ اگر تمام مکاتب فکر کے علماء اور تابعین حاجی صاحب کی تصنیف ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ کو حکم مان لیں تو فرقہ وارانہ اختلافات چشم زدن میں ختم ہو سکتے ہیں۔

نکتہ نمبر ۳۔ علماء دیوبند مولانا محمود حسن اسیر مالٹا، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شاہ عبدالرحیم

ترجمہ:- (۱) تم پر میری سنت کی اتباع فرض ہے اور میرے خلفاء راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں کی اتباع کرو۔

ترجمہ:- (۲) تم پر جماعت کی پابندی فرض ہے جو جماعت سے الگ ہو اوہ جہنم میں گیا (یعنی خائب و خاسر ہو کر برباد ہوگا)

رائے پوری، مولانا حافظ محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند ابن مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا عمر بنیہ الرحمن مفتی  
 اعظم دارالعلوم دیوبند، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کی مصدقہ کتاب "المہند علی المفند" مصنفہ مولانا  
 خلیل احمد انبلیٹھوی کی جو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی تصنیفات "حسام الحرمین" اور "الدولۃ المملکیۃ"  
 کے جواب میں شائع ہوئی جس میں انہوں نے اپنے عقائد و نظریات کی وضاحت کی ہے، ایک نہایت  
 ہی مفید کتاب ہے۔ اس پس منظر میں علماء دیوبند "المہند" میں درج شدہ فیصلوں کو اختلافی مسائل میں  
 نافذ العمل کر لیں تو تمام تنازعہ فیہ عقائد و نظریات کا نہایت ہی معقول و مدلل جواب مل سکتا ہے۔ اپنے  
 اس عقائد نامہ کو حکم ماننے کے بعد دوسرا اقدام یہ کریں کہ پبلک پبلیٹ فارم سے اپنے مخالفین کے خلاف  
 طعن و تشنیع سے مکمل اجتناب کریں۔

نکتہ نمبر ۴۔ انگریزی محاورہ ہے (LIVE AND LET OTHERS LIVE) "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو"  
 اگر کوئی مسلمان سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے تو اسے پڑھنے دیں اور جو  
 خاموشی سے بیٹھ کر درود شریف پڑھے تو اسے مجبور نہ کیا جائے کہ وہ کھڑے ہو کر بلند آواز سے ضرور پڑھے۔  
 تمام مسلمان نماز میں "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ" پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتے ہیں تو نماز  
 کے بعد میں اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہیے۔

مسجدوں، خانقاہوں اور اوقاف کے جھگڑے بھی اسی جذبے سے طے ہو سکتے ہیں کہ مسجدوں  
 میں کسی کو نماز پڑھنے سے منع نہ کیا جائے۔ جن لوگوں نے مسجد تعمیر کی ہو انہی کے مسلک کی انتظامیہ ہو۔ اگر  
 اس طرح سب فرقے مل کر مرکزی نکتہ عظمت و وقار کو سامنے رکھیں تو پھر اختلاف باقی نہیں رہتا۔

اغیار نے جب بھی کسی اسلامی ملک کو تباہ و برباد کیا تو مذہبی اختلاف پیدا کر کے مسلمانوں کو مسلمانوں  
 سے لڑا دیا۔ فرقہ واریت نے اسلامی وحدت و استحکام کو زبردست نقصان پہنچایا ہے۔ کیا پاکستان کو  
 اب جن مسائل و مشکلات کا سامنا ہے اس کا احساس تمام فرقوں کے رہنماؤں کو نہیں ہے؟ اگر کوئی غیبی  
 ہاتھ انہیں باہم متحد کرنے میں حائل ہے تو پیشتر اس کے کہ خدا نخواستہ اندلس، لبنان، تاشقند، سمرقند،  
 بخارا، بغداد، دہلی اور افغانستان جیسے حالات پیدا ہوں۔ ہمارے مراکز دینی، مساجد، درس گاہیں و

مزارات اغیار کے ہاتھوں خاکستر ہو جائیں، ہماری ہو بیٹیوں، ماؤں بہنوں اور بیویوں کی عزتیں ظالمین و جابرین شہروں، قصبوں میں نیلام کرتے پھریں۔ ہمیں دل کی گہرائیوں سے فکری و ذہنی اتحاد قائم کر کے اغیار کے منصوبوں کو ناکام بنا دینا چاہیے۔ برطانیہ جیسا چھوٹا ملک ایک دور میں تمام متحدہ دنیا پر بالادستی حاصل کر سکتا ہے تو پاکستانی مسلمان منظم و متحد ہو کر کفر کی طاقتوں سے نبرد آزما کیوں نہیں ہو سکتے؟ اور اتحاد اسلامی کو زندہ حقیقت بنا کر سرخ اور سفید سامراجوں اور ان کے گماشتوں کو کیوں شکست نہیں دے سکتے۔ اس فارمولے کے بعد نوے کروڑ مسلمان ایک ناقابل تسخیر قوت بن سکتے ہیں اور باہمی تکفیر و تفسیق کا سلسلہ جس نے اُمت کے ٹکڑے کر دیئے ہیں یکسر ختم ہو سکتا ہے۔

مجھے یقین کامل ہے کہ اگر اس چار نکاتی فارمولا کو شرح صدر کے ساتھ قبول کر لیا جائے، تو اسلامیان پاکستان ایک زبردست طاقت بن کر سارے عالم اسلام کے لئے وحدت کی مثال قائم کر سکتے ہیں۔

ہر اک منظر تیری یلغار کا تیری شوخی منکر و کردار کا

اگر کسی کتاب میں قابل اعتراض عبارت نظر آئے تو اس کی مراد معین کرنے کا حق مصنف کو ہو۔ اور اگر وہ عبارت عام لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالتی ہو تو اس کی ایسی وضاحت کر دی جائے کہ غلط فہمی کا احتمال نہ رہے۔ اس پر بھی فریقین میں اتفاق نہ ہو تو علماء کے متفقہ بورڈ سے فیصلہ کر لیا جائے۔ اگر متفقہ بورڈ کی تشکیل نہ ہو سکے تو شرعی عدالت میں پیش کر کے فیصلہ کر لیا جائے لیکن جہاں مقام مصطفیٰ عصمت انبیاء اور تقدیس باری تعالیٰ کے سلسلے میں اگر کسی کتاب میں قابل اعتراض عبارت نظر آئے تو اس کے ظاہری اور تبادر معنی لئے جائیں گے اور کسی قسم کی تاویل کی اجازت نہیں ہوگی اس مسئلہ پر تمام مکاتب فکر حتیٰ کہ علماء دیوبند کا بھی اتفاق ہے۔ بہر حال پلیٹ فارم پر بحث و مناظرہ کا بازار گرم نہ کیا جائے اور تکفیر و تفسیق اور طعن و تشنیع سے کلی احتراز کیا جائے۔

محمد عبدالستار خان نیازی

مؤرخہ ۲۔ دسمبر ۱۹۸۲ء

نوٹ: بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ اس فارمولا میں غیر مقلد، اہل حدیث اور وہابی نجدی

خیالات کے لوگوں کو شامل نہیں کیا گیا۔ حالانکہ نکتہ اول میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شیخ محقق عبدالرحمن محدث دہلوی کے تذکرہ کے بعد کسی قسم کا اعتراض باقی نہیں رہ جاتا۔ اگر کوئی ابہام باقی رہ جاتے تو کتاب و سنت کی بالادستی و ہابسیہ نجدیہ پر بھی حاوی ہے البتہ اہل تشیع کے لئے نکتہ چہارم پر زور دینا ہوگا۔ وہ مثبت انداز میں اپنے عقائد بیان کریں، دوسروں کے خلاف سب و شتم سے باز آجائیں۔ اور مستقل موافقت اور مطابقت پیش نظر ہو تو علم تاریخ کے محققین اور راسخ العلم فقہار کا بورڈ مقرر کر کے دوسرے اختلافات بھی رفع کئے جاسکتے ہیں۔ بہر حال اخبارات میں اعتراضات پر وضاحت و استدراک کے عنوان سے نوائے وقت مورخہ ۷۔ فروری اور جنگ ۶۔ فروری ۱۹۸۳ء کو ایک مفصل بیان شائع ہوا تھا جسے اس بیان میں شامل کیا جاتا ہے۔ چہاڑ نکاتی فارمولا ہم نے ۲۔ دسمبر ۱۹۸۲ء کو پیش کیا تھا جو بعد ازاں نوائے وقت "اور جنگ" میں شائع بھی ہوا تھا۔ اس لئے اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔

## نوے وقت

لاہور \* راولپنڈی \* ملتان \* کراچی

پیر ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ، فروری ۱۹۸۳ء

### وضاحت و استدراک

## چار نکاتی فارمولا — واضح اور مکمل ہے

یہاں پر موجود تھی۔ ان کا یہ کہا کہ فارمولا غیر واضح ہے۔ اس اعتبار سے تو درست ہے کہ اس کے نکات ثلاثہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ حضرت شیخ عبدالحق محقق رحمہ اللہ مدین دہلی کے عقائد و نظریات (دب) فیصلہ ہفت مسئلہ (دج) المہند کی تفصیلات موجود نہیں مگر اس سے خود علامہ موصوف بھی اختلاف نہیں کر سکتے تھے علماء اہل حدیث کے لئے پہلا نکتہ بالکل واضح اور جامع ہے کیونکہ انہی حضرات کے وجود مسود سے برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کو فروغ نصیب ہوا۔ چوتھا نکتہ اس قدر گہرا ہے کہ اس میں بشمول اہل تشیع تمام فرقوں کے لئے دعوت اتحاد و مصالحت موجود ہے۔

میرے فارمولے کا مرکزی تصور عشق و اطاعت رسالت کا ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ہم اگر ایک امت واحدہ ہیں اور امتیازات رنگ و بون نسل و زبان وطن و بھائییت کے باوجود تاریخی وحدت ہیں تو محض ختمیت احکام رسالت کی پابندی سنت مطہرہ سے وابستگی اور عشقِ محمدی کے کلمہ جامع کی بنا پر بقول حکیم الامت حضرت علامہ اقبال

خوائے وقت مدظلہ جنوری ۱۹۸۳ء میں شائع شدہ چار نکاتی فارمولے اتحاد پر اکثر علمائے کرام اور محدثین اہل علم مسلمانوں نے مسرت و اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ اور متوقع ہیں کہ جلد از جلد اس فارمولے سے اتفاق رکھنے والے علماء، مشائخ اور علماء دین کی ایک کنونشن بلانی جائے جس میں ایک مؤثر لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ میرا فارمولا حرف آخر نہیں۔ میں اس کی تیس داموادح کے لئے ہر تجویز و مشورہ کا خیر مقدم کر دوں گا۔

آج کے اذخالات میں جیہت اہل حدیث کے رضا مولانا احسان الہی ظہیر نے اس فارمولا کو غیر واضح قرار دیا ہے اور ساتھ ہی انہوں نے میری سیاسی زندگی کے کچھ عرصہ کو فرقہ داریت میں شمار کیا ہے حالانکہ میں نے ہمیشہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اتحاد و اخوت بزرگ دریا ہے۔ علامہ صاحب جسے فرقہ داریت کہہ رہے ہیں وہ ان لوگوں پر عام ہوتی ہے جنہوں نے سقوطِ دہلی ۱۵۱۹ء کے بعد افتراق و انشقاق کی پالیسی پر عمل کیا ہے میری دعوت یہ ہے کہ آؤ! ہم سب ایک بار پھر اس اجتناب (اجماع امت) کو قبول کریں جو انگریزی استعمار سے قبل

دل بہ محبوبِ حجازی بستہ ایم  
 زیں جہت پایکدگر پیوستہ ایم  
 علامہ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھ  
 سے وضاحت طلب کی اور میری دعوت کے آخری پیرا  
 میں موجود ابہام کو دور کرنے کا موقع بہم پہنچایا ہے۔  
 میں نے جہاں یہ لکھا ہے کہ :

• اگر کسی کتاب میں قابلِ اعتراض عبارت نظر آئے  
 تو اس کی مراد متعین کرنے کا حق مصنف کو ہو جس کی وہ  
 عبارت ہے اور وہ عبارت اگر عام لوگوں کو غلط فہمی میں  
 ڈالتی ہو تو اس کی ایسی وضاحت ساتھ کر دی جائے کہ  
 غلط فہمی کا احتمال نہ رہے!

ان سطور میں صرف فقہ اور عقائد سے متعلق  
 امور کی بابت وضاحت کی طرف اشارہ کیا گیا۔ لیکن  
 جہاں مقامِ مصطفیٰ عصمتِ رسالت اور تعظیمِ باری کے  
 سلسلہ میں اگر کسی کتاب میں قابلِ اعتراض عبارت نظر  
 آئے گی تو اس کے ظاہری اور متبادر معانی کے جائیں گے  
 کیونکہ اس میں خود اکابرِ علمائے دیوبند کا قطعی فیصلہ ہے  
 الفاظِ رضائی کر رہا ہے۔

(۱) جو الفاظِ موم تقیر حضورِ سرور کائنات  
 صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔  
 اگرچہ کہنے والے نے نیتِ عقارت نہ کی ہو مگر ان  
 سے ہی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔  
 (لغات رشیدیہ، ص ۲۲ / مصنف مولانا  
 رشید احمد گلگرمی)

(ب) جن الفاظ میں ابہام گستاخی و بے ادبی کا ہونا  
 تھا ان کو بھی باعثِ ایذا جنابِ رسالت صلی اللہ علیہ السلام  
 ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ پس ان کلمات کفر کے بکلمہ  
 والے کو منع کرنا شدید چاہئے اگر مقدر ہو اور اگر باز  
 نہ آدے قتل کرنا چاہئے کہ موذی و گستاخ شانِ جناب  
 کبریا تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول امین صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ (الشہاب الثاقب) از مولانا  
 حسین احمد مدنی ص ۵۰)

اکابرِ علمائے دیوبند اکابرِ علمائے اہل حدیث اور  
 سوادِ اعظمِ اہل سنت و جماعت سب اسی موقف کو فیصلہ  
 کن قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس کی سند خود کتاب و سنت  
 سے ملتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں سورۃ بقرہ کی آیت ۱۰۴۔  
 ترجمہ: "لے ایمان والو! بلعنا" نہ کہو اور

یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں۔ اور پہلے ہی بغور  
سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔“  
اس آیت کریمہ کی بابت احادیث میں یوں وضاحت

آئی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ  
کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض  
کرتے: ”راعنا یا رسول اللہ“ اس کے یہ معنی  
تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے۔

یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھنے کا موقع دیجئے۔ یہود  
کے لغت (طریقہ کلام) میں یہ کلمہ سوہ ادب کے معنی  
رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا۔ حضرت  
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہود کی اس اصطلاح سے واقف  
تھے۔ آپ نے ایسا رد یہ کلمہ ان کی زبان سے نکلایا  
اے دشمنان خدا! تم پر اللہ کی لعنت! اگر میں نے اب  
کس کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن مار دوں گا۔ یہود  
نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں۔ مسلمان بھی تو یہی  
کہتے ہیں۔ اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر  
ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں ”راعنا“  
کہنے کی ممانعت فرمادی گئی۔ اور اس آیت کا دوسرا لفظ انعام

کچھ کا علم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی تعظیم تو ذی  
اور ان کی جانب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور  
جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر ملانا  
ممنوع ہے۔ پس ہر تن گوش ہو جاؤ تا کہ یہ عرض کرنے  
کی ضرورت ہی نہ رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
توجہ فرمائیں کیونکہ دربار نبوت کا یہی ادب ہے آیت  
کے آخری حصہ میں ”والکافرین عذاب الیم“ میں  
اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں بے ادب  
کفر ہے۔ خالکھا شہاب ثاقب اور لطف رشیدی کے مضمون  
نے آیت کے اسی حصہ سے استدلال کرتے ہوئے مرتکب  
بے ادبی کو مرتد احد واجب القتل قرار دیا ہے۔

”چہار نکاتی فارمولہ اس قدر واضح اور مکمل ہے کہ اس  
میں کسی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔ تاہم اگر کسی  
صاحب کو اس کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کرنی  
چاہیں تو مجھ سے مندرجہ ذیل ایڈریس پر رابطہ پیدا کر سکتے  
ہیں۔ محمد عبدالستار خان نیازی ۲۲/ اوٹکار روڈ /  
اسلام پورہ۔ لاہور۔“

# مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت

پروفیسر یونس حسن

ہر مسلمان کو "کھٹات محمد" اور "کشت المجرم" کا مطالعہ کر کے ان کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہئے اور اگر ایسا ہو جائے تو پھر کوئی فرقہ بازی اور تہمت نہ رہے گا اور امت متحد ہو جائے گی۔ اگر امام ربانی محمد الفاضل علی کی تعلیمات و عقائد کی حجت کو تسلیم کر لیا جائے اور ایسے تمام دوسرے مسائل اور کھٹات میں سے حاشا کرنے جائیں تو فرقہ وارانہ اختلافات کا ماحول حل ہو سکتا ہے کیونکہ امام ربانی کو تمام فرقے سے صلہ سلیم کرتے ہیں۔ اس طریقے سے مسائل حل کیے جائیں تو اتحاد و یکتہ کی حوصلہ شکنی نہ ہو سکتی ہے۔

پروفیسر صاحب نے "کھٹات محمد" پر پہلی بار "کھٹات محمد" کے سلسلے میں لکھا ہے "انہوں نے کھٹات محمد کے بعض حصوں کو جنہیں بریلوی حضرات اس کی امتیاز سے غور فرمایا ہے جانتے ہیں اپنے عقائد و عقیدہ رسالت کے متعلق ہیں کہ پہلی لگاوی ہے۔" سوال یہ ہے کہ توحید و رسالت کے حقائق ان کے اور مسلمانوں کے عقائد میں کیا فرق ہے اور "کھٹات محمد" میں کون سے عقائد ہیں جو مسلمانوں اور اہل کفر کے نزدیک شرک کے مرتبے میں آتے ہیں۔ اگر ان تفصیلات کو بیان کیا جائے تو بات لمبی ہو جائے گی لیکن حوالوں سے یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ اہل کفر و کفرانہ عقائد قرآن مجید میں مذکور ہیں اور وہ سنی کے بزرگوں کے نظریات و عقائد کے عین مطابق ہے اور خرابی "کھٹات محمد" میں نہیں ان کے مخالفوں کے انداز فکر میں ہے۔

بریلوی حضرات پر عبادت کو بیعت و سہیل سے الگ کر کے اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنے کا الزام بھی عائد کیا جاتا ہے جو بھی ایسا کرتا ہے لٹا کرتا ہے۔ اور پھر صاحب بھی اس الزام سے بری نہیں ہیں۔ انہوں نے بھی کھٹات محمد اور کشت المجرم کو اسی طرح اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ امام ربانی اور آج کل کے بعض کفر و کفرانہ عقائد کی حقیقت کو نہیں سمجھنے کے لئے تو ان کی کتب کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ اس کے علاوہ جو عقائد ان کتب میں ہیں کیا ان پر بھی یہ یقین رکھتے ہیں؟ اگر رکھتے ہیں تو پھر فرقہ بازی تو خود بخود ختم ہو گئی اور ملت کے اتحاد کی حوصلہ شکنی دور نہ رہی۔ کیا بات جب دیکھیں اہل حدیث اور دوسرے مکاتب فکر والے بھی صلیم کر لیں گے تو پھر ملت اسلامیہ متحد ہو جائے گی لیکن یہ طریقہ ہرگز درست نہیں کہ جو عبادت کام کی ہوگی اسے کتاب سے احوال لیا جائے اور نہ ہی اس سے زیادہ طریقہ عبادت کو سیکھنا سہیل سے الگ کرنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ خطا کیونست خیال کے لوگ علامہ اقبال کے اس شعر کو اپنے نظریے کے حوالے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

جس کھیت سے دیکھیں کو سمرنہ ہو روزی  
اس کھیت کے ہر خوش گندم کو چلا دو

حالانکہ ان کی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ تو راج العقیدہ مسلمان تھے۔ کاش ہم دوسروں پر انہی اٹھانے سے ڈرتے کہ یہاں میں بھی جھانک لیا کریں تاکہ ہماری باتوں سے کسی دوسرے مسلمان بھائی کی دل آزاری نہ ہو۔ اگر مسلمان چلے آتے مگر امام ربانی امام غزالی مولانا جامی مولانا روم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے رواداری اور مددگار کو اپنا سبب تسلیم کر لیں۔ یہی چاہئے جو حق و باطل میں سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صدق شہادی اور حسن اخلاق کی خوبی سے نوازے۔

پاکستانی "تحریک پاکستان" اور مسلم لیگوں کے حلقے کیا سوچتے تھے جن حلقوں سے یہ ہیں ہے کہ صرف دو اصحاب کے کردار کا مقابلہ ایک پوری جماعت کے کردار سے نہیں کیا جاسکتا؟ مگر پھر صاحب ہیں کہ ان کے کردار کو کم تر ظاہر کر رہے ہیں اور دوسرے حضرات کا کردار کو ہاتھی کر رہے ہیں۔

پھر صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں "لیکن اس فرقہ وارانہ رجحان کا کیا علاج کہ صرف امام ابو حنیفہ کو سنی فرقہ کا امام کہا جائے اور ان کی قدر پر عمل نہ کرنے والوں کو دوسرے اقطاب سے عقب کیا جائے۔" موصوف کی یہ منطقی عقیدہ برائے عقیدہ کے فلسفے کی عکاس ہے اور آپ کسی قبیلہ اور صنفی جماعت میں پڑنے کے لئے ہرگز تیار نظر نہیں آتے اور یہ بات انہوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے لکھی ہے۔ "ہمارا اسلام" حصہ چہارم میں منطقی دلیل نہیں برکھتی لکھتے ہیں۔ "صغیر شریف" کے ارشاد کے مطابق دنیاؤ آخرت میں نجات پانے والا مسلمان کا بار ادا کرنا ہے مولانا غلام احمد علی صفت و جماعت کلبہ اور یہ ناجی گروہ اول صفت و جماعت آج کا مظاہرہ ہے، ایسی ہی صفت و جماعت میں بھی جو برائی ہے۔ تب

تاہم سے آج تک ساری امت مرحومہ کا عمل یہ رہا ہے کہ جو خود جنت نہ ہو کسی جنت کی بھی نہ کرے۔" یہ منطقی بھی ایک بریلوی منطقی کہے۔ اتحاد کے حوالے سے دار ہے سوچنا نہیں کرتے۔ پھر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ بریلوی حضرات یہ کہتے ہیں کہ تمام لوہا و مشاغل بریلوی تھے۔ ان کا دعویٰ صرف یہ ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت سے تھے اور وہ اعتراف کرتے ہیں کہ دیکھیں امام ربانی کی اصطلاحیں تو صرف ایک صدی پہلے کی پیداوار ہیں اور مولانا جامی صاحب کے چار لاکھ سال پہلے سے ملت لکھی گئی ہے۔ اس لئے وہ منطقی بھی درست نہیں کہ بریلوی ادیبانہ کو بریلوی کہتے ہیں۔ پھر صاحب نے مولانا غلام احمد کو چیلنج کیا ہے کہ جو شخص انہیں تراشی ہے۔ قبر سنی کا انہیں ملے گا۔ مگر یہ منطقی نہیں کہ بریلوی حضرات سے جو دوسرے مسلم طریقے سے کھیل گئی ہے۔ قبر سنی کی مخالفت میں بریلوی بھی کسی دوسرے گروہ سے کچھ نہیں ہیں اس سلسلے میں "احکام شریعت" از مولانا محمد رضا "حیات امام رضا" از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کا باب رد بدعت دیکھنا چاہئے۔ مولانا محمد رضا نے قبر کے ساتھ ایک اور بات لکھنے تک سے منع کیا ہے۔ عورت کو قبر پر جانے سے روکنا اس طرح بریلوی روٹنی کرنے اور چار چھلانے کے بارے میں بھی تو ہے موجود ہیں۔

پھر صاحب نے کھٹات محمد اور کشت المجرم کو حوالہ کے طور پر پیش کیا ہے سب مانتے ہیں کہ حضرت داتا گنج بخش اور امام ربانی سے صلہ سلیم اور صلہ ہرگز کو شرک سے پاک کرنے آئے تھے

لئے وقت ۱۳ جنوری ۱۹۸۳ء میں جناب پروفیسر یونس حسن کا مضمون بعنوان "مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت" شائع ہوا اور مولانا محمد اسلم نیازی صاحب کے مضمون "۱۶ اگست کے جواب میں لکھا گیا" مضمون پڑھنے پر یہ چلا کہ صاحب مضمون نے صرف بریلوی حضرات کو ہاتھ پیرا ہوا ہے اور صاحب میں اس حد تک نہ کہ دوسروں کے الزام لگوا رہے ہیں۔ یہ دیکھتے ہوئے ان سے بھی آگے بڑھ جائیں۔ پھر صاحب لکھتے ہیں کہ۔ "مولانا علی قاری اور مولانا شبیر احمد عثمانی بھی دیکھتے ہیں کہ اگر میں سے ایک پاکستان میں ان کا کردار اور اثر مولانا جامی اور ان کے پیروں کے کردار کے مقابلے میں بہت زیادہ تھا۔" ان کے کہنے سے تو لوگوں کی بڑی تعداد کا کچھ بھول کر لکھتے ہیں اتفاق و توفیق سے پیدا نہیں کر سکتے۔ اگر تحریک پاکستان میں ان حضرات کا اثر لکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ "بہرائی نس" کا خطاب کس نے کیا؟ کون سے جماعت اہل اسلام اس لئے مسلم میں مدغم کی؟ "جو مسلم لیگ کو ہونے لگا اس لئے مولانا قاری کے قبرستان میں نہ دفن کیا جائے" یہ منطقی کس کا؟ کاش مسلم کے اقطاب اس ہستی کے خطا کے جواب میں تھے کہ ب آپ جیسے بزرگوں کی دعا میرے شامل حال ہے تو میں اپنے گمراہی سے کامیاب ہوں اور آپ سے وہ کراہوں کہ میں ہر مقصد سے کبھی کچھ نہیں بھول گا۔ "بہرائی نس" کا خطاب مولانا خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب نے لکھا ہے۔ فاتح مولانا عبداللہ بدایونی تھے۔ جماعت اہل اسلام کو سید انصوار قادری نے مسلم لیگ میں مدغم کیا تھا۔ حذکرہ لکھتے ہیں کہ سید جماعت ملی شہ کے تھے۔ سنی کانفرنس ۱۹۳۶ء میں مسلمان جمع ہوئے تھے جن میں دس ہزار علماء اور مشائخ تھے۔ کانفرنس میں مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے فرمایا تھا۔ مسلمان کی تجویز سے جمہوریت اسلامیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس سرائی) کو کسی طرح دستبردار ہونا منظور نہیں خواجہ محمد علی جناح اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں۔ "یہ منطقی ہے ہندو یہ دلول اور یہ ہندوستانی جب "ہندووں کا کردار" قرار دیا جائے تو کی باتیں ہے سنی ہو جاتی ہیں۔ مولانا محمد اعظمی صاحب نے انہیں خصوصاً اہل حقیت سے کٹ کر صرف ایک عرب اور مسلم فرقہ بنانے کے لئے پر رہے؟ اس طرح انہوں نے پہلے سنی پاکستان دارا دیکھا تھا۔

کاش مسلم نے فرمایا تھا کہ تحریک پاکستان کے مضمون کو مخالف بنا کر ان کی کرتوتوں کا خیال رکھنا اب وقت آ گیا ہے کہ ان کی جوں کا توں وہ چاک کیا جائے۔ گزشتہ ۳۶ سال سے کاش پاکستان کے خط و کتابت کی جاتی رہی ہیں۔ کتبوں کی درجہ ان سے بھی چھپ جائے گا کہ آج کے بعض "بوسے

عکس مضمون ظفر اللہ سندھو، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، بعنوان "مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت" کو الہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۱۔



قول فی فضل



# قولِ فصل

کم نظر بے تابی جا نم ندید

آشکارم دید و پنهانم ندید (اقبال)

اتحاد بین المسلمین کے متعلق جس اخلاص اور دردمندی کے ساتھ میں نے اپنی معروضات پیش کی ہیں اور جس طرح چار نکاتی فارمولہ میں مدت المرید کے اختلافات، تنازعات اور مشاجرات کو ختم کرنے کے لئے ٹھوس تجاویز قوم کے سامنے رکھی ہیں، افسوس ہے کہ تنگ نظر متعصب اور کوتاہ اندیش حضرات نے اس کی قدر نہیں کی۔۔۔۔۔ یہ لوگ آج تک یہ مغالطہ دیتے رہے ہیں کہ فرقوں کے درمیان اختلافات فروعی اور سطحی ہیں۔ اور یہ کہہ کر کہ متحد ہو جاؤ، ایک دوسرے کے قریب آ جاؤ، ایک جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ اور متفق علیہ مذہبی قیادت تسلیم کر لو۔ ان نعروں کا جو اثر ہوا وہ ہر کہہ و مہ کے سامنے مناظروں اور مجادلوں سے بڑھ کر مقاتلوں تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ اس لئے مرض کی علامات کا علاج سوچنے کے بجائے اس کے اصل اسباب معلوم کئے جاتے اور اس کے کلیتہً استیصال اور خاتمہ کی کوشش کی جاتی۔ راقم الحروف نے اسی مطمح نظر کو سامنے رکھ کر فوری، وقتی، دوامی اور مستقل علاج تجویز کیا ہے۔ مجھے توقع تھی کہ صاحبِ دل حساس اہل علم سامنے آئیں گے اور ایک خصوصی اجتماع کے اندر جامع و مانع لائحہ عمل مرتب کر کے ملت کے تمام طبقات کو دعوتِ عمل دیں گے۔ مگر افسوس ہے ایسا نہ ہوا۔

جہاں تنقید، تعریض اور دشنام طرازی پر مشتمل خطوط ملے ہیں وہاں کافی تعداد ایسے اہل علم

کی بھی موجود ہے جنہوں نے میری تحریک اتحاد کی تائید و حمایت کا وعدہ کرتے ہوئے ہر ممکن ایشیا و قربانی کا یقین دلایا ہے۔ انشاء اللہ ہم عنقریب ملت کے تمام بھی خواہوں اور دینِ قیم کے سچے خدام کو ایک مجلس مشاورت میں شرکت کی دعوت دیں گے چونکہ ہمارا موقف صحیح ہے، مقصد حصولِ رضائے الہی اور طریق کار عشق و اطاعتِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لئے فوز و فلاح ہمارا مقدر بن چکا ہے۔

## خلطِ مبحث

بعض متعصب فرقہ پرست اور عاقبت ناندیش لوگوں نے ہمیں بحث و مناظرہ میں الجھانے کی کوشش کی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ہم پرانی بحثوں کو تازہ کرتے ہوئے پھر میدانِ مناظرہ و مجادلہ کا بازار گرم کر دیں گے۔ ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمیں اپنی منزل عزیز ہے اور اتحاد بین المسلمین کی فرضیت کا اس قدر شدید احساس ہے کہ ہم مفسدین کی عائد کردہ ان تمام تعویقات کو خنجرِ استہزام سے ٹھکراتے ہوئے کہہ دیں گے کہ

برو این دام بر مرغِ دیگر نہ کہ عنقار بلند است آشیانہ

بہر حال محض اس خیال سے کہ مفسدین کی ریشہ دو اینیوں اور دسوسہ اندانیوں سے لوگ گمراہ نہ ہو جائیں ہم ہر راہ ہے ان نافر جام بداندیش لوگوں کے اٹھائے ہوئے اعتراضات کا سرسری نوٹس ضرور لیں گے تاکہ عامۃ المسلمین ان کے شر سے محفوظ رہ جائیں۔

۱۔ معترض نے میرے مضامین کے صرف ایک جُز کو دیکھا ہے۔ اگر تمام قسطیں پڑھ لیتے تو اسے شافی جواب مل جاتا۔ "لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ" کا قرآنی جملہ لکھ کر اس نے ہمیں فریقِ ثانی کی نگارشات کو تمام و کمال ملاحظہ کرنے کا مشورہ دیا ہے اور خود امورِ تنقیح کی ایک شق کو دیکھ کر گمراہ ہو گئے اسی کو کہتے ہیں۔ ع۔ دیگر اراںِ النصیحت خود را نصیحت

۲۔ ہمارے مضمون کی تمام اقسام میں تحریکِ پاکستان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ نہ کسی کی اس باب میں

مدح کی ہے اور نہ قدح۔ علامہ شبلیہ احمد عثمانی اور مولانا حسین احمد مدنی کا تذکرہ کر کے انہوں نے  
بمصدقہ معشوق ما بہ شیوۃ ہر کس برابر است  
بما شراب خورد و باز ہد نماز کرد

دونوں کی مدح سرائی کی ہے۔

ان دونوں دیوبندی علماء میں بعد المشرقین ہے۔ ایک نظریہ پاکستان کو حق مطلق سمجھتا ہے اور دوسرا  
گمراہی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ معترض کے دونوں معرّزہ و محترم مہدّوح مقتدا ہیں۔ دیوبند کے جشن  
صد سالہ میں فریقین کے مریدین اور متوسلین نے آنجہانی اندرا گاندھی کی صدارت میں ایک پلیٹ فارم پر  
جمع ہو کر کانگریس کے اصنام باطلہ گاندھی، نہرو، پٹیل اور آزاد کے ساتھ بذریعہ آنجہانی بھارتی وزیر اعظم  
(اندرا گاندھی) سیاسی تجدید بیعت کی ہے۔ اس طرح معترض کے بعض اسلاف کی جو خوبی تھی اُسے  
بھی قعر دریاے گنگا غرق کر دیا۔

۳۔ کفر الایمان کی فضیلت اور فصاحت سے قطع نظر ہم نے اتحاد کے علم برداروں کو متوجہ کیا تھا  
کہ وہابیت، نجریّت، سلفیت اور سنیت نیز شیعیت، خارجیت اور دیوبندیت کے امتیازات  
سے بالاتر ہو کر پابندیوں کی مخالفت کرنی چاہیے تھی اور احقاق حق و ابطال باطل کے لئے  
علمی تحقیقی انداز اختیار کرنا چاہیے تھا۔ ہم نے آج تک مخالفین کی کسی کتاب کی ضبطی کا مطالبہ  
ہرگز نہیں کیا اور نہ کریں گے۔ ملاحظہ ہو ہماری کتاب "نعرہ حق" مطبوعہ دسمبر ۱۹۷۶ء، صفحہ ۲۷  
"ہم تقویۃ الایمان" جیسی کتابوں کی ضبطی کا مطالبہ نہیں کرتے کیونکہ ان ہی کتب کی بدولت  
آپ کا تشخص قائم ہے۔ اپنے بیان میں داعیان اتحاد کو مخلصانہ مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ  
ضبطی، تلفی یا پابندی جیسے احمقانہ اقدامات کی پُر زور مخالفت کرتے رہیں۔ اوقاف کی بابت  
ہم نے اپنے چار لکائی فارمولا میں واضح کیا ہے کہ عدل و انصاف کا تقاضا تھا کہ جس عقیدہ و مسلک  
کے اوقاف ہیں انتظام بھی اُن ہی کے سپرد ہوتا... یعنی واقف کے عقیدہ و مسلک کو فیصلہ کن  
قرار دیا جائے اور اس کی وصیت کو نص کا درجہ دیا جائے... جن لوگوں نے مسجد تعمیر کی ہے

ان ہی کے مسلک کی انتظامیہ ہو۔“

۴۔ حکومت سعودیہ و عرب امارات کو ہم نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۷۔ مارچ ۱۹۸۲ء میں متوجہ کیا تھا کہ آپ کو اگر یہ شوق ہے کہ اُمتِ محمدیہ کو ایک ترجمہ پر جمع کیا جائے تو ایک عالمی مؤتمر کا اہتمام کیجئے۔ جس میں ساری دُنیا سے مسلمانوں کے نمائندہ جید علماء دین اور مفسرین قرآنِ عظیم کو دعوتِ شمولیت دیں جو اتحادِ عالمِ اسلام کی خاطر باہمی مذاکرہ و مفاہمت کے بعد صرف ایک ترجمے پر جمع ہو جائیں۔۔۔۔۔ جب تک کسی ایک ترجمے پر اجماعِ اُمت نہیں ہو جاتا کوئی شخص، جماعت، ادارہ یا فرقہ، پارٹی یا حکومت اپنی مرضی کا ترجمہ دوسروں پر مسلط نہیں کر سکتی۔ آپ نے اپنی مرضی اور عقیدہ ذاتی کو مسلط کر کے نہایت ہی غیر دانش مندانہ اقدام کیا ہے۔۔۔۔۔ اس تعمیری تجویز سے آپ کو اتفاق نہیں تو یہ فیصلہ صرف اپنے فرقہ تک محدود رکھیں تعصب اور ہٹ دھرمی پر اصرار نہ کریں۔“

خُدارا قارئین کرام غور کریں کہ اس سے بڑھ کر کوئی معقول اور مناسب تجویز نہیں ہو سکتی جیسا ہے کہ اتحاد کے یہ نام نہاد داعی دولتِ خداداد پاکستان میں بھی ضبطی، تلفی اور پابندی کے فتنہ کو ہوا دے رہے ہیں۔

۵۔ معترض کی ابلہ فریبی دیکھئے کہ الیکشن کے نتائج کو معیار قرار دینے کے بعد اُسے یہ یاد نہیں رہا کہ الیکشن کمیشن کی رپورٹ ۱۹۷۷ء کے مطابق ملک بھر میں پیپلز پارٹی کے بعد سب سے زیادہ ووٹ جمعیتِ علماء پاکستان کو ملے تھے اور ضمنی انتخاب (حیدرآباد، سندھ) جیت کر اپنی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کا سکہ بٹھا دیا۔ شرح فی صد حسب ذیل تھی:-

د۔ پیپلز پارٹی ۳۳ فی صد      ب۔ جمعیتِ علماء پاکستان ۱۳ فی صد

ج۔ جمعیتِ علماء اسلام ۳ فی صد      مسلم لیگ تیسرے نمبر پر تھی۔

۶۔ (الف) پُر امن شہروں کی مجلسی زندگی اور پرائیویٹ اعمال و اشتغال کو پروڈالمر کے عوض حکومت کے نوٹس میں لانا اگر جاسوسی نہیں تو اور کیا ہے؟

ب۔ معترض کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ بفضلہ تعالیٰ "ورلڈ اسلامک مشن" نجدیوں سے ایک پائی  
 امداد لینے کا بھی روادار نہیں۔ ہیلی فیکس (یو۔ کے) کی سٹی جامع مسجد کو نجدیوں نے گذشتہ سال  
 ڈیڑھ لاکھ پونڈ دینے کی پیش کش کی بشرطیکہ خطیب وہابی رکھ لیا جائے۔ مگر باغیر اہل سنت و  
 جماعت نے عطائے توبہ لقاے تو "کہہ کر اسے مسترد کر دیا۔

ج۔ تیرہ مسجدوں کا تذکرہ محض "ایجاد بندہ" ہے اور معترض کو غالباً معلوم ہوگا کہ گذشتہ سال  
 ۲۱-۲۲ اپریل ۱۹۸۳ء کو ویسٹ سٹی کانگریس ہال (لندن) میں ائمہ و خطباء مساجد کونسل کی  
 کانفرنس میں مولانا حافظ عبد الرحمن (جامعہ اشرفیہ) اور ڈاکٹر علامہ خالد محمود کی موجودگی میں  
 خاکسار کے خطاب کو تمام لوگوں نے بلا امتیاز فرقہ و مسلک نہ صرف پسند کیا بلکہ تحسین و  
 مرحبا کہا اور اس پر فخر کرتے ہوئے اپنی درخواست پر مجھے نماز ظہر کی امامت کے لئے مجبور کیا  
 نیز چار نکاتی فارمولا کی مکمل تائید و حمایت کا اعلان کیا۔

۶۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہماری جانب سے پیش کردہ کوئی اقتباس یا عبارت سیاق و سباق  
 سے منقطع نہیں۔ اگر اس پر یقین نہ آئے تو جناب محمد منشا تابش صاحب قصورامی کی مشہور عام  
 تالیف "دعوت فکر" (جو تمام علمی حلقوں میں متعارف ہے) کا بغور مطالعہ کریں۔

۸۔ معترض برکات انگلشیہ کی طرح برکات نجدیہ کے تذکرے میں بھی رطب اللسان ہے،  
 اُسے یہ بھول گیا کہ ۸۰۳ء میں مکہ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں صحابہ کرام اور اولیاء عظام  
 کے مشاہد کا کیا حشر کیا گیا جنت المعلیٰ اور جنت البقیع کو کیسے کھنڈرات میں تبدیل کر دیا گیا۔  
 گھروں اور بازاروں میں پرامن اور مظلوم باشندوں کو کیسے تہ تیغ کر دیا گیا اور حال ہی میں  
 سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ، حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہما اور حضرت مالک انصاری (صحاب رسول رضی اللہ عنہم) کے مزارات کو پوند خاک  
 کر کے اجسادِ طاہرہ کو نامعلوم مقامات پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ اگر ان میں کوئی شعور ہوتا اور عصری  
 تقاضوں سے باخبر ہوتے تو خاص طور پر حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کو

باقی رکھتے اور دنیا کو بتاتے کہ ہمارے آقا اور مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کائنات ہونے کے باوجود حضرت عبداللہ کے صلب سے پیدا ہوئے۔ ہر شخص مزار مقدس کی نادر تاریخی یادگار کو دیکھ سکتا حضور کے والدین کریمین کے مزارات کی موجودگی سے عقیدہ عیسائیت اقا نیم ثلاثہ والوہیت عیسیٰ کی تردید کے ساتھ ساتھ اسلامی توحید کی زبردست تائید ہو جاتی۔ اُسے یہ بھی معلوم نہیں کہ آج کل کی حکومتوں کا دستور ہے کہ باہر سے آنے والے حکمرانوں کو ایک گمنام سپاہی کی قبر پر لے جاتے ہیں اگر ان کے مقابلہ میں بیرونی حکمرانوں کو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے والد مکرم کے مزار پر انوار پر لے جاتے تو نہ صرف عقیدہ توحید کو تقویت ملتی بلکہ دینِ قیم کی تاریخ ساز حیثیت بھی واضح ہو جاتی۔ علاوہ ازیں ۱۳۱۳ ہجری و ہابیوں کو جرمِ تنقید و احتساب کی پاداش میں تہ تیغ کرنا اور چار سو سے زائد پاکستانی شہریوں کو (جو سعودیہ کے اقامہ اور ویزے رکھتے تھے) جلا وطن کر دینا کون سی دینی خدمت ہے، جس کے تصور میں معترض پاگل ہو جا رہا ہے۔ ۲

۱۹۹۹ء / نومبر ۱۹۹۹ء میں ۱۳۱۳ ہجری و ہابیوں نے بیت اللہ شریف میں جمع ہو کر موسم حج کے موقع پر حکومت سعودیہ کی غلط معاشرتی، معاشی اور مذہبی پالیسیوں پر تنقید کی اور حکومت کو اصلاح احوال کا مشورہ دیا۔ نازک مزاج شاہاں تاپ سخن نذرند کے مصداق تنقید و احتساب کرنے والوں کو منافق و مرتد قرار دے کر قتل کر دیا اور اس مہم کے دوران بیت اللہ میں گولیاں چلائیں اور توپوں سے گولہ باری کر کے حجاج بن یوسف کے بعد زبردست بے حرمتی کا ارتکاب کیا۔

۳ ہم معترض کی توجہ خاص طور پر اُس دل نراش واقعہ ہائلہ کی جانب مبذول کروانا ضروری سمجھتے ہیں جو ہم تک حضرت مولانا حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری (مشہور محقق و عالم دین) کی زبانی پہنچا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:-

”مدینہ منورہ میں ایک شخص اقامہ لے کر اہل و عیال سمیت رہائش پذیر تھا۔ اُس کی اہلیہ دو خور و سال بچے چھوڑ کر فوت ہو گئی تھی۔ وہ کام کاج پر جانے سے قبل بچوں کو کھانا کھلا کر جاتا۔ ایک صبح وہ ناشتہ لینے کے نکلا تو نجدی پولیس نے اُسے پکڑ لیا۔ اُس نے کہا کہ میرا (باقی برصغیر آئندہ)



## الموافقات

(علماء دیوبند اور علماء اہل سنت و جماعت کی فکری و اعتقادی موافقت)

ہم نے تیسری قسط نوائے وقت مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۸۴ء میں لکھا تھا کہ دوسرے فرقوں کے مذکورہ بالا عقائد کی تردید میں خود ان کے مستند اور مجید علماء کی تصریحات موجود ہیں، آیات و احادیث کے علاوہ المہند علی المفند، فیصلہ ہفت مسئلہ، قصائد قاسمی، امداد السلوک اور نالہ امداد غریب وغیرہ تصانیف علماء دیوبند میں تمام قابل اعتراض عقائد کا جواب ہے۔

واعیان اتحاد کا فرض تھا کہ وہ اختلافی عقائد و نظریات کو بیان کر کے موافقت و مطابقت کی راہ نکالتے اور آئندہ نسلوں پر واضح کر دیتے کہ اختلاف کے مقابلے میں موافقت اور مطابقت کے

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) اقامہ (اجازت نامہ) گھر ہے اور بچے گھر پر اکیلے ہیں اور میں نے مکان کے دروازے کو باہر سے بند کیا تو اسے۔ انہذا مجھے اجازت دیں کہ گھر سے اقامہ لے آؤں اور بچوں کو کھانا دے آؤں۔ مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور اسے تھانہ لے گئے وہ شخص انہیں اپنے بچوں کے بارے میں کہتا رہا لیکن ان شقی القلب لوگوں نے ایک نہ سنی آخر چھ سات روز بعد رہا کیا تو اس نے گھر کے اندر داخل ہو کر اپنے بچوں کی لاشوں کو متعفن پایا۔!!!

اس دردناک وحشیانہ ظلم کی تصدیق مدینہ منورہ کے ہر شخص سے کی جاسکتی ہے۔ یہ خبر احقر کو مدینہ پاک کے متعدد وثیقہ افراذ نے بتائی؛

نجدی پولیس (شرطہ) کے قصبے، سعودی عرب اور دوسرے ممالک میں زبان زد خاص و عام ہیں۔  
حسین اتفاق ہے کہ یہ صفحات زیر کتابت تھے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور (مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۴ء) میں مشہور صحافی مجیب الرحمن شامی کا کالم "جلسہ عام" نظر سے گزرا جس میں مذکورہ واقعہ کو قلم بند کیا گیا ہے۔

دلائل زیادہ قوی ہیں بلکہ بعد کی تصانیف پہلے تمام نظریات کو ایک لحاظ سے منسوخ کر رہی ہیں  
تضادات سامنے آنے کے بعد کتاب و سنت کی فیصلہ کن رائے ساری اُمت کو پھر ایک مرکز پر جمع  
کر سکتی ہے۔

آج تک تنازعہ فیہ عبارات کی تاویلات اور توجیہات پر زور دیا جاتا رہا ہے۔ حالانکہ مقتدا  
مصطفیٰ، عصمت انبیاء اور تقدیس باری تعالیٰ کے بارے اگر کسی کتاب میں قابل اعتراض عبارت  
نظر آئے تو اس کے ظاہری اور متبادر معنی لئے جائیں گے اور کسی قسم کی تاویل کی اجازت نہیں ہوگی  
الفاظ بدلنے پڑیں گے۔ اسی طرح جیسے اللہ رب العالمین نے قرآن پاک میں "رَاعِنَا" کے بجائے  
"انظُرْنَا" کا لفظ رکھ دیا اور کسی قسم کی تاویل یا توجیہ کا راستہ کھلا نہیں رکھا۔ یہ ایک ایسا مسئلہ  
ہے کہ جس پر تمام مکاتب فکر بشمول علماء دیوبند سب کا اتفاق ہے مقصد یہ ہے کہ پلیٹ فارم پر بحث و  
مناظرہ کا بازار گرم نہ کیا جائے۔ اور تکفیر و تفسیق اور طعن و تشنیع سے کلی احتراز کیا جائے۔

۱۔ وہابیہ نجدیہ کے مسلمہ مقتدا ابن تمیمیہ (م۔ ۲۸۰ھ) اپنی مشہور کتاب "الصارم المسلمون علی  
شاتم الرسول" کے صفحہ ۲۰ و ۲۱ پر لکھتے ہیں :-

(أ) مَنْ آذَى الرَّسُولَ فَقَدْ آذَى اللَّهَ وَمَنْ اطَاعَ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ... (الخ)

وقد أقامه الله مقام نفسه في أمره ونهيه وأخباره وبيانه فلا يجوز أن يفرق  
بين الله ورسوله في شئ من هذه الأمور

(ب) مَنْ آذَى الرَّسُولَ فَقَدْ آذَى اللَّهَ :- أحد هاتين قرنين ايذاء  
بأيذائه كما قرن طاعته بطاعته - فمن آذاه فقد آذَى اللَّهَ تعالى - وقد جاء

ذلك منصوصاً عنه - ومن آذَى اللَّهَ فهو كافرٌ حلال الدَّم - يبين ذلك أن اللَّهَ  
تعالى جعل محبة اللَّهَ ورسوله وإرضاء اللَّهَ ورسوله وطاعة اللَّهَ ورسوله شيئاً

واحداً - فقال تعالى (أ) قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ... (الخ) (۲) وَأَطِيعُوا  
اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَفِي مَوَاضِعَ مُتَعَدِّدَةٍ (۳) وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ

ترجمہ۔ (ا) اللہ کی حرمت اور رسول کی حرمت ایک ہی چیز ہے پس جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی اُس نے اللہ جل جلالہ و عظم نوالہ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اطاعت کی رسول کی پس تحقیق اُس نے اطاعت کی اللہ کی کیونکہ اُمتِ محمدیہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت کے بغیر خدا تک نہیں پہنچ سکتی اس کے بغیر ان کے پاس کوئی طریقہ اور ذریعہ نہیں ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مقام پر (یعنی نیابتِ الہی کے مقام پر) لاکھ لاکھ ایسا ہے اور امر و نواہی کا نفاذ حضور کے ذریعے ہوگا۔ آپ اخبارِ غیب بیان کریں گے اور ان اخبار کی تفسیر اور توضیح بھی آپ ہی کے ذریعے ہوگی پس اس امر کی اجازت نہیں ہے، ان تمام امور میں کسی شے کے اندر اللہ اور اللہ کے رسول کے درمیان فرق پیدا کیا جائے؟

ترجمہ۔ (ب) جس نے تکلیف دی رسول اللہ کو اُس نے تکلیف دی یعنی ایذا پہنچائی اللہ کو۔ ان میں پہلی بات یہ ہے کہ اللہ رب العالمین نے اپنی ایذا کو رسول اللہ کی ایذا کے ساتھ اسی طرح ملا دیا ہے جس طرح اپنی اطاعت کو رسول اللہ کی اطاعت کے ساتھ ملا یا ہے۔ پس جس نے ایذا پہنچائی حضور کو تحقیق اُس نے ایذا پہنچائی اللہ تعالیٰ کو اور اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے نص صریح میں بیان فرما دیا ہے اور جو ایذا پہنچائے اللہ اور اللہ کے رسول کو تو وہ کافر ہے اور اُس کا خون معاف ہے! اللہ تعالیٰ اس کو واضح فرماتا ہے، کہ اُس نے اپنی اور اپنے رسول کی محبت، اپنی رضا اور اپنے رسول کی رضا، اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کو واحد چیز قرار دیا ہے اور اُس کی تائید میں قرآن پاک کی متعدد آیات موجود ہیں مثلاً (ا) "آپ فرمادیں کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں، تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کا مال، وہ سود جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکانات، یہ سب چیزیں اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو انہیں نظر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں اپنا حکم صادر فرمادے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی

کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔“ (۲۹/۲)، (۲) اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول  
کی۔“ (۲۹/۵)، (۳) اللہ ورسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے۔“ (۹/۴۲)

علیٰ بن ابی القیس، بیعت، انفال، شقاق، محادّات، ایذار، معصیت اور عصیان، اللہ کے خلاف  
ہو یا رسول کے خلاف دونوں کا ایک ہی مدعا اور مقصد ہے۔

۲۔ حافظ ابن قیم (شاگرد رشید ابن تیمیہ) نے اپنی مشہور تصنیف ”الفوائد“ کے صفحہ ۵۳ پر حضور پر نور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو واضح کیا ہے۔ فرماتے ہیں:-

”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقام احتیاج کو اللہ کی نسبت مکمل کر لیا تو  
اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو دنیا اور آخرت میں حضور کا محتاج بنا دیا۔ دنیا میں کھانے  
پینے اور اپنی جان کی حاجت سے بھی حضور کی انہیں زیادہ حاجت ہے، اور آخرت  
میں اس طرح کہ وہ دوسرے پیغمبروں اور رسولوں سے شفاعت طلب کریں گے یہاں  
تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی انہیں مشکل سے نجات دلائیں گے اور باقی انبیاء شفاعت  
میں حضور سے پیچھے ہوں گے اور حضور سب کے شفیع ہوں گے اور حضور ہی ان کے  
لئے جنت کا دروازہ کھلوائیں گے۔“

۳۔ امام سخاوی (م ۹۰۲ھ) ”القول البدیع“ میں اور امام ابن قیم (م ۷۵۰ھ) ”جلاہ الافہام“ میں  
مختلف سندوں اور حوالوں سے مندرجہ ذیل واقعہ لکھتے ہیں کہ:-

”امام ابو بکر بن محمد بن عمر کہتے ہیں کہ میں امام ابو بکر بن مجاہد کے پاس تھا اتنے میں حضرت  
شبلی علیہ الرحمۃ تشریف لائے (یہ شبلی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پیران عظام  
میں سے ہیں) تو امام ابو بکر بن مجاہد نے حضرت شبلی سے معاف کیا (یعنی انہیں گلے  
لگایا) اور ان کی پیشانی چومی ہیں (ابو بکر بن محمد بن عمر) نے ان سے عرض کی یا سیدی  
آپ شبلی کا اس قدر احترام اور ان سے اس قدر محبت فرماتے ہیں حالانکہ آپ اور اہل  
بغداد انہیں دیوانہ قرار دیتے ہیں تو حضرت امام ابو بکر بن مجاہد نے فرمایا کہ میں نے شبلی

کے اسی طرح (احترام کا) کا برتاؤ کیا ہے جس طرح میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برتاؤ کرتے دیکھا ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا حضرت شبلی حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس کی پیشانی چومی۔ تو میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ نے شبلی سے اس قدر نوازش فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ اس کی مجھے یہ بات پسند آتی ہے کہ یہ نماز کے بعد لَقَدْ جَاءَكَ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكَ۔ سورت کے آخر تک پڑھتے ہیں اور اس کے بعد تین مرتبہ کہتے ہیں صلی اللہ علیک یا محمد۔ صلی اللہ علیک یا محمد۔ بعد میں حضرت شبلی سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی۔“

(القول البدیع، ص ۱۷۳، جلام الافہام، ص ۲۹۷، تبلیغی نصاب، ص ۷۸۹)

۴۔ اہل حدیث اور غیر مقلدین کے مسلمہ عالم شمس العلماء سید نذیر حسین صاحب ہلومی (م۔ ۱۹۰۲ء) نے فتاویٰ نذیریہ کے صفحہ ۲۲۲ سے ۲۲۴ تک تفصیل کے ساتھ ایصالِ ثواب کی تائید کی ہے۔ بخوفِ طوالتِ کلام صفحہ ۲۲۵ پر ان کے فتویٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میت کے واسطے فقراء (فقروں و مساکین، مسکینوں) کو کھانا کھلانا میت کی طرف سے صدقہ کرنا ہے۔ لہذا اس کا ثواب بھی میت کو پہنچے گا۔“

۵۔ علامہ دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی حشمتی صابری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ مشربِ فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کرنا ہوں، اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوتی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر حاضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔“  
(فیصلہ ہفت مسئلہ، ص ۷)

۶۔ مولانا رشید احمد گنگوہی سید لطائفہ علامہ دیوبند (م۔ ۱۹۰۵ء) اپنے فتاویٰ کے صفحہ ۱۰۲ پر لکھتے ہیں کہ ”بلاتعیین یوم کھانا تقسیم کرنا یا دینا بطور صدقہ کے جائز ہے کیونکہ صدقہ کرنا طعام کا کسی کے نزدیک

(بھی) ناجائز نہیں۔ قال فی الهدایۃ الاصل فی هذا الباب ان الانسان له ان يجعل ثواب  
عمله لغيره صلوة او صوما او صدقة او غیرها یعنی ہدایہ میں کہا ہے کہ اس بارے میں  
اصل بات یہ ہے کہ انسان کو حق ہے کہ اپنی نیکی کا ثواب جس کو چاہے دے دے۔ نماز، روزہ،  
صدقہ اور دوسری نیکیاں۔

۴۔ احادیث نبوی کے مترجم، راسخ العقیدہ، غیر مقلدوں کے امام مولوی وحید الزمان صاحب (۱۸۲۰ء  
۱۹۲۰ء) اپنی کتاب "ہدیتہ المہدی" صفحہ ۵۹ پر فرماتے ہیں کہ ہمارے بزرگ امام ابن حافظ ابن قیم  
نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن میں فرمایا ہے إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى۔ اے حبیب آپ مردوں  
کو نہیں سنا تے اور وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَن فِي الْقُبُورِ۔ اس کا مطلب قرآن پاک کی عبارت  
اور مضمون سے یہ ہے کہ کافروں کے دل مردہ ہیں۔ آپ ان کو اس طرح نہیں سنا سکتے کہ وہ  
اس پر عمل کرنے لگیں اور اللہ تعالیٰ کا ان دونوں آیتوں میں یہ منشا نہیں ہے کہ مردے کچھ  
نہیں سنتے اور بھلا یہ منشا خداوندی کس طرح ہو سکتا ہے جب اُس کے محبوب سید الانبیاء  
نے خود فرما دیا کہ مردے اپنے پاس سے گزرنے والوں کی جوتیوں کی آواز بھی سنتے ہیں اور  
امام بسکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جاننا پہچاننا جیسے چیزوں کا علم، لوگوں کی آوازیں اور  
کلام کو سنا تو یہ تمام شہیدوں اور مردوں کے لئے ثابت ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ  
نہیں ہے۔ اور مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں کہ یقیناً نبی کریم نے حکم فرمایا اپنی امت  
(مسلمانوں) کو کہ جب قبروں کی طرف گزریں تو قبروں والے (مردوں) کو سلام کریں۔ اور یہ سلام  
کہ ناجب ہی صحیح ہو سکتا ہے جب کہ مردے سنتے ہیں۔ ورنہ یہ کہنا بالکل بے کار ہو جاتا ہے۔  
اور پھر لکھتے ہیں "والسلف یجمعون علی هذا" یعنی امت کے تمام پہلے بزرگوں کا یہ عقیدہ  
ہے کہ مردے سنتے ہیں اور مولوی وحید الزمان صاحب "ہدیتہ المہدی" (عربی) کے صفحہ ۶۰ پر  
یوں لکھتے ہیں کہ "وقال شیخنا ابن تیمیہ قد یتکلم المیت ویسمع ایضاً من کلامہ  
والاحادیث والاثار تدل علی ان الذائرتی جاء علویہ المزور وسمع کلامہ وانس بہ

ورد سلامه عليه وهذا عام في حق الشهداء وغيرهم وانما لا توقيت في ذلك وقد  
 شرع النبي لامتة ان يسلموا على اهل القبور سلام من يخاطبونه ممن يسمع ويعقل“  
 (ترجمہ بیان ہو چکا)

۸۔ ۱۔ امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی (۱۱۹۳ھ - ۱۲۲۶ھ / ۱۸۳۱ء) اپنے  
 پیرومُرشد سید احمد بریلوی کو نسبتِ چشتیہ حاصل ہونے کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں  
 کہ ایک دن آپ (سید احمد بریلوی) حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب القطاب بختیار کاکی  
 قدس اللہ سرہ العزیز کی مرقدِ منورہ کی طرف تشریف لے گئے اور ان کی مرقدِ مبارک پر  
 مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اس اثنا میں ان کی رُوح پُرفتح سے آپ کو ملاقات حاصل ہوئی۔  
 اور اُن جناب یعنی حضرت قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجہ کی کہ اس توجہ کے  
 سبب سے ابتدائے حصولِ نسبتِ چشتیہ کا ثابت ہو گیا۔“

(صراطِ مستقیم ترجمہ فارسی مطبوعہ اسلامی اکادمی، ص ۳۱۸)

ب۔ ان مراتبِ عالیہ اور مناصبِ رفیعہ کے صاحبان، عالمِ مثال اور عالمِ شہادت میں  
 تصرف کرنے کے مطلق ماذون و مجاز ہوتے ہیں اور ان بزرگواروں کو حق پہنچتا ہے کہ  
 تمام کلیات کو (کی) اپنی طرف نسبت کریں۔ مثلاً اُن کو جانتا ہے کہ کہیں عرش سے  
 فرش تک ہمارے مولے کی سلطنت ہے اور سب چیزوں کی طرف ہماری نسبت  
 مساوی ہے۔“ (الینا: ص ۱۹۹، ۲۰۰)

ج۔ پس جو عبادت کہ مسلمان سے ادا ہو، اُس کا ثواب کسی فوت شدہ کی رُوح کو پہنچائے  
 اور جنابِ الہی میں دُعا کرنا، اس کے پہنچانے کا طریق ہے، یہ بہت بہتر اور مستحسن  
 طریقہ ہے۔ اور وہ شخص کہ جس کی رُوح کو ثواب پہنچا رہا ہے اگر اُس کے حق داروں میں  
 سے ہے (تو) اُس کے حق کے برابر اس ثواب پہنچانے کی خوبی بہت زیادہ ہوگی۔ پس  
 اُمورِ مَرُوبہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی

میں کچھ شک و شبہ نہیں۔“ (ایضاً: ص ۱۱۰)

د۔ اگر اب کوئی شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے واسطے شبِ برأت کو صلحاً کا جمع کر کے کسی مقبرہ میں بہت ساری دعائیں کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت (متابعت ہونا چاہیے) کے باعث اسے ملامت نہیں کر سکتے۔“

(ایضاً: ص ۱۰۹)

اس ضمن میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۱۶۶ھ) اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۵ھ-۱۲۲۵ھ) کے ارشادات بھی درج کئے جاتے ہیں:-

آنحضرت خلیل نے حضرت شعبی کی زبانی روایت کی ہے کہ زمانہ دراز سے انصارِ مدینہ کا یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ مرنے والے کی قبر پر جاتے ہیں اور قرآن خوانی کرتے ہیں۔“  
(تذکرۃ الموتی والقبور مصنفہ قاضی صاحب، ص ۹۷)

ب۔ صدقہ نافلہ بوالدین و اقربین و یتامی و مساکین و ہمسایہ و سائلین وغیرہ بدہ۔“  
(مالا بد منہ فارسی مطبوعہ ملتان مصنفہ قاضی صاحب، ص ۷۹)

ج۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار (شاہ عبدالرحیم صاحب م-۱۱۳۱ھ) نے مجھے خبر دی۔ فرمایا کہ میں میلاد النبی کے روز کھانا پکوا یا کرتا تھا میلاد پاک کی خوشی میں۔ ایک سال میں اتنا تنگ دست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر چنے بھنے ہوئے، وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو وہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و لبشاش ہیں۔ (در الثمین فی بشرات النبی الامین مطبوعہ فیصل آباد، ۱۹۷۰ء، ص ۴۰)

المختصر موافقات اور مطابقات کے سلسلہ میں اس قدر مستند مواد موجود ہے کہ اگر سب کا تذکرہ کیا جاتے تو ایک ضخیم کتاب بن جاتی ہے۔ ہم صرف اس قدر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ



علیہ وسلم کی نورانیت (نور جو ہر اور بشریت عرض) تصرفات، شفاعت، توسل، حیات، ندامت، تعظیم و توقیر، آداب، تصور، علم غیب، حاضر و ناظر اور اس قسم کے دوسرے معتقدات کی بابت تمام فرقوں کے علماء و اکابر نے بہت کچھ لکھا ہے حتیٰ کہ اہل تشیع کی مستند اور معتد علیہ کتب نہج البلاغہ، تاریخ الخلفاء، ریاض النظر، کشف الغمہ فی معرفت الائمہ، تفسیر قمی اور اصول کافی میں اس قدر حوالہ جات موجود ہیں کہ اگر تمام فرقے خلافت کو چھوڑ کر موافقات پر جمع ہو جائیں تو اسلامیان پاکستان نہ صرف ایک زبردست طاقت بن سکتے ہیں بلکہ عالم اسلام کی قیادت کر سکتے ہیں۔

مختلف فرقوں کی تصنیفات سے قطع نظر اگر صرف کتاب و سنت پر سب کو دعوت اتحاد دی جائے تو تمام تنازعات نہ صرف دب جائیں گے بلکہ رفتہ رفتہ ختم ہو جائیں گے۔ آج کل توحید کے نام پر حکومت سعودیہ نے جو شدت اختیار کر رکھی ہے اس میں بھی اعتدال پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ توحید و رسالت کا تعلق ظاہر و باطن کا ہے، جو توحید عظمت و احترام رسالت سے خالی ہے وہ ابلیسی توحید ہے اور جو عظمت و احترام رسالت سے مزین ہے وہ جبریلی توحید ہے، شاید یہی تصور تھا جس کو سامنے رکھ کر حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اعلان کرنا پڑا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
فَأَشْرِكُوا بِهِمْ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا

بہر حال ہم اپنے چار نکاتی فارمولا "کا ایک بار اعادہ کرتے ہوئے جہاں متفق علیہ مذہبی شخصیات (شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی ۹۵۸ھ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۱۱۲ھ۔ ۱۱۱۲ھ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ۱۱۵۹ھ، ۱۲۳۹ھ) کی رہبری و رہنمائی کے بعد علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی ابداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلہ ہفت مسئلہ کو بطور \_\_\_\_\_ قولِ فیصلہ پیش کرتے ہیں وہاں علماء دیوبند کے عقائد پر مشتمل رسالہ المہند علی المفند کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتے ہیں ان عقائد کا خصوصی تذکرہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہمارے مضمون کی دوسری قسط (نوائے وقت) مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۸۶ء میں جن عقائد کو درج کیا گیا ہے اس سے کچھ حلقوں میں غلط فہمیاں

پیدا ہو گئی ہیں اور اکثر لوگ انہیں پڑھ کر مبہوت رہ گئے۔ خود ان فرقوں کے پابند لوگوں نے بھی معذرت خواہانہ انداز اختیار کر لیا۔ حاشا وکلا! اس بیان سے کسی گروہ کی تحقیر و تنقیص مقصود نہ تھی ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ اختلافات فروعی نہیں — اصولی ہیں۔ المہند کی اشاعت کے بعد تمام غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں اور موافقت کی راہ کھل جاتی ہے۔ بنا بریں اختلافی مسائل کی بابت عقائد علماء دیوبند مشمولہ المہند علی المفند کا اور اکابر علماء دیوبند کی دیگر تصانیف میں سے متعلقہ امور کا تذکرہ مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے۔

(۱) جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجاہدین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے  
وہ قطعاً کافر ہے۔“

(خلیل احمد انبلیٹھوی، مولانا: المہند علی المفند مطبوعہ کراچی، ص ۳۶)

۲۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی اپنے پیر و مرشد مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۹ھ) کو امداد

کے لئے پکارتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا  
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا  
ہند میں ہونا تب حضرت محمد مصطفیٰ  
عشق کی پرسن کے باتیں کاتیتے ہیں دستِ پیا  
آسرو دنیا میں ہے زبس تمہاری ذات کا  
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(شہاد امدادیہ، ص ۸۳، امداد المشاق الی اشرف الاخلاق ص ۱۱۶)

۳۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی (۱۲۴۸ھ - ۱۲۹۷ھ) بانی مدرسہ دیوبند قصابہ قاسمی کے صفحہ ۵،

۸ پر لکھتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا  
نگر کرے مری روح القدس مددگاری  
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار  
تو اس کی مدح میں میں بھی کہوں تم اشعار  
جو جبریل مدد پر ہونے کی میرے  
تو آگے بڑھ کے کہوں اے جہان کے سردار

۴۔ کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا۔ اور جو اس کا قائل ہو کہ

نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے  
تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔“

(المہند علی المفند، ص ۲۸)

۵۔ اکابر علماء دیوبند اس سلسلہ میں اس قدر آگے بڑھ گئے ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ  
مشکل کشا مانتے ہیں۔

کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے آب ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے  
(امداد اللہ، حاجی، کلیات امدادیہ، ص ۱۰۳، اشرف علی تھانوی، مولانا تعلیم الدین، ص ۱۱۱،

حسین احمد مدنی، مولوی، سلاسل طیبہ، ص ۱۲)

۶۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی یوں استمداد کرتے ہیں۔

یا رسول کبیر یا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے  
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

(نالہ امداد غریب، ص ۴، ۵)

۷۔ ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قاتل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے  
وہ کافر ہے۔“ (المہند علی المفند، ص ۳۲)

۸۔ ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اعلیٰ ہے، وہ کافر ہے۔  
اور ہمارے حضرات اُس کے کافر ہونے کا فتوے دے چکے ہیں، جو یوں کہے کہ شیطان  
ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ پھر بھلا ہمارے کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں  
پایا جاسکتا ہے؟“ (ایضاً: ص ۳۰)

۹۔ انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ اُن کو ترکب معاصی سمجھنا (العیاذ باللہ) اہل سنت  
والجماعت کا عقیدہ نہیں۔ اُس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تشریح

کا پڑھنا جائز بھی نہیں۔“ فقط واللہ اعلم۔ سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

جواب صحیح ہے۔ ایسے عقیدے والا کافر ہے۔ جب تک وہ تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح نہ کرے اُس سے قطع تعلق کریں۔  
مسعود احمد عفا اللہ عنہ

(دارالافتاء فی دیوبند۔ الہند، فتویٰ نمبر ۴۱)

۱۔ (محمد بن) عبد الوہاب کے تابعین..... نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے۔ اپنے کو حنبلی مذہب بتلاتے تھے لیکن اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں۔ اور جو اُن کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مُشرک ہے، اور اسی بنا پر اُنہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی شوکت توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبد الوہاب اور اُس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ

سے اکابر دیوبند کی طرح اکابر علماء اہل حدیث کی محمد بن عبد الوہاب نجدی کی شخصیت اور تعلیمات سے بیزاری ولا تعلق کا اظہار گذشتہ صفحات میں آچکا، اس لئے یہاں اب اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ وہابیت کی دل غیل محمد بن عبد الوہاب نجدی (از ۱۱۵۱ھ تا ۱۲۰۶ھ) نے ڈالی۔ واضح رہے کہ وہابیوں کی تردید صرف علماء پاک و ہند نے نہیں کی ہے، بلکہ علماء حرمین طیبین، مصر، شام، ترکی اور دنیا بھر کے علماء نے اس کے عقائد کا رد کیا۔ ہم قارئین کی دلچسپی اور عامۃ المسلمین کے استفادہ کے لئے اس وقت محض تاریخی نقطہ نگاہ سے چند اقتباسات یہاں نقل کر رہے ہیں جو دورِ حاضر میں ترکی کے عظیم مورخ اور مشہور سکالر جناب حسین حلمی الیسیق ابن سعید استنبولی (ریٹائرڈ ٹیچر کراچی) کی انگریزی کتب

"ENDLESS BLISS" (مطبوعہ ۱۹۶۸ء) "THE RELIGION REFORMERS IN ISLAM"

(جلد دوم مطبوعہ ۱۹۷۵ء) اور "ADVICE FOR THE WAHHABI" (مطبوعہ استنبول، ترکی،

۱۹۷۶ء) سے اخذ کئے گئے ہیں۔

"Another religion reformer who did much harm to Islam was Muhammad ibn 'Abd al-Wahhab. His followers are called the Wahhabis. Wahhabis are the bid'at owners who appeared in the deserts of Nejd and who then spread in Arabia. They are very stony-hearted and their hands are coloured with Moslem blood."

The first war between the Makkans and the Wahhabis was made in 1205 A.H. (1791 A.C.).....they captured the city of (بانی برصغیر آئندہ)

مشائخ میں نہیں ہے نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں نہ تصوف میں۔“

(المہند علی المنقذ، ص ۲۲)

۱۱۔ وہابی اماموں کے پیچھے نماز پڑھنا ہمارے نزدیک بھی مکروہ ہے اور حرمین شریفین طیبین میں بدرجہہ مجبوری بہ کراہت کرنا پڑتی ہے جب کہ پاکستان میں اس کی ضرورت نہیں۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ کہیں اہل سنت و جماعت کے لوگ ہم دیوبندیوں کو بھی وہابی نہ کہنے لگیں جب کہ درحقیقت ہم وہابی نہیں ہیں۔“

ابوالحسنات محمد ولی اللہ فروانی جدونی“

فتویٰ: دارالافتاء دارالعلوم، کراچی

(بحوالہ ہفت روزہ الفتح، کراچی ۲۸ مئی - ۴ جون ۱۹۷۶ء، ص ۲)

(حاشیہ یقینہ صفحہ گذشتہ)

Taif in 1217. They put all the Moslems to the sword, no matter whether they were women or children. In 1218, they besieged the blessed city of Makkah for three months. The Makkans ate cats, dogs, grass and leaves..... The Wahhabis did not let the Ehl-i-sunnet hadjis go into Makkah for seven years.

Founder of Wahhabiism is Muhammad bin Abdulwahhab. He was born in Hureymile town in Nejd in 1111 A.H. (1694 A.C.), and died in 1206 A.H. (1787 A.C.). Formerly, with the idea of travelling and trading, he went to Basra, to Baghdad, to Iran, to India and to Damascus, whereabouts he happened to find Ahmed Ibni Tayamiyye's books that were against the Ehli sunnet, and he read them, and, being intelligent, clever, and strong-tongued, he became famous as (Shaikh-i-Nejdi).

Muhammad ibn 'Abd al-Wahhab explained the Kalimat at-tawhid according to his own point of view and disseminated his opinion that all Moslems had been polytheists.







Muhammad ibn 'Abd al-Wahhab's father, 'Abd al-Wahhab, who was a pious, pure 'alim in Medina, his brother Sulaiman ibn 'abd al-Wahhab and his masters had apprehended from his statements, behaviour and heretical ideas, Sulaiman Muhammad's brother, wrote a great book to refute Wahhabism."

(تفصیلات کے لئے محمولہ بالا کتب کا مطالعہ فرمائیں)

۱۲ عقائد اس جماعت (وہابیت) کے جب کہ خلاف جمہور اہل سنت ہیں تو بدعتی ہونا ان کا ظاہر ہے اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور بر اکہنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہے تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحے میں ان کے احتیاط لازم ہے جیسے روافض اور خوارج کے ساتھ احتیاط چاہیے۔ حررہ محمد یعقوب النانوتوی عنہ القوی رشید احمد گنگوہی عنہ، ابوالخیرات سید احمد عنہ، محمود حسن عنہ اللہ عنہ، محمد محمود دیوبندی غلام رسول محمد مظاہر الحق محمد حسن محمد عزیز الرحمن،

(محمد عبدالعلی مدرسی: فتح المبین مطبوعہ اصح المطابع، لکھنؤ ۱۸۹۶ء، ص ۲۶۶)

۱۳ فتح المبین ۱۳۱۳ھ (موسومہ تنبیہ الوہابیت) کے تاریخی نام سے شائع ہوئی: یہ کتاب نہ صرف مشاہیر اہل سنت و جماعت بلکہ تھانہ بھون و سہارنپور اور دیوبند کے علماء کی تقاریر، مواہیر اور دستخطوں سے مزین ہے۔ اور الموافقات کے باب میں سند کا درجہ رکھتی ہے۔ کتاب کی افادیت و اہمیت کے پیش نظر ذیل میں اس کے ایک صفحہ کے ابتدائی حصہ کی جھلک (بصورت عکس) ملاحظہ ہو:-

<p>بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ          بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ</p>	<p>البکات البریلوی اصلہ اللہ احوالہ وجعل الی خیر مالہ و بمثلہ          لکل مؤمن و مؤمنۃ آمین ثم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین</p>			
<p>عبارت مثبتہ مواہیر و دستخط علمای دیوبند و سہارنپور و منگور</p>				
<p>بسمہ سبحانہ بعد حمد و صلوة معلوم ہو کہ اس کتاب کو بندے نے اکثر مقامات سے دیکھا حق یہ ہے کہ بعض جا</p>				
	<p>پر تو بہت ہی عمدہ لکھا ہے اور بعض مقام پر بقدر ضرورت جواب دیا بہر حال          مضمون اسکا رد ہفتوات محی الدین مؤلف نلقریبین کے لیے کافی ہے اور          واسطے ہدایت مخالفین کے وافی نقطہ حسدہ رشید احمد گنگوہی۔</p>			
<p>ہم سب مدرسین مدرسہ دیوبند جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب ہنر بان ہیں اور میری پرکھتہ</p>				
				

۱۳۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی، کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسول مقبول علیہ السلام سے اعلم اور اوسع علماً کہے وہ کافر ہے۔  
(حسین احمد مدنی، مولوی، الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مطبوعہ دیوبند، ص ۸۸)

۱۴۔ ان اللغة العربية حاکمة بان معنی خاتم النبیین فی الآیة هو آخر النبیین لا غیر۔

بے شک زبان عربی کا اہل فیصلہ ہے کہ آیت کریمہ کے اندر خاتم النبیین کا معنی صرف آخر الانبیاء ہے، دوسرا کوئی معنی نہیں۔

(محمد شفیع، مولانا سابق مفتی مدرسہ دیوبند، ہدایت المہدیین، ص ۲۱)

ب۔ اجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان عصر۔ اُمت محمدیہ کا خاتم النبیین کے اس معنی پر اجماع و اتفاق ہے۔ لہذا خاتم النبیین کا دوسرا معنی گھڑنے والا کافر ہے اور اصرار کرے تو قتل کیا جائے۔ (ایضاً: ص ۳۵)

۵۔ حاشا ہم تو کیا کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ کا، آپ کے جو قوتوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعتِ سینہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے اُن کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریف ہو یا آپ کے بول و براز اور نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔

ہم اور ہمارے اکابر حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاپوش مبارک کی بھی اہانت کو موجب کفر سمجھتے ہیں۔ (المہند علی المقتد، ص ۳۶، ۳۷، ۳۸)

۱۶۔ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و صلحاء و اولیاء و شہداء و صدیقین کا تو سئل جائز ہے، اُن کی حیات میں ہو یا بعد وفات، بایں طور کہ کہے یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برآ رہی چاہتا ہوں۔

یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔“ (ایضاً: ص ۱۴، ۱۵)

۱۷۔ ہمارے نزدیک، ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص

ہے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ۔ یہ حیات برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔“ (ایضاً: ص ۱۶)

۱۸۔ قبر کی وہ ٹی جس نے جسد اطہر کے ساتھ مس کیا اور جسم مبارک سے لگ گئی اس کا مرتبہ علمائے دیوبند کے نزدیک عرش اعظم سے بھی زیادہ ہے۔ کیوں کہ عرش محض اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور اس کے انوار کا مسکن ہے۔ قبر اور اس کی اندرونی خاک تا قیامت آپ کا مکان اور پُر انوار بابرکت

مدفن ہے۔“ (محمد یعقوب مظاہری، حافظ: صدائے حق مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ، ملتان ۱۹۷۹ء، ص ۱۵۸، ۱۵۹)

۱۹۔ دعا کے وقت قبر شریف کی طرف توجہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دینا

”جب تم قبر شریف پر حاضر ہو تو قبر مطہرہ کی طرف منہ کر کے اس طرح کہو آپ پر سلام نازل ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات نازل ہوں۔“

(المہند علی المفند، ص ۱۷)

۲۰۔ حاضر و ناظر۔ رسول اللہ صلعم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی

جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں۔“

(محمد قاسم نانوتوی، مولانا: تخریر الناس مطبوعہ دیوبند ص ۱۷)

۲۱۔ علم غیب۔ (۱)۔..... بیان بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو جو علم غیب حاصل ہے نہ اس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے۔“

(محمد ترضی احسن، مولانا: توضیح البیان فی حفظ الایمان مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۱۵)

ب۔ حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب باعطاء

الہی حاصل ہے۔“ (ایضاً: ص ۵)



ج۔ نواب صدیق حسن خان اپنی تفسیر فتح البیان میں لکھتے ہیں :-

”پس اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی احکام شرعیہ، امور دین، علم غیب، پوشیدہ چیزیں، احوال منافقین، ان کا مکرو فریب اور دلوں کی باتوں پر مطلع فرمایا اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو دنیا کا علم بھی عطا فرمایا اور دین کا بھی“

”عَلَّمَهُ الْبَيَانَ“ کی تفسیر میں نواب صاحب نے تصریح کی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے حضور کو ماکان وما یكون“ کا علم عطا فرمایا اور خلق الانسان کے تحت لکھتے ہیں کہ ”المُرَادُ بِالْإِنْسَانِ مُحَمَّدًا أَصْلَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ عَلَيْهِ بَيَانُ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْبِئُ عَنْ خَيْرِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَعَنْ يَوْمِ الدِّينِ“ یعنی خلق الانسان میں انسان سے مراد حضور ہیں اور عَلَيْهِ الْبَيَانَ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ماکان وما یكون کے علوم سے سرفراز فرمایا کیونکہ حضور نے اولین و آخرین اور قیامت کی خبر دی“

۲۲۔ اُس (حق تعالیٰ) کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واسمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم بھی کرے وہ کافر، ملحد و نذیق ہے کہ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں“ (المہند علی المفند، ص ۱۲۲)

۲۳۔ مولانا اشرف علی تھانوی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض پر وازہ ہیں :-

تَرَحَّمْ يَا ابْنَ أَمْنَةٍ تَرَحَّمْ  
فَفِي حُوبِي رِضَاعِي وَالْفِطَامُ

(ترجمہ) رحم کیجئے اے آمنہ کے لال رحم کیجئے! میں نے اپنی ساری عمر گناہوں میں بسر کی ہے  
(مناجات مقبول قربات عند اللہ و صلوة الرسول مطبوعہ دہلی، ص ۲۳۳)

۲۴۔ رحم کی درخواست کے ساتھ شفاعت کے بھی طلب گار ہیں :-

بِكَ اسْتَشْفَعْتُ فِي فِتْنِي وَكَثْرِي  
بِكَ اسْتَشْفَيْتُ إِذْ عَرَضَ السَّقَامُ

(ترجمہ) میں چھوٹے بڑے سب کاموں میں آپ ہی کی شفاعت کا طلب گار ہوں اور بیماری

کی حالت میں بھی آپ ہی سے شفا کا خواستگار ہوں“ (ایضاً: ص ۲۳۳)

۲۵۔ وسیلہ (۱) مولوی وحید الزمان اپنی کتاب ہدیۃ المہدی صفحہ ۴۷ تا ۵۰ حضور کے وسیلہ جمیلہ کا تذکرہ بڑے شرح و بسط کے ساتھ کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا اور ٹھہرانا درست ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کے وصال کے بعد ایک حاجت مند کو یہ دُعا سکھلائی: ”اللھم انی اسئلك واتوجه الیک بنینا محمد بنی رحمة۔“ (بحوالہ ما بہیقی) دعا کے طریقوں میں یہ بہتر ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو وسیلہ بنایا جائے۔ دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ یوں دُعا مانگیں۔ یا محمد انی اتوجه بک الی ربی..... (بحوالہ ترمذی شریف) اللھم محمد بنیک و بسوسنی بنحیک..... امام قسطلانی نے اپنی روایت میں تضرع والتجوه والتوجه بالنبی الی ربہ کے الفاظ زیادہ بیان کئے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے رو کر، گڑ گڑا کر اور ان کے وسیلے میں ان کے رب سے دُعا کی ہے۔ اور آدم علیہ السلام اور دوسرے لوگوں کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے اور مرتبے اور آپ کے طفیل سے دُعا کرنے کو آج تک کسی نے بھی ناجائز نہیں کہا۔ اور ہماری جماعت کے امام قاضی شوکانی کے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرانا بالکل درست ہے بلکہ دوسرے نبیوں، ولیوں اور عالموں کو وسیلہ ٹھہرانا بھی جائز ہے اسی طرح جو کسی قبر کی زیارت کے لئے آتا ہے اللہ تعالیٰ سے اس طرح دُعا کرتا ہے ”اے میرے اللہ تبارک و تعالیٰ تو میری یہ تکلیف اور مصیبت اس میت کے وسیلے سے دور کر دے“ یہ بھی جائز ہے۔

ب۔ مولانا رشید احمد گنگوہی بعد وفات اولیاء کرام کے تصرفات کے بارے میں لکھتے ہیں :-

”تصرفات و کرامات اولیاء اللہ بعد ممات بحال خود باقی می ماند بلکہ در ولایت بعد موت ترقی می شود“ (عاشق الہی میرٹھی، مولانا تذکرۃ الرشید جلد دوم مطبوعہ مکتبہ بحر العلوم، کراچی) ۲۵۲

۲۶۔ مولوی محمد اسماعیل دہلوی امام الوہابیت کے پیرومُرشد سید احمد بریلوی کے خواہر زادہ مولوی سید

محمد علی صاحب نے بعد وفات اولیاء کرام کے الطاف و انعامات کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک عجیب و غریب واقعہ ”مخزن احمدی“ جو سید احمد بریلوی صاحب کے سفر حج (۱۸۲۲ء) تک کے حالات

پر مشتمل ہے، میں نقل کیا ہے :-

”دریں منزل قریب نصف شب بوادی سرف کہ مزار فالق الاوار ستر معلیٰ جناب  
 میمونہ علیہا وعلیٰ علیہا الصلوٰۃ والسلام من اللہ الملک العلام رسیدیم از اتفاقات عجیبہ  
 آن کہ آن روز بیچ طعام نخورده بودم چون از خواب آن وقت بیدار شدم از غایت  
 گرسنگی طاقم طاق و بدر رویم در محاق بود بطلب نان پیش ہر کس دویدم و بہ مطلب سیدم  
 بناچار برائے زیارت در حجرہ مقدسہ رفتم و پیش تربت شریفہ گدایانہ ندا کردہ گفتم کہ ای  
 جدہ امجدہ من مہمان شما ہستم چیزی خوردنی عنایت فرما و مرا محروم از الطاف کہ میانہ خود  
 منما آنگاہ سلام کردم و فاتحہ و اخلاص خواندہ تو ابش بروح پر فتوحش فرستادم  
 آنگاہ نشستہ سر بر قبرش نہادہ بودم از رزاق مطلق و دانائے برحق دو خوشہ انگور تازہ  
 بدستم افتادہ طرفہ تر آن کہ آن ایام سر ما بود و بیچ جا انگور تازہ میسر نبود بحیرت افتادم و  
 یکے ازاں ہر دو خوشہ ہموں جانستہ تناول نمودہ از حجرہ بیرون شدم و یک یک دانہ  
 بہر یک تقسیم کردم و گفتم :-

یافت مریم گر بہ سنگام شتا	میوہ ہائے جنت از فضل حنڈ ا
این کرامت در حیاتش بود و بس	بعد فوتش نقل نمود است کس
بعد فوت زوج ختم المرسلین	رفتہ چندیں قرن ہا ای دور بین
بنگر از وی این کرامت یافتم	مایہ صد گونہ نعمت یافتم

(محمد علی، سید: مخزن احمدی مطبوعہ آگرہ، ص ۹۹)

(ترجمہ) ہم قریب نصف شب بوادی سرف میں کہ جہاں حضرت ام المومنین جناب میمونہ رضی اللہ  
 عنہا کا مزار فالق الاوار ہے، پہنچے عجیب اتفاق کی بات یہ ہے اُس روز میں نے کچھ کھانا نہ کھایا تھا  
 جب سو کر اٹھا تو بھوک سے نہ ڈھال تھا کئی آدمیوں کے پاس روٹی مانگنے کے لئے پہنچا مگر کامیاب  
 نہ ہوا۔ ناچار حجرہ مقدسہ ام المومنین کی زیارت کے لئے گیا اور آب کی تربت شریفہ کے سامنے گدایانہ

صدادی اور عرض کی۔ اے جدۃ ماجدہ! میں جناب کا مہمان ہوں، کوئی چیز عنایت فرمائیں اور اپنے الطافِ کرمیہ سے محروم نہ کریں۔ اُس وقت میں نے سلام پیش کیا اور فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھ کر ان کا ثواب اُن کی رُوح پر فتوح کو بھیجا۔ جناب اُمّ المؤمنین کی قبر مبارک کے پاس بٹھے ہوئے اپنا سر قبر مبارک پر رکھا ہوا تھا کہ رزاقِ مطلق و دانائے برحق کی جانب سے تازہ انگوروں کے دو خوشے میرے ہاتھوں پر آ کر سے۔ طرفہ تماشا یہ ہے، یہ موسم سرما تھا اور کسی جگہ بھی تازہ انگور میسر نہیں آتا تھا میں حیرت میں پڑ گیا۔ ان دو خوشوں میں سے ایک میں نے خود کھایا اور حجرۃ مبارکہ سے باہر آنے کے بعد ایک ایک دانہ لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اور انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار درج بالا اشعاً میں بہت پر لطف انداز میں کیا ہے، جن کے مطالعہ سے صاحبِ ذوق حضرات محظوظ ہوں گے اور یہ اشعاً ترجمانی کے محتاج نہیں۔ لہذا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۲۷۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مولوی حسین احمد مدنی کا براہِ راست مکالمہ

”مشہور عالم اور بزرگ مولانا مشتاق احمد انیسٹھوی مرحوم نے بیان فرمایا کہ ایک بار زیارتِ بیت اللہ سے فراغت کے بعد دربارِ رسالت میں حاضری ہوئی تو مدینہ طیبہ کے دورانِ قیام، مشائخِ وقت سے یہ تا کرہ سنا کہ امسال روضہ اطہر سے عجیب کرامت کا ظہور ہوا ہے۔ ایک ہندی نوجوان نے جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا تو دربارِ رسالت سے ”وعلیکم السلام یا ولدی“ کے پیارے الفاظ سے اُس کو جواب ملا۔ اس واقعہ کو سن کر قلب پر ایک خاص اثر ہوا۔ مزید خوشی کا سبب یہ بھی تھا کہ یہ سعادت ہندی نوجوان کو نصیب ہوتی ہے۔ دل تڑپ اٹھا اور اس ہندی نوجوان کی جستجو شروع کی تاکہ اُس محبوب بارگاہِ رسالت کی زیارت سے مشرف ہو سکوں اور خود اس واقعہ کی بھی تصدیق کر لوں۔ تحقیق کے بعد پتا چلا کہ وہ ہندی نوجوان سید حبیب اللہ ماہر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا فرزند ارجمند ہے۔ گھر پہنچا ملاقات کی رہنمائی پا کر اپنی طلب و جستجو کا راز بتایا۔ ابتداءً خاموشی اختیار کی لیکن اصرار کے بعد

کہا کہ بے شک جو آپ نے سنا وہ صحیح ہے، یہ نوجوان تھے مولانا حسین احمد مدنی۔  
 (الجمعیۃ "شیخ الاسلام" نمبر، ص ۲۹۔ بحوالہ محمد عبداللہ، مولوی: بارگاہ رسالت اور بزرگان  
 دیوبند مطبوعہ مکتبہ مدنیہ، گوجرانوالہ ۱۹۶۹ء، ص ۳۲، ۳۳)

۲۸۔ موافقات کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالوں کا تذکرہ غیر متعلق نہ ہوگا

۱۔ اہل حدیث کے مشہور عالم، مولانا عبدالمجید صاحب خادم سوہدروی (۱۹۰۱ء - ۱۹۵۹ء)  
 (شاگرد مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی) اپنی تالیف "کرامات اہل حدیث" میں کرامات قاضی محمد سلیمان  
 صاحب منصور پوری کے تحت رقم طراز ہیں کہ صوفی نجیب الرحمن صاحب کا بیان ہے، کہ ۱۹۱۰ء میں  
 جب حضرت ضیاء معصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خان شاہ کابل پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے  
 سرمنہ جانے کے لئے قاضی جی (قاضی محمد سلیمان منصور پوری) ہوتلف "رحمۃ للعالمین" کو اپنے ساتھ لے لیا،  
 حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لئے بیٹھے، تو قاضی جی نے دل میں کہا،  
 کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو، ان سے الگ ہو جانا چاہیے۔ ابھی آپ اپنے  
 جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے، کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا، اور فرمایا، کہ  
 سلیمان بیٹھے رہو، ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے، صوفی صاحب کا بیان ہے، کہ قاضی  
 صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا، اور فرمایا، کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں، بلکہ بیداری کا ہے۔

(کرامات اہل حدیث، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ، سیالکوٹ، ص ۱۹)

ب۔ مولوی حسین احمد تاجر کتب پٹیالہ کا بیان ہے کہ مجھے دردِ مکر کی شدید شکایت رہتی تھی،  
 اور اسی وجہ سے میں نماز باجماعت ادا کرنے سے معذور تھا، کیونکہ اکثر اہل حدیث صبح  
 کی نماز میں لمبی قرأت کرتے ہیں، اور میں کھڑا نہیں ہو سکتا تھا، ایک دن میں قاضی صاحب  
 (قاضی محمد سلیمان منصور پوری) کی مسجد میں نماز صبح کے لئے چلا گیا، قاضی صاحب سورہ  
 آل عمران پڑھ رہے تھے، دو رکوع پڑھے ہوں گے، کہ مجھے درد شروع ہو گیا، اور میں نے  
 ارادہ کیا، کہ اب نماز چھوڑ دوں، معاً قاضی جی نے اللہ اکبر کہا، اور رکوع چلے گئے،

پھر دوسری رکعت میں بھی مختصر قیام کیا، اور سلام پھیر دیا، لوگ حیران ہوئے، کہ آج اتنی مختصر قرأت کیوں کی، کسی نے پوچھا، تو آپ نے فرمایا، کہ بھتی حضور کا حکم ہے، مقتدیلوں کا لحاظ رکھا جائے، مولوی حسین احمد کہتے ہیں، کہ تین چار یوم کے بعد پھر ایک دفعہ میں نماز میں شامل ہوا، تو ایسا ہی اتفاق ہوا، جب مجھے درود شروع ہوا، اور میں جی میں یہ سوچنے لگا، کہ نماز چھوڑ دوں یا نہ؟ تو قاضی جی نے قرأت ختم کر دی، اور اختصار سے کام لے لیا، قریباً آٹھ مرتبہ میں نے آزمایا، حالانکہ میں جماعت کے ساتھ بعد میں شریک ہوتا تھا، اور قاضی جی کو میری آمد کا کوئی علم نہ ہوتا تھا، اس سے میں نے یقین کر لیا کہ آپ صاب کشف ہیں“ (ایضاً: ص ۲۰، ۲۱)

۲۹۔ علامہ دیوبند میں مولوی حسین علی سکندہ وال پچراں (۱۸۶۶ء۔ ۱۹۲۳ء) اور مولوی غلام اللہ خان (۱۹۰۵ء۔ ۱۹۸۰ء) انکارِ علمِ غیب میں زیادہ شدید ہیں حتیٰ کہ عطار الہی سے بھی علمِ غیب کو جائز نہیں سمجھتے۔ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و کمالات اور تصرفات کا اندازہ عقل محض کے ذریعے از قبیل ناممکنات ہے ہم نے گذشتہ صفحات میں اس باب میں بہت کچھ لکھ دیا ہے تاہم مولوی حسین علی جیسے تشدد شخص سے ان کے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب دامانی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ) کا مکالمہ خالی از لفادیت نہ ہوگا لطف کی بات یہ ہے کہ ہمارے ماتخذ مجموعہ فوائد عثمانی کے مصحح و محقق بھی مولوی حسین علی صاحب ہی ہیں، اور اس مجموعہ کو ناظرین اور بعد میں آنے والے قارئین کے لئے فیوض، برکات اور منفعت کا باعث بننے

۱۔ مولوی غلام خان اپنی کتاب "جواب التوحید" مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی ۱۳۹۹ھ کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ "اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں، نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور پر۔" ان ہی خیالات کا اظہار مولوی صاحب موصوف کے اُستاد مولوی حسین علی نے اپنی تفسیر "بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان" (مطبوعہ حمایت اسلام پریس، لاہور) میں باج کیا ہے۔ ناشر

کی (بدریں الفاظ اقا بعد فیقول الفقیر المحقیر المدعو بحسین علی انی طالعت هذا الكتاب من اوله  
الی اخره بامر سیدی و مولائی و مرشدی حضرت سیدی محمد سراج الدین لازال فیوضاته علینا  
فائضة نفعنا الله تعالی بهذا الكتاب و الناظرین الاخرین آمین یارب العالمین) دُعا مانگتے ہیں۔

کرامت و مکاشفہ۔ روزی حاجی میاں عبدالکریم صاحب قوم اترہ ساکن گڑنورنگ  
از جناب مولوی حسین علی صاحب پُرسید کہ اولیاء علم غیب می دانند یا نہ۔ جناب مولوی صاحب  
موصوف در جواب گفتند کہ علم غیب خاصہ خدائے تعالیٰ اجلّ شانہ است مگر چیزے  
حق تعالیٰ در دل ولی خود القا کند۔ پس می دانند اور بطریق الہام با کشف پس میاں حاجی  
عبدالکریم صاحب گفت کہ آیا اسپ ہاتے اولیاء ہم غیب مے دانند۔ جناب مولوی صاحب  
ممدوح گفتند چرا۔ میاں حاجی عبدالکریم صاحب بیان کر دند کہ یک اسپ حضرت قبلہ  
نزد من بود۔ در سبز زار باجرار من مے چرود در دل خیال کر دم کہ ہر روز این اسپ را اگر  
این چنیں در کشت باجرار ہامی کنم اکثر خوشہ ہا خواهد خورد و باجرار در وقت دردیج  
بدست نمی آید۔ پس بہ مجرد گذشتن این خیال در دل ہما وقت دیدم کہ اسپ روستے از  
خوشہ ہا گردانید و گیاه خوردن شروع کر در بعد از گذشتن چندیں وقت فہمیدم کہ این امر  
بسبب خطر من واقع شد۔ پس نزد اسپ رفتہ در پائے او افتادم و گفتم کہ این مال حضرت  
است۔ بلا لحاظ بخورد۔ فی الفور خوردن خوشہ ہا شروع کر دی۔ پس این چہ حکمت است۔  
جناب مولوی صاحب ممدوح فرمودند کہ اللہ تعالیٰ متولی اولیاء خود است۔ چوں آل  
خیال در دل گذاشتی اللہ تعالیٰ اجلّ شانہ اسپ را از خوشہ ہا بند ساخت۔ و چوں از آل  
خیال تائب گشتی باز اللہ تعالیٰ اسپ را ہا کرد و این ہم عنایتے خداوندی بود بر تو کہ این  
امر را وسیلہ بختگی اعتقاد تو ساخت۔ پس جناب مولوی حسین علی صاحب بعد و ادن این  
جواب در ہمیں خیال بودند کہ آیا علمے کہ اولیاء را مے شود چگونہ مے باشد کہ آیا بعضے چیز ہا  
می دانند یا اکثر بعد توجہ و خیال یا چگونہ می باشد در ہمیں خیال بودند کہ از آل جابر خواستہ

تسبیح خانہ شریف رفتند و در آن جا حضرت قبلہ قلبی و روحی فدائے بامردمان افغانان  
بزبان پشتو در کسے امر کلام می کردند۔ پس جناب مولوی صاحب ممدوح در پشت آن  
مردمان نشستند حضرت قبلہ بمجر و نشستند مولوی صاحب متوجہ بہ اوشان شدہ بہ زبان  
فارسی فرمودند کہ مولوی صاحب اولیاء ہمہ داند و لکن مامور بہ اظہار نیستند۔ پس  
فقط ہمیں لفظ گفتہ باز بدستور سابق کلامے بہ افغانان شروع کر دند۔

(محمد اکبر علی شاہ، سید، مجموعہ فوائد عثمانی، مطبوعہ استقلال پریس، لاہور ۱۳۸۳ھ)

اشاعت دوم، ص ۹۷، ۹۸

ترجمہ۔ ایک روز حاجی میاں عبدالکریم صاحب قوم اترار ساکن گڑہ نورنگ نے جناب مولوی  
حسین علی صاحب سے پوچھا کہ اولیاء علم غیب جانتے ہیں یا نہیں؟ جناب مولوی صاحب نے ان کے  
جواب میں کہا کہ علم غیب خاصہ خدا تعالیٰ جل شانہ ہے مگر ایک چیز ہے کہ حق تعالیٰ ولی کے دل پر خود القا  
فرماتا ہے پس اُس کو الہام و کشف کے طریقے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر میاں عبدالکریم صاحب نے کہا  
کہ آیا اولیاء اللہ کے گھوڑے بھی غیب جانتے ہیں؟ جناب مولوی حسین علی صاحب نے فرمایا کیسے!  
میاں حاجی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانی) کا ایک گھوڑا میرے  
پاس تھا جو ہرے بھرے کھیتوں میں باجرہ چرتا تھا، میرے دل میں خیال آیا کہ اگر اسی طرح ہر روز یہ  
گھوڑا کھیت سے باجرہ کھاتا رہا تو اکثر فصل کھا جائے گا اور کٹائی کے وقت میرے ہاتھ کچھ بھی نہ آئے گا۔  
پس یہ خیال میرے دل میں آیا تو میں نے دیکھا کہ گھوڑے نے باجرے کی بالیں کھانی ترک کر دیں اور  
گھاس کھانا شروع کر دی۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد میں سمجھ گیا کہ جو خدشہ میرے دل میں گذرا تھا اس سبب  
سے گھوڑے نے باجرہ کھانا ترک کر دیا ہے۔ پس میں گھوڑے کے پاس گیا اور اس کے پاؤں میں گر گیا اور کہا  
کہ یہ مال حضرت صاحب (پیر و مرشد) کا ہی ہے، بلا تکلف کھاؤ کہنے کی دیر تھی کہ اُس نے فوراً باجرے  
کی بالیں کھانا شروع کر دیں۔ پس اس میں کیا حکمت ہے؟ تو مولوی حسین علی صاحب نے جواباً کہا کہ  
اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا نگہبان ہے، جب تمہارے دل میں مذکورہ خیال گذرا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے



گھوڑے کو خوشے کھانے سے روک دیا اور جو نہی تم اپنے خیال سے تائب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو آزاد کر دیا۔ اور یہ خداوند کریم کی خاص عنایت تھی کہ اس امر سے تیرا عقیدہ وسیلہ کے بارے میں راسخ ہو گیا۔ مولوی حسین علی صاحب کے اس جواب دینے کے بعد یہ خیال ہر وقت ان کے دل میں رہنے لگا کہ اولیاء کو چیزوں کا علم کیسے ہوتا ہے، آیا بعض چیزوں کا یا اکثر کا غور و فکر کے بعد ہوتا ہے، اسی خیال میں تھے کہ اُس جگہ سے اُٹھے اور تسبیح خانہ (ذکر و اذکار والے کمرہ) میں چلے گئے اور اُس جگہ حضرت قبلہ (میرادل اور روح اُن پر قربان ہو) افغان لوگوں کے ساتھ پشتون زبان میں کسی چیز کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے۔ پس مولوی صاحب ممدوح اُن آدمیوں کے پیچھے بٹھ گئے۔ حضرت قبلہ صرف مولوی صاحب کے بیٹھتے ہی اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور فارسی زبان میں فرمایا کہ مولوی صاحب اولیاء سب کچھ جانتے ہیں لیکن اُس کے ظاہر کرنے پر مامور نہیں ہیں۔ پس یہ الفاظ فرمانے کے بعد افغانیوں سے پھر بدستور سابق گفتگو شروع کر دی۔

احوال کشف۔ یک روز بوقتِ عشر جناب مولوی حسین علی صاحب بخد مت حضرت قبلہ ماقبلی و روحی فداہ حاضر بودند ارشاد فرمودند کہ ای مولوی صاحب شما برو در خانہ خود باز چوں واپس آتی حالات و معاملات کہ بر شما گذشتہ باشند از من بپرس۔ ہمارا یک یک مفصل بتو خواہم گفت انشاء اللہ تعالیٰ در یک امر ہم خطا نخواہی یافت۔

(ایضاً: ص ۹۹)

ترجمہ۔ ایک روز عشر کے وقت جناب مولوی حسین علی صاحب، حضرت قبلہ کاہی (قبلی و روحی فداہ) کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے مولوی صاحب! تم اپنے گھر جاؤ۔ پھر جب ہمارے پاس واپس آؤ تو تمام حالات و معاملات جو تمہارے اُوپر گذر چکے ہوں، مجھ سے پوچھو، ایک ایک کر کے تمام واقعات تمہیں انشاء اللہ تعالیٰ بالتفصیل بتا دیں گے اور کسی ایک معاملہ میں بھی کوئی غلطی یا سقم نہ پاؤ گے۔

۳۔ قارئین کرام، موافقات پر علماء اہل حدیث اور خصوصاً علماء دیوبند کی معتبر و مستند کتب کے اقتباسات

پڑھتے پڑھتے تھک گئے ہوں گے۔ اس لئے اس سلسلہ کو اب ہم مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے  
کے دو ایک ملفوظات پر ختم کرتے ہیں جو ان کی مشہور اور نادر تالیف "الافاضات الیومیہ" سے ماخوذ ہیں۔

(۱) پھر آثارِ عشق کے سلسلہ میں ایک قصہ بیان فرمایا کہ حضرت سید احمد رفاعی معاصر  
ہیں حضرت جمیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت بڑے اولیاء کبار سے گذرے ہیں۔ ایک مرتبہ  
روضہ مبارک پر حاضر ہوئے اور عرض کیا السلام علیکم یا جمعی۔ جواب مسموع ہوا و علیک  
السلام یا ولدی۔ اس پر ان کو وجد ہو گیا۔ اور بے اختیار یہ اشعار زبان پر جاری ہو گئے۔

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها

تقبل الارض عنی وہی ناعبتی

فہذا دولة الاشباح قد حضوت

فامداد یمینک کی تخطی بہا شفتی

(ترجمہ) میں حالتِ بعد میں اپنی رُوح کو (روضہ شریف پر) بھیجا کرتا تھا کہ وہ میری طرف  
سے نائب بن کر زمین بوسی کیا کرتی تھی اور اب جسم کی باری ہے جو خود حاضر ہے سو اپنا  
ہاتھ بڑھا دیجئے تاکہ میرا لب اُس سے بہرہ ور ہو جاوے۔ فوراً ہی روضہ مبارک سے  
ایک نہایت منور ہاتھ جس کے روبرو آفتاب بھی ماند تھا ظاہر ہوا۔ انہوں نے  
بے ساختہ دوڑ کر اُس کا بوسہ لیا اور وہیں گر گئے۔ ایک بزرگ جو اس واقعہ میں موجود  
تھے اُن سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو اُس وقت کچھ رشک ہوا تھا۔ فرمایا کہ ہم تو کیا چیز تھے  
اُس وقت ملائکہ کو رشک تھا جب حضرت رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ لوگ مجھ کو  
نظر قبول و جاہ سے دیکھ رہے ہیں دروازہ پر جا لیٹے اور حاضرین سے کہا کہ سب آدمی  
میرے اوپر سے جائیں۔ یہ علاج تھا۔ سیوطی نے یہ حکایت لکھی ہے اُس وقت تو  
ہزار کا مجمع تھا لوگوں کا۔ (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، حصہ دوم

مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون، ص ۷۳)

(ب) ایک مولوی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا آپ تو اسی پر تعجب کر رہے ہیں میں نے حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے خود اس سے زیادہ عجیب ایک حکایت سنی ہے جس میں توجیہ کی بھی ضرورت ہے۔ اور کوئی بیان کرتا تو شاید یقین ہونا بھی مشکل ہوتا اور بہت ممکن تھا کہ میں سن کر رو کر دیتا ہوں وہ یہ کہ ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آکر سوال کیا۔ مَنْ رَبُّكَ مَا دُنُوكَ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ۔ وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں اور فی الحقیقہ یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں۔ جو ان کا خدا وہ میرا خدا جو ان کا دین وہ میرا دین۔ اسی پر اس دھوبی کی نجات ہو گئی۔ باقی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا ایمان بھی اجمالی ہی تھا محض تعبیر اجمالی تھی۔“ (ایضاً: ص ۲۹)

۳۱۔ مزاروں پر فیض ہونا۔ (د) فرمایا حضرت والانے اپنے سلسلے کے بزرگوں کے مزار پر بڑا فیض ہوتا ہے اور وہ فیض تقویت نسبت ہے۔ (حسن العزیز، ملفوظات اشرافیہ، جلد چہارم، مطبوعہ مکتبہ تالیفات اشرافیہ، تھانہ بھون، ۱۹۶۵ء، اشاعت دوم، صفحہ ۱۰۷)

(ب) ریل میں ذکر ہوا کہ مولانا محمد قاسم صاحب کا مزار دیوبند میں ہے۔ خواجہ (عزیز الحسن مجذوب) صاحب (متوفی ۱۹۲۲ء) نے فرمایا بڑی برکت کی جگہ ہوگی۔ فرمایا ہاں۔“ (ایضاً: ص ۳۳۲)

۱۔ مفتی محمد حسن (۱۸۸۰ء۔ ۱۹۶۱ء)، جو مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مجاز ہیں، کے سوانح نگار نے کتاب احسن السوانح جو جامعہ اشرفیہ، لاہور نے شائع کی ہے، کے صفحہ ۲۵۸ پر مفتی صاحب مرحوم سے منکر نکیر کا عجیب و غریب سوال و جواب اس طرح لکھا ہے کہ قبر میں حساب لینے کے موقع پر فرشتوں نے پوچھا کہ تم تھانہ بھون (حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں) جاتے ہو یا نہیں۔ جب کہا گیا کہ جاتے ہیں۔ تو اس پر ان کی مغفرت ہو گئی۔“

۳۲۔ بعض عبارتوں میں عبدالنبی، غلام محی الدین، غلام معین الدین، امام بخش، بنی بخش، مدد بخش،

علی بخش، حسین بخش، سالار بخش، پیر بخش (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹، ۲۳، اور ہشتی زیور صفحہ ۳۲) نام رکھنا  
شُرک کہا گیا ہے، اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے اپنے فتاویٰ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۷۳) میں ایسے ناموں کو  
تبدیل کرنے کے لئے کہا ہے۔ اور ماہنامہ فیض الاسلام، راولپنڈی فروری ۱۹۸۵ء کے شمارہ

میں صفحہ ۷ پر مشترکانہ نام رکھنا کے عنوان سے غلام رسول، عبدالرسول، غلام محمد، کنیز فاطمہ، غلام علی  
(وغیرہ) ایسے نام رکھنے کو قطعاً ممنوع قرار دیا ہے۔ اور اس بات پر افسوس کا اظہار کیا گیا

ہے۔ کہ ہمارے بعض لیڈر اور بعض علمائے کرام ایسے ہی ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ اور

تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ ۶۲، ۶۶ میں قادری، نقشبندی، چشتی، سروردی، رفاعی

کہلوانے کو بدعات کفریہ بتایا گیا ہے۔ اب یہ بھی لکھ کر شائع کیا جا رہا ہے کہ ہمیں ندامت رسول اللہ

سے چڑ ہے۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۶ء، صفحہ ۲۷) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

آخرت میں کس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ اور آپ کسی کے سود اور زیان کے مالک نہیں

ہیں اور نہ قیامت کو ہوں گے۔ کو دل کا سرور بتایا جا رہا ہے (دل کا سرور صفحہ ۸۱) مگر

اے میں نہیں جانتا کہ کیا کیا جادے کا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ (بلغۃ الحیران صفحہ ۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نہیں جانتے۔۔۔ کہ کیا کیا جادے کا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۳۴) اور جب جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے لئے جنت کے مالک نہیں تو کسی اور کے لئے کیسے مالک ہو سکتے ہیں؟

(ابوالزہد، محمد سرفراز خاں صفدر، دیوبندی: دل کا سرور مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء، اشاعت ہشتم، صفحہ ۱۷۹)

لیکن "فتاویٰ تذیریہ" جلد اول کے صفحہ ۱۲ پر یہ بھی کہا گیا ہے۔ "کہ قیامت یعنی حشر کے

روز سب لوگ واسطے طلب شفاعت کے آدم و نوح و موسیٰ و عیسیٰ تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس جاویں گے،

وہ سب اپنا اپنا قصور (حال) بیان کریں گے، شفاعت نہیں کریں گے، حضرت عیسیٰ فرما دیں گے، کہ محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، حضرت کے پاس آویں گے، پہلے دروازہ شفاعت کا ہمارے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھولیں گے، بعدہ سب شفاعت کریں گے حضرت کے آگے (باقی پر صفحہ آئندہ)

شہادتِ امدادیہ صفحہ ۱۷ اور امداد المشاق صفحہ ۹۳ پر لکھا گیا ہے کہ "عباد اللہ کو عبادِ رسول کہہ سکتے ہیں۔"

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے دادا کا نام قاضی پیر بخش تھا (بحوالہ تذکرۃ الرشید، جلد اول، صفحہ ۱۳) ایک دیوبندی مولوی کا نام جو رشید احمد گنگوہی سے ملنے آتا تھا، سالار بخش تھا (قصص الکا، صفحہ ۱۲۶) مفتی کفایت اللہ صاحب دیوبندی کے اساتذہ میں ایک کا نام مولانا غلام رسول اور دوسرے کا نام عبد العلی تھا۔ (بیس بڑے مسلمان صفحہ ۲۱۸) علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی کے استاد کا نام بھی غلام رسول تھا (بیس بڑے مسلمان، صفحہ ۵۲۶)، مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے پردادا کا اسم گرامی محمد بخش، اور علامہ محمد انور شاہ کشمیری کے استاد گرامی کا نام مولانا غلام محمد تھا (بیس بڑے مسلمان صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴) مولانا عبید اللہ صاحب سندھی کے داماد کا نام غلام محمد، اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ماموں کا نام پیر ایداد علی تھا۔ (بیس بڑے مسلمان، صفحہ ۲۲۶، ۳۰۹) شیخ الہند مولانا محمود حسن کے ایک معتقد ساتھی کا نام غلام محمد تھا۔ (بحوالہ بیس بڑے مسلمان، صفحہ ۲۲۶) مولانا احمد علی لاہوری جو دیوبندیوں کے شیخ التفسیر ہیں، کہتے ہیں کہ میں — قادر می بھی ہوں۔ (بحوالہ ملفوظات و طبیات، صفحہ ۱۱۱، ۱۵۰) اور سید احمد بریلوی کے مرید صادق مولوی محمد اسمعیل دیوبندی لکھتے ہیں کہ حضرت سید صاحب کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ کی نسبت مہادی سے پہلے حاصل ہو گئی۔ (اصراط مستقیم، صفحہ ۳۱) نیز مکتوبات شیخ الاسلام، جلد دوم، صفحہ ۶۴ میں لکھا ہے کہ حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز چشتی، صابری، قدوسی، نظامی، نقشبندی، قادری، سُہروردی تھے۔ "قبل ازیں یہ بھی لکھا جا چکا ہے (یقیناً حاشیہ صفحہ گذشتہ) کسی کی دم مارنے کی طاقت نہیں رہے گی، .... اور بعد اس کے بھی جو شخص پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی — کا منکر ہو تو بموجب آیت فاذا بعد الحق الا الضلال گمراہ، کافر، خالد مخلد دوزخ کا کندہ بن رہے گا جبرہ العاجز محمد زید حسین عقی عنہ — پھر فناوی زیدیہ کے ہی صفحہ ۱۱، ۱۲ پر یہ بھی رقم ہے — "کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کے لئے ہوگی، (و عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال شفاعتی لاهل البائس من امتی رواہ الترمذی وابوداؤد ابن ماجہ عن جابر) اس کو ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے۔"

کہ — "یا محمد اور یا رسول اللہ — عشق اور محبت سے ایسی نذر بلا اختلاف جائز ہے" (صدائے حق صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱)، علاوہ ازیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ (اسمعیل دہلوی) قطعی حقیقی ہے (بحوالہ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۲)، سید احمد بریلوی کو بتا دیا گیا کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا اگرچہ وہ لکھو کھو ہا ہی کیوں نہ ہوں ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے" (بحوالہ صراطِ مستقیم صفحہ ۳۱۶)، مولانا احمد علی لاہوری (متوفی ۱۹۶۲ء) کو کہا گیا کہ ہم نے تمہاری مہمانی کے طور پر میانہ حساب (لاہور کے قبرستان) کے تمام گناہ کار صاحبِ ایمان) اہل قبور سے اپنا عذاب اٹھایا ہے" (ملفوظاتِ طلیبات صفحہ ۲۱) اور اس طرح ثلاثہ مصنفہ مولانا انور علی تھانوی صفحہ ۲۵۹ میں لکھا ہے "میں نے انسانیت سے بالادرجہ ان کا دیکھا، وہ شخص ایک فرشتہ مقرب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔ نیز تذکرہ حسن" صفحہ ۲۰۶ میں یہاں تک لکھ دیا گیا ہے کہ مفتی محمد حسن "رحمۃ للعالمین" تھے۔ — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کسی نبی کو اس لقب سے یاد نہیں فرمایا ہے، وَفَاَرْسَلْنَاكَ الْاَرْحَمَ الرَّحْمٰتِ لِلْعَالَمِیْنَ (فتاویٰ ندیریہ جلد اول، کتاب الیمان والعقائد صفحہ ۱۰)۔ لیکن فتاویٰ رشیدیہ میں صفحہ ۹۶ پر بدیں الفاظ — "لفظ رحمۃ للعالمین صفتِ خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمتِ عالم ہوتے ہیں" لکھا ہے۔

نوٹ:۔ اہل سنت و جماعت کے اعمال و اشغال — قیام فی امیلااد، صلوات و سلام، زیارت، فاتحہ، نذر نیان ایصال ثواب وغیرہ کی بابت مسلمہ عقیدہ ہے کہ ان کی عدم پابندی سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، یہ بیعت اور نسبت کی بات ہے اس لئے کسی کو مجبور کرنا مناسب نہیں علیٰ ہذا القیاس دوسرے اقوال کو بھی چاہیے کہ وہ شرک و بدعت کی گردان کر کے وحدت و استحکام ملت میں رخنہ اندازی، انتشار اور خلفشار کا موجب نہیں

۱۔ محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند ۲۔ مفتی محمد حسن امرت سوری (متوفی ۱۹۶۱ء) بانی جامعہ اشرفیہ، لاہور  
۳۔ مولد شریف تمامی اہل حریم کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے، (حاجی امداد اللہ شاکم امدادیہ مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ، اشاعت دوم ۱۳۸۶ھ، ص ۴۷)  
ب۔ ایسے امور سے انکار کرنا غیر کثیر سے باز رکھنا ہے جسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آتے نام آں حضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس سردار عالم و عالمیان (روحی قداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا، (اشرف علی تھانوی: امداد المشتاق، ص ۸۸)  
۴۔ "جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولان الہی سے کہتے ہیں نہ کوہ صفا العسوس" عرس کہ راجح ہے اسی سے ماخوذ ہے اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس میں عرس کرے تو تون ساگناہ لازم ہوا، (ایضاً: ص ۸۸، ۸۹)  
۵۔ "طریق نذر دنیا ز قدیم زمانے سے جاری ہے اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں" (حاجی امداد اللہ شاکم امدادیہ، ص ۷۰)

## قابل غور نکتہ

ہم نے ابھی عقائد کے دو رخ پیش کئے ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم ان تمام فرقوں میں منقسم اہل اسلام کو قطعی و حتمی فیصلہ کرنے کے لئے کہیں ضروری سمجھتے ہیں کہ ان تمام اختلافات، تنازعات، مباحث اور باہمی آویزشوں کی اصل وجہ کی نشاندہی کی جائے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں نے حاسہ نبوت کو وہ مقام اور مرتبہ نہیں دیا جو وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ سے ثابت ہوتا تھا۔ ہم نے عقل ناقص کے پیمانے سے علم و کمالات نبوت کو ناپنا شروع کر دیا جو انتہا درجے کی حماقت اور گمراہی تھی۔

خرد و واقف نہیں ہے نیک و بد سے  
بڑھی جاتی ہے ظالم اپنی حد سے  
خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے  
خرد بیزار دل سے، دل حسد سے

جہاں پر عقل کی حد ختم ہوتی ہے وہاں سے نبوت کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ اس لئے الْعَجْزُ عَنِ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكِ کو حقیقت ثابتہ مان کر انسان اپنے عجز کا اعتراف کر لے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔ كَافَّةً لِّلنَّاسِ۔ لِّلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا اور سِرَاجًا مُّبِيْنًا تسلیم کر لیا جائے تو علم و ادراک کی تمام حدود آپ کے لئے کھل جاتی ہیں، اور زمان و مکان کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بقول حاجی املاؤ اللہ نبوت عالم امر کی شے ہے۔ قرب الہی کا جب یہ مقام حاصل ہو کہ خود خالق کائنات ان کے بارے میں وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ فرماویں اور اپنے محبوب کو اپنی رضا، قضا اور منشا میں سراپا تسلیم و رضا جان کر وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ کا تاج پہنادیں اور مَقَامِ مُحَمَّدٍ ان کی منزل قرار دی جاتے تو پھر عقل بے چارہ می ہوا میں ٹامک ٹوبیاں مارتے ہوئے اپنے تصورات میں گم ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس لئے سر اسر عقل پر انحصار کرنے والے قافلے مسافت ہستی میں سرگرداں اور گمراہ ہو کے رہ جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے اجزائے دیمقراطیسی سے آگے طبیعیات کو نہیں پڑھا اور اٹیم کی موجودہ تحقیقات میں لا اوریت کے سمندر میں غرق ہو کے رہ گئے ہیں، وہ وحی کی نورانیت کو کیسے سمجھ سکتے ہیں۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ رب العالمین نے ہمارے نبی کے نور کو پیدا کیا اور پھر

اس سے کل کائنات وجود میں آئی۔ رحمت اصل ہے اور تمام کائنات اس کی فرع۔ جو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہو، اُس کے تصرفات اور اقلیم فرماں روائی کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ جہاں موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جیسے راز دار نبی تجلیات الہیہ کا پر تو برداشت نہ کر سکے، جبریل امین سدرہ سے ایک اینچ آگے نہ بڑھ سکے تو مَازَاغَ الْبَصَرِ وَمَا طَغَىٰ کی قوتوں سے فیض یاب ہونے والی ہستی اور لُیِّ مَعَ اللّٰهِ وَقَتُّ کی خلوت گاہوں سے سرفراز ہونے والی شخصیت کے بارے میں عقل بے چاری کیا فیصلے کر سکتی ہے۔ علامہ اقبال نے اسی فکری احساس کو صفحہ قرطاس پر لاتے ہوئے عشق رسالت مآب کی سرمستی میں نعرہ مستانہ بلند کرتے ہوئے فرمایا تھا:

من بندۃ آزادم، عشق است امام من

عشق است امام من، عقل است غلام من

دُنیا کو بالآخر تسلیم کرنا پڑے گا کہ معراج انسانیت کی کلید جہاں کُشائی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جو کچھ موجود ہے اُن ہی کے نور کا ظہور ہے۔ اور جو آگے آنے والا ہے اُس کی تکمیل بھی رحمت کائنات کی کرم فرمائیوں سے ہوگی۔

خلق و تقدیر و بدایت ابداً است  
رحمت للعالمین انتہا است

ہر کجیابی جہاں رنگ و بو  
آں کہ از خاکش بر وید آرزو

باز نورِ مصطفیٰ اور ابہاست  
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است

عقل کی حدود سے آگے ایک اور کائنات ہے جس کا اور چھوڑ نور نبوت کی روشنی کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتا۔ دونوں کے درمیان بہت بڑے حجابات ہیں۔ یہ حجابات بھی آنکھ کے نور کے بجائے دل کے نور سے اٹھاتے جاسکتے ہیں۔ جب کسی انسان کو اللہ رب العالمین دل بینا عطا کرتا ہے تو وہ بقول مولائے روم ع

عقل خود و شربان کن بہ پیشِ مصطفیٰ



پر عمل پیرا ہو کر، بے چون و چرا اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلابہ اپنی گردن میں ڈال لیتا ہے  
اس طرح پیغمبر کی سنت سے اجماعِ امت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے، جس کی وضاحت درج  
ذیل ہے :-

## پیغمبر کی سنت سے اجماعِ امت کا رشتہ

عقل اور ماورائے عقل کے مابین جو حجابِ حائل تھا وہ معراجِ والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی  
اس حدیث "الصَّوَابُ مَعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ" سے دور ہو گیا لیکن عقل پر ماورائے عقل کے تمام راستے  
کھل جانے کے ساتھ یہ شرط عائد رہی کہ تمام راستے ایک دروازے سے ہو کر گزریں گے جس کا نام  
توحید ہے۔ علم جو کچھ جاننا چاہے جان سکتا ہے، فن جو کچھ بنانا چاہے اور جو کچھ حاصل کرنا چاہے، کر  
سکتا ہے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جان پہچان میں یہ امر ملحوظ رہے کہ سب جانچ پڑتال کی اصلیت  
ایک رب کی محتاج ہے۔ اگر علم نے یکسانیت اور یک جہتی کا اسلوب ترک کر دیا تو ایسا علم متضاد اور  
منتشر ہو کر باطل ہو جائے گا، اگر کسی فرد نے اپنی مختلف و متنوع معلومات کو ایک توحید پر متمرکز نہ کیا  
تو اس کی شخصیت کے پُرزے پُرزے ہو کر اُس کے اعمال راتیرکاں ہو جائیں گے۔ جہاں علم کے  
لئے تمام راستے کھول کر اُن کو توحید کے دروازے سے گزرنا لازمی قرار پایا وہاں اس دروازے کی کلید  
اقرارِ رسالت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم قرار پائی۔ انسان ضعیف البنیان کو کائنات کے تمام  
اسرار و رموز سے دوچار ہونے کی اجازت اس شرط پر ملی ہے کہ ظاہر پر غیب کے درتھے کھول دینے  
والے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا دامن اس حالت میں ہاتھ سے نہ چھوٹے، اگر  
امت نے اس سنت کا دامن تھا لیا تو پھر اس سنت کا اجماعِ سنتِ سلف صالحین کا منصب حاصل کر لے گا اور اگر فرد کے اجتہاد  
نے اتباعِ سلف صالحین، اجماعِ امت اور سنتِ رسول کی پیروی سے کامیابی حاصل کر لی تو  
اس انفرادی اجتہاد کے لئے اہل الرائے کے اجماع کے مقام سے گزر کر خود اجماعِ امت کا مقام  
حاصل کر لینے کی راہ بھی کھلی ہے۔

وہ دانائے سبیل، ختم الرسل، مولائے کل، جس نے  
 غبارِ راہ کو بخشنا فروغِ وادیِ سینا  
 نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر  
 وہی شرآں، وہی شرفاں، وہی لیسیں، وہی طہ  
 — اور عقیدہ خاتمیت کے صدقے اُمت کو مقامِ خویش سے یوں آگاہ کر دیا گیا ہے —  
 پس خدا بر ما شریعت ختم کرد      بر رسول ما رسالت ختم کرد  
 رونق از محفلِ ایامِ را      اور رسل را ختم و ما اقوام را

## دعوتِ عمل

ہمارے مضمون کی دوسری قسط میں عشق و اطاعتِ رسالت مآب کو اتحاد کے لئے  
 شرطِ لازم قرار دیا تھا۔ اس لئے ضروری سمجھا کہ مقامِ نبوت کی معرفت کا تھوڑا سا ذکر ضرور کر دیا جائے۔  
 اب ہماری دردمندانہ و دل سوزانہ معروضات قارئین کی خدمت میں پیش ہیں اور اب لوگوں نے  
 یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اپنے اکابر کی عزت و ناموس پر کہاں تک ناموسِ رسالت مآب کو ترجیح دیتے ہیں۔  
 یہ بھی واضح ہو گیا کہ اکثر اکابر علماء نے اپنے نقطہ نگاہ میں مثبت تبدیلی کر لی ہے جس کی بنا پر انہوں  
 نے عشق و اطاعتِ رسول کی کشش کو محسوس کرتے ہوئے اپنی انا کو نظر انداز کر دیا ہے متعلقین، متوسلین،  
 متبعین اور مریدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ احسن تبدیلی کو قبول کرتے ہیں یا ضد و انانیت کے گرداب  
 میں پھنس کر اپنے لئے نہیں، نہیں سارے ملک و ملت کے لئے تباہی کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔  
 اس لئے میرا سوال ہے کہ

## یا چٹاں کن یا چنیں

مجھے اُمید ہے کہ فرقہ پرستی کے بُت کو پاش پاش کرتے ہوئے قافلہ سالارانِ عشق ایک





- ۱۵۷
- ۲۳- السخاوی، حافظ، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن، امام، القول البیوع فی الصلاة علی الجیب الشفیع، مطبوعہ سیالکوٹ
- ۲۴- ایداد اللہ، حاجی: شہان امدادیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء
- ۲۵- " " " " : فیصلہ ہفت مسئلہ، مطبوعہ لاہور
- ۲۶- " " " " : کلیات امدادیہ، مطبوعہ کراچی
- ۲۷- " " " " : نالہ امداد غریب، مطبوعہ کراچی
- ۲۸- انور شاہ کشمیری: اکفار الملحدین فی ضروریات الدین، مطبوعہ دہلی، ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۱ء
- ۲۹- " " " " : فیض الباری، مطبوعہ قاہرہ، ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء
- ۳۰- بخاری، محمد بن اسمعیل، امام: بخاری شریف، مطبوعہ مصر، ۱۳۲۵ھ / ۱۹۲۷ء
- ۳۱- تحریک خلافت، پاکستان: پاکستانی ملت و شہریت، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۳ء
- ۳۲- شمار اللہ امرت سری: اہل حدیث کا مذہب، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء
- ۳۳- شمار اللہ پانی پتی، قاضی: تذکرۃ الموتی و القبور، (اردو ترجمہ)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۷ء
- ۳۴- " " " " : مال ابد منہ، مطبوعہ ملتان
- ۳۵- جامعہ اشرفیہ: احسن السوانح، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء
- ۳۶- جماعت اسلامی: جماعت اسلامی - دعوت، تاریخ، مطبوعہ حیدرآباد، سندھ، ۱۹۲۹ء
- ۳۷- حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، مطبوعہ دیوبند
- ۳۸- " " " " : سلاسل طیبہ، مطبوعہ لاہور
- ۳۹- حسین علی: بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان، مطبوعہ لاہور
- ۴۰- خلیل احمد انبیٹھوی: البراہین القاطعہ علی نظام الانوار الساطعہ، مطبوعہ دیوبند، ۱۹۶۲ء
- ۴۱- " " " " : المہند علی المقتد، مطبوعہ کراچی
- ۴۲- رشید احمد گنگوہی: فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ کراچی
- ۴۳- " " " " : لطائف رشیدیہ، مطبوعہ ساڈھورہ، ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء
- ۴۴- شبیر احمد عثمانی: حاشیہ تفسیر قرآن، مطبوعہ لاہور
- ۴۵- عاشق الہی میرٹھی: تذکرۃ الرشید، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی
- ۴۶- عبدالحق دہلوی، شیخ: اشعۃ اللمعات، جلد اول، مطبوعہ لاہور
- ۴۷- عبدالحمید خادم سوہدروی: کرامات اہل حدیث، مطبوعہ سیالکوٹ
- ۴۸- عبد الوہاب الشعرانی: المیزان الکبریٰ، جلد اول، مطبوعہ مصر، ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء
- ۴۹- غزالی، امام: احیاء العلوم الدین، مطبوعہ بیروت، ۱۸۷۳ء

- ۱۵۸
- ۵۰۔ غلام اللہ خان: جواہر التوحید، مطبوعہ راولپنڈی، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء
- ۵۱۔ " " " " جواہر القرآن، مطبوعہ راولپنڈی
- ۵۲۔ فیاض احمد خان کاوش: اسلامی عقائد، مطبوعہ حیدرآباد، سندھ ۱۹۸۲ء
- ۵۳۔ محمد ابراہیم سیالکوٹی: تاریخ اہل حدیث، مطبوعہ لاہور، ۱۹۵۳ء
- ۵۴۔ محمد اسماعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبوعہ کراچی
- ۵۵۔ " " " " : صراطِ مستقیم، (ترجمہ اردو)، مطبوعہ لاہور
- ۵۶۔ " " " " : یک روزہ، مطبوعہ ملتان
- ۵۷۔ محمد اکبر علی شاہ: مجموعہ فوائد عثمانی، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء
- ۵۸۔ محمد بن عبدالوہاب: کتاب التوحید، مطبوعہ ریاض
- ۵۹۔ " " " " : کشف الشبهات، مطبوعہ ریاض
- ۶۰۔ محمد بن علی بن محمد الشوکانی، قاضی: الدر المنصید فی اخص کلمۃ التوحید، مطبوعہ لاہور، ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۷ء
- ۶۱۔ محمد رضوان اللہ، پروفیسر: مولانا انور شاہ کشمیری، مطبوعہ علی گڑھ، ۱۹۷۲ء
- ۶۲۔ محمد زکریا کاندھلوی: تبلیغی نصاب، مطبوعہ لاہور
- ۶۳۔ محمد شفیع ہفتی: ہدایۃ المہدیین، مطبوعہ کراچی
- ۶۴۔ محمد صدیق حسن خان: ترجمان وہابیہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۲ء
- ۶۵۔ " " " " : فتح البیان فی مقاصد القرآن، مطبوعہ مصر، ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۲ء
- ۶۶۔ محمد عبدالستار خان نیازی: پیغمبر عالم، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء
- ۶۷۔ " " " " : کثر الایمان کے خلاف سازش اور اس کا مثبت جواب، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۳ء
- ۶۸۔ " " " " : مسودہ آئین خلافت پاکستان، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۱ء
- ۶۹۔ " " " " : نعرۃ حق، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء
- ۷۰۔ محمد عبداللہ: بارگاہ رسالت اور بزرگان دیوبند، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۹ء
- ۷۱۔ محمد عثمان غنی: ملفوظات طیبات، مطبوعہ لاہور
- ۷۲۔ محمد علاؤ الدین الحصکفی: الدر المختار، مطبوعہ مصر، ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء
- ۷۳۔ محمد علی بیسند: مخزن احمدی (۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۲ء)، مطبوعہ آگرہ
- ۷۴۔ محمد قاسم نانوتوی: تجزیر الناس، مطبوعہ دیوبند
- ۷۵۔ " " " " : تصفیۃ العقائد، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء
- ۷۶۔ " " " " : قصائد قاسمی، مطبوعہ دہلی، ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء



۹۸۔ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۲۹۔ جولائی ۱۹۸۴ء

۹۹۔ " " " " " " ۱۴۔ اگست

۱۰۰۔ " " " " " " ۱۸۔ " "

۱۰۱۔ " " " " " " ۲۳۔ " "

۱۰۲۔ " " " " " " ۲۵۔ " "

۱۰۳۔ " " " " " " ۳۰۔ " "

۱۰۴۔ " " " " " " ۱۳۔ ستمبر

۱۰۵۔ " " " " " " ۲۸۔ " "

۱۰۶۔ " " " " " " ۱۱۔ اکتوبر

۱۰۷۔ " " " " " " ۲۴۔ جولائی

۱۰۸۔ " " " " " " ۲۵۔ " "

۱۰۹۔ ہفت روزہ "اہل حدیث" امرتسر ۸۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء

۱۱۰۔ " " " " " " لاہور ۱۶۔ جولائی ۱۹۷۶ء

۱۱۱۔ " " " " " " " " " " کراچی ۱۹۔ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۸۴ء

## متفرقات

۱۱۲۔ اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے متعلق چالیس نکاتی میمورنڈم، شائع کردہ پاکستان جغرافیائی سرکل، اسلام آباد

۱۱۳۔ اشتہار تحریک اتحادِ ملت پاکستان (شائع کردہ: جماعت اسلامی)، جولائی ۱۹۸۴ء

۱۱۴۔ حکم نامہ وزارت الحج والاقواف (المملکت العربیہ السعودیہ)

۱۱۵۔ سرکلر وزارت قانون، امور اسلامیہ اور اوقاف (متحدہ عرب امارات)

۱۱۶۔ مراسلہ (محررہ ۷ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ / ۲۴ نومبر ۱۹۸۲ء) مولانا ابوالرضا اللہ بخش نیر بنام مولانا محمد عبدالستار

خان نیازی از مکہ مکرمہ

۱۱۷۔ مکتوب گرامی حضرت صاحبزادہ غلام حمید الدین سیال شریف بنام جلالت الملک شاہ فہد، مطبوعہ لاہور

۱۱۸۔ مکتوب (مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۸۲ء) مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، بنام وزیر انصاف، اوقاف اور

امور مذہبیہ، حکومت کویت وغیرہ





مُتَّحِدَہ پنجاب میں

امام احمد رضا قدس سرہ کے پہلے نقیب  
علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق

مجاہد اکبر

# پرفیسر مولوی احسان علی (موم)

سابق پرنسپل اسلامیہ کالج، لاہور

تحقیق: پروفیسر محمد صدیق  
تقدیم: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

لکھائی چھپائی عمدہ ○ آفسٹ پیپر ○ صفحات ۱۴۲ ○ قیمت: ۲۰ روپے

ناشر

مکتبہ رضویہ ۲/۴ سوڈھیوال کالونی ملیان روٹ لاہور ۲۵